قرطاسِ اردو

اولیولز اردو ہوم ورک بک (3248)







مشمولات

امتحانی پرچے (حل شدہ)

اردو بطور ثانوی زبان کا مکمل نصاب

ہوم ورک کے لیے ہر سبق کی تیار شدہ شیٹ



مصنف: عدیل گیلانی

نام کتاب: قرطاسِ اردو

مضمون: اردو بطور ثانوی زبان برائے اولیول (3248)

مصنف: عدیل گیلانی

قیمت: 1800 روپے (پاکستانی)، 25 ڈالر (امریکی)، 20 پاؤنڈز (برطانوی)، 22 یورو (یورپی)

طبع اول: 2014ء

طبع دوم: 2015ء

طبع سوم: 2016ء

طبع چہارم: 2017ء

طبع پنجم: 2018ء

طبع ششم: 2019ء

طبع ہفتم: 2020ء

آئی ایس بی این نمبر:۔ 978-969-7853-04-05

ناشر: نفیس پبلشرز، اسلام آباد، پاکستان

برائے رابطہ: 03456900055

عدیل گیلانی نے سِمکو پلس پرنٹرز، اسلام آباد سے 70 گرام کے کاغذ پر چھپوا کر النفیس پبلشرز کی جانب سے شائع کروایا۔

انتساب

میرے ادبی، فکری، نظریاتی، روحانی اور نفسیاتی رہنما

مفکرِ پاکستان، مصورِ پاکستان، شاعرِ مشرق، حکیم الامت

ڈاکٹر علامہ

محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کے فکر و فلسفہ اور تخیل کے فیضان نے مجھ ناچیز کو خودی میں ڈوب کر کائنات کو مسخر کرنے کے قرآنی تصور کا فہم عطا کیا۔

عرضِ مصنف

محترم اساتذہ کرام اور طلبہ عزام !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سب سے پہلے میں ان اساتذہ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ممنون ہوں جنھوں نے اس کتاب کے ابتدائی چھ طباعتوں کو عمیق اور ناقدانہ انداز میں نہ صِرف پڑھا بلکہ ان سے متعلق اپنی تجاویز و آراء بھی ارسال کیں۔ راقم الحروف نے ہر مفید اور مخلص مشورے پر عمل کرتے ہوئے کتاب میں جابجا تبدیلیاں کیں۔

کتاب لکھنے کا خیال مجھے اس وقت آیا جب ستمبر 2015ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے جناب مصطفیٰ اعظمی صاحب پاکستان تشریف لائے اور انھوں نے میریٹ ہوٹل، اسلام آباد میں تربیتِ اساتذہ کی ایک ورکشاپ منعقد کی۔ میرے ذہن میں یہ خیال رہ رہ کر آتا رہا کہ کیوں نہ امتحانی اصول و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ایسی کتاب منظرِ عام پر لائی جائے جس سے بیک وقت طلبہ اور اساتذہ فیض یاب ہو سکیں۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے میں بہت سے مسائل مانع تھے جن میں میری کم مائیگی، ناتجربہ کاری اور اشاعت کے اخراجات کی عدم دستیابی پیش پیش تھی۔ لیکن میں نے اپنے رفقاء کی ترغیب اور حوصلہ افزائی کے باعث لکھنا شروع کر دیا۔

یہ نسخہ پیپر 1 اور پیپر 2، دونوں پر مشتمل ہے۔ پیپر 1 اور پیپر 2، دونوں کے لیے الگ الگ جلد کا اہتمام کیا گیا ہے کیونکہ ایک ہی جلد میں دونوں کو شامل کرنے کی صورت میں ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے طلبہ کے لیے ورک شیٹوں پر کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے اس لیے ان کی آسانی کے لیے اب کتاب دو الگ الگ جلدوں میں پیش کی جارہی ہے جس میں پیپر حل کرنے کے سلسلے میں ہر سوال سے متعلق رہنمائی، حل شدہ پرچے اور ان کے ساتھ ساتھ میں ان پرچوں کو حل کرنے کی مشق کے لیے قرطاسِ ہائے کار مہیا کیے گئے ہیں۔

قرطاسِ اردو میرے تدریسی تجربات کا نچوڑ ہے۔ اپنی دانست میں، میں نے اس کتاب کو ہر زاویے سے مکمل اور معاون بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے باوجود بھی کہیں کسی سہو کا امکان موجود ہے۔ اس سلسلے میں اساتذہ کرام سے التماس ہے کہ اپنی تجاویز و آراء سے مطلع فرمائیں تاکہ کتاب میں بہتری لائی جاسکے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ شکریہ

خیر اندیش: عدیل گیلانی

اسلام آباد

ای میل: syedadeelahmedgilani@gmail.com

فیس بک: adeelgilani.pk

فہرستِ عنوانات

مضمون نویسی

مواد کے نمبر:6۔زبان کے نمبر:9۔کل نمبر:15

مطلوب الفاظ کی تعداد:150 تا200



اس سوال میں کل مارکس حاصل کرنے کا طریقہ

اولیولز اردو پیپر 1 کا پہلا سوال مضمون نویسی کا ہوتا ہے۔سوال میں مضمون کا عنوان اور اس عنوان کی وضاحت کے لیے تین اشارے دیے جاتے ہیں جن کے بارے میں150 تا200 الفاظ لکھنے ہوتے ہیں۔یاد رہے کہ بازار میں کچھ ایسی کتابیں بھی فروخت ہو رہی ہیں جن میں مضمون کے نمونوں میں تین سے کم یا زیادہ اشارے بھی دیے گئے ہیں۔اگر آپ کے پاس موجود کسی کتاب میں ایسا ہے تو اس میں تصحیح کر لیں۔

پیپر میں مضمون کے سوال کی صورت یہ ہوتی ہے "وقت کی پابندی" پر مضمون لکھیں۔اپنے مضمون میں مندرجہ ذیل باتیں شامل کریں۔ (1)وقت کی اہمیت۔(2)وقت کی پابندی کے فوائد۔(3)وقت کو ضائع کرنے کے نقصانات۔

تین اشاروں کے 6 نمبر مواد(Content) کے اور 9 نمبر زبان کے ہیں۔اس طرح اس سوال کے کل نمبر 15 بنتے ہیں۔

ممتحن دو دفعہ مضمون پڑھتا ہے۔ایک دفعہ مواد چیک کرنے کے لیے پڑھتا ہے اور دوسری دفعہ زبان چیک کرنے کے لیے پڑھتا ہے۔مواد اور زبان کے نمبر بھی الگ الگ لگاتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ آپ جو مواد لکھیں وہ موضوع کے عین مطابق ہو اور املاء کی غلطیوں سے پاک ہو تا کہ آپ کو زبان اور مواد، دونوں کے بہتر نمبر مل سکیں۔

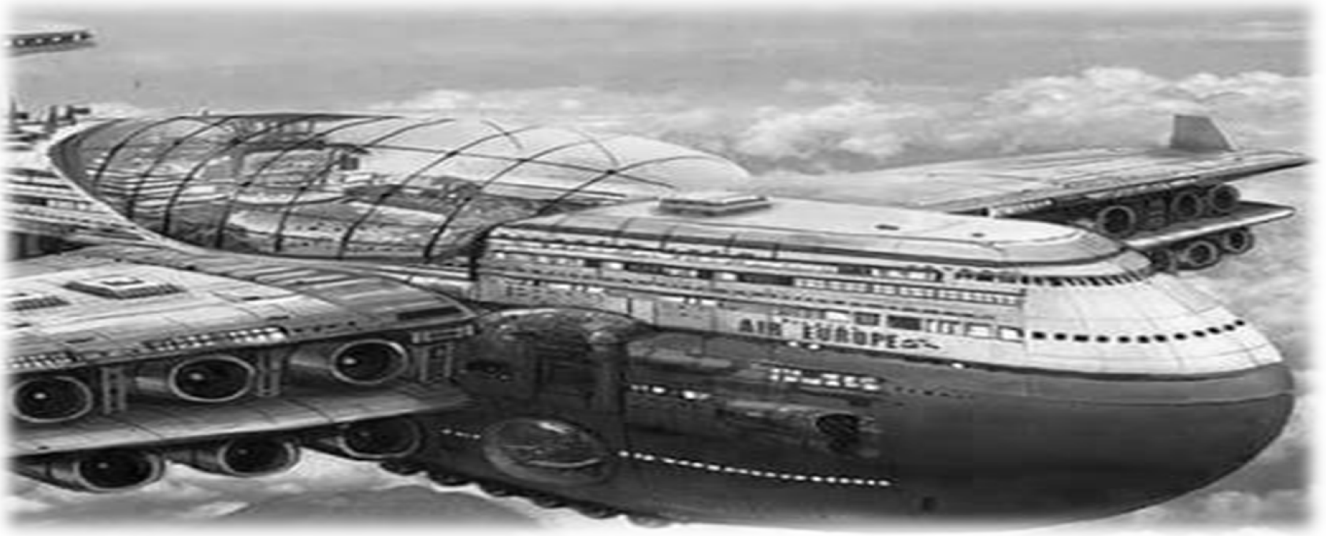
مضمون میں مکمل نمبر لینے کا طریقہ پہلے اشارے کے بارے میں دو باتیں / دو نکات / دو چیزیں وضاحت کے ساتھ لکھیں۔ایک نکتے / بات / چیز کے لکھنے سے ایک نمبر ملتا ہے۔اگر آپ ایک اشارے کے تحت دو باتیں / دو نکات / دو چیزیں لکھیں گے تو اس اشارے کے دو نمبر آپ کو امتحان میں مل جائیں گے۔اگر تین اشاروں کے نیچے دو دو نکات لکھیں گے تو مواد کے چھ نمبر مل جائیں گے۔

ایک نکتہ کم از کم پچیس الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے تا کہ ایک اشارے کے تحت پچاس الفاظ لکھے جا سکیں۔اس طرح تین اشاروں کا ڈیڑھ سو الفاظ میں احاطہ کر لیا جائے گا۔اگر ایک نکتہ پچیس الفاظ سے زیادہ الفاظ میں لکھنے کی ضرورت پیش آئے تو زیادہ الفاظ میں لکھ دیں لیکن یاد رہے کہ اس صورت میں تحریر کے کل الفاظ کی تعداد 200 سے تجاوز نہ کرے۔

مشکل الفاظ کے بجائے سہل اور سادہ اردو لکھیں تا کہ املاء کی غلطیوں کا احتمال نہ ہو۔نیز آپ کی تحریر اس قدر سادہ ہونی چاہیے کہ پڑھنے والے کو پڑھ کر سمجھ آ جائے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

اگر آپ کی املاء کی زیادہ غلطیوں کی وجہ سے تحریر کا مفہوم ہی تبدیل ہو جائے تو تحریر کے نمبر نہیں ملیں گے۔

ہوائی سفر کیوں جدید زمانے کی ضرورت بن چکا ہے؟



اشارات

ہوائی جہاز ایک حیران کن ایجاد۔

موجودہ زمانے میں اس کی اہمیت۔

اپنے کسی ہوائی سفر میں ملنے والی سہولیات کا ذکر کریں۔

1492ء میں کرسٹوفر کولمبس کو طویل سمندری راستوں کے ذریعے امریکہ پہنچنے میں دوماہ لگے کیونکہ اس دور میں ہوائی سفر کا دنیا میں تصور تک موجود نہیں تھا۔ اس کے تقریباً پانچ صدیوں بعد رائٹ برادران نے ہوائی جہاز ایجاد کیا اور ان کے ہوائی جہاز کی پہلی فضائی پرواز 1903ء میں ہوئی۔ باقاعدہ فضائی پروازوں کا سلسلہ 1950ء میں شروع ہوا۔ ہوائی جہاز نے ہزاروں کلومیٹر طویل فاصلوں کو چند گھنٹوں میں طے کرنا ممکن بنادیا ہے یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر میں سیر وسیاحت اور ہر قسم کے اسفار ہوائی جہاز کے بغیر ناممکن تصور کیے جاتے ہیں۔ ہوائی جہاز کے ذریعے نہ صرف سفر تیزی سے طے ہو جاتا ہے اس لیے اس کے ذریعے انسان طویل فاصلے طے کرنے کی ان مشکلات سے بھی محفوظ ہو گیا ہے جو اس سے پہلے لوگوں کو پیش آتی تھیں، مثلاً لوٹ مار وغیرہ۔

موجودہ دور میں انسانوں کے پاس وقت کی کمی اور سرگرمیوں کی بہتات ہے، کاروباری معاملات ہوں یا سیاسی امور، زندگی کے ہر قسم کے کام تیزی سے سرانجام دینے کے لیے ہوائی جہاز سمیت نت نئے آلات کا استعمال کیا جارہا ہے۔ پوری دنیا ایک گلوب کی شکل اختیار کر چکی ہے، جس کی بنا پر اقوامِ عالم ایک دوسرے سے مضبوطی سے منسلک ہیں اور اس کاروباری، سیاسی، تعلیمی اور ثقافتی بندھن کو قائم رکھنے کے لیے ایک ملک کے باسیوں کا دوسرے ملک میں جانا، رہنا، پڑھنا اور وہاں کام کرنا عام ہو چکا ہے۔ اقوامِ عالم کے اس طرح کے باہمی رابطوں میں جہاں دوسرے سائنسی آلات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں وہاں ہوائی سفر اس شعبے میں سرِفہرست ہے۔

مجھے بیرون ملک سفر کے متعدد مواقع ملے ہیں۔ ان اسفار کے دوران مجھے ہوائی سفر، اس کی آسانیوں، سہولتوں اور اس کے فوائد کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ہوائی سفر کے دوران فضائی کمپنیوں کی جانب سے کئی سہولیات بھی مہیا کی جاتی ہیں۔ بیٹھنے کے لیے پرسکون نشستیں، کھانے کا اہتمام جب کہ پینے کے لیے طرح طرح کے مشروبات کی دستیابی سفر کو خوشگوار بنا دیتی ہے۔ ہوائی جہاز میں دل بہلانے کے لیے فلمیں دیکھی جاسکتی ہیں تاکہ بوریت کا احساس نہ ہو۔ خوش لباس اور خوش گفتار فضائی میزبان ہر وقت خدمت کے لیے موجود ہوتی ہیں۔ (مئی، جون:2004)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

کتب بینی



اشارات

کتابیں علم کا ایک بہترین ذریعہ۔

کتابیں پڑھنے کے علمی، عملی اور تفریحی فوائد۔

اچھی کتب میں دلچسپی کی ضرورت۔

پہلے زمانوں میں سیاح دوسرے ممالک کا سفر کرتے اور واپسی پر ان ممالک کے حالات تفصیل کے ساتھ کتابوں میں تحریر کر کے بادشاہوں اور عوام کو مہیا کرتے جس سے لوگوں کو دوسرے علاقوں سے متعلق معلومات حاصل ہوتی تھیں۔ یہ روایت قدیم زمانوں سے لے کر اب تک موجود ہے۔ زمانہ قدیم کی طرح اس دور میں بھی سائنس دان، فلسفی اور دیگر علمی قائدین علمی امور کتابوں کے ذریعے ہی اگلی نسلوں تک منتقل کر رہے ہیں۔ اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ کتابیں حصول علم کا بہترین ذریعہ ہیں۔ کسی انسان کی کتاب پڑھ کر ہی پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ وہ متعلقہ موضوع کے بارے میں کس قدر معلومات رکھتا ہے۔

تاریخی، مذہبی، اخلاقی اور اصلاحی کتب کے مطالعہ سے انسان گزری ہوئی اقوام کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے اور ان سے عبرت اور نصیحت حاصل کر کے اپنے اخلاق اور کردار کو سنوارتا ہے۔ سائنسی کتب کے مطالعہ سے انسان کائنات کے اسرار و رموز سے باخبر ہوتا ہے اور اپنی عملی زندگی میں ان سے حتی الوسع استفادہ کرتا ہے۔ نفسیات، سیاسیات، معاشیات، مذہبیات اور عسکریات ایسے موضوعات پر لکھی ہوئی کتب سے عملی زندگی میں انسان کو رہنمائی ملتی ہے۔ کتابوں میں دنیا کے ہر ملک کا نقشہ دیکھا جاسکتا ہے، مزاحیہ لطیفے پڑھے جاسکتے ہیں، مختلف قسم کی کہانیاں پڑھی جاتی ہیں جن کی وجہ سے انسان فارغ وقت میں اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔

کتب کی اس اہمیت کو دیکھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ ہر انسان کو ان میں دلچسپی لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انسان زندگی کے کسی بھی شعبے سے منسلک ہو، وہ اپنی تمام تر علمی و فکری ضروریات کتب بینی سے ہی پوری ہوتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو چار و ناچار ان تمام مفید کتب کی ورق گردانی کرنا ہوگی جن کا تعلق ہماری روزمرہ زندگی سے ہے۔ بصورتِ دیگر لائبریریوں میں پڑی ہوئی کتابیں محض بوجھ بن کر رہ جائیں گی۔ ان سے اغماض کر کے ہم ترقی کی عالمی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ (اکتوبر، نومبر: 2004)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد کل نمبر دستخط استاد مع تاریخ

جدید دور میں ٹیلی ویژن کا کردار



اشارات

ٹیلی ویژن ایک اہم ایجاد۔

ٹیلی ویژن کے تعلیمی و تفریحی فوائد۔

ٹیلی ویژن کے چند نقصانات۔

ٹی وی سے قبل دنیا میں ریڈیو کے ذریعے خبریں سنی جاتی تھیں۔ ریڈیو سے قبل اخبارات اور کتب و رسائل کے ذریعے معلومات دوسرے علاقوں تک پہنچائی جاتی تھیں ۔ان کتب اور اخبارات سے صرف پڑھے لکھے (خواندہ) افراد ہی استفادہ کرسکتے تھے ۔ جدید دور میں سائنسی ترقی کی بدولت ٹی وی کی ایجاد کے بعد ہر خاص و عام کے لیے دنیا کے حالات وواقعات سے باخبر رہنا آسان ہو گیا ہے۔ ٹی وی کی بدولت ہر کسی کے لیے ہزاروں کلومیٹر کے فاصلے پر رونما ہونے والا واقعہ بذاتِ خود دیکھنا بھی ممکن ہو گیا۔

ٹیلی ویژن کا اہم فائدہ یہ ہے کہ ہم کسی چیز کو پڑھنے یا کسی چیز کے بارے میں سننے کے بجائے اس چیز کا بذات خود مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس سے اس چیز یا واقعہ کے بارے میں ہماری معلومات پختہ ہو جاتی ہیں۔ اگر ٹی وی پر محض علمی موضوعات اور معلومات پر مبنی پروگرام نشر کیے جائیں تو بوریت اور اکتاہٹ کا محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے ٹی وی کے ذریعے مختلف تفریحی پروگراموں، مزاحیہ سرگرمیوں، ڈراموں اور فلموں کو بھی نشر کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کی تفریح طبع کا سامان ہو سکے۔ بعض اوقات محض وقت گزاری کے لیے اور اکتاہٹ کے خاتمے کے لیے بھی ٹی وی بہترین ذریعہ ہے۔

ٹی وی کے فائدوں کی طرح اس کے نقصانات بھی ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اس دور میں ٹی وی کے نقصانات کثیر اور فائدے قلیل ہیں۔ ناظرین چند ٹی وی چینل دیکھتے ہیں لیکن فیس تمام چینلوں کی ادا کرتے ہیں ۔اس طرح باقی چینلوں کی فیس فضول خرچی میں شمار ہوتی ہے۔ بعض ٹی وی چینلوں کے ذریعہ فحش اور اخلاق باختہ مواد بھی کھلے عام نشر کیا جاتا ہے جس سے فکری و عملی نقصانات سامنے آرہے ہیں۔ ٹیلی ویژن پر گھٹیا اور پست درجے کے پروگرام نشر ہونے کی وجہ سے قوم کا انفرادی ہی نہیں بلکہ اجتماعی اخلاق بھی بگڑ رہا ہے۔ بعض ٹی وی چینلوں پر متنازعہ سیاسی مباحثے نشر ہوتے ہیں جن سے معاشرے میں سیاسی سطح پر جھگڑوں کو بڑھاوا ملتا ہے اور کبھی کبھار ان مباحثوں میں ہی تجزیہ نگاروں کے مابین ہاتھا پائی شروع ہو جاتی ہے۔ (مئی، جون:2005)

مضمون کا عنوان: ______

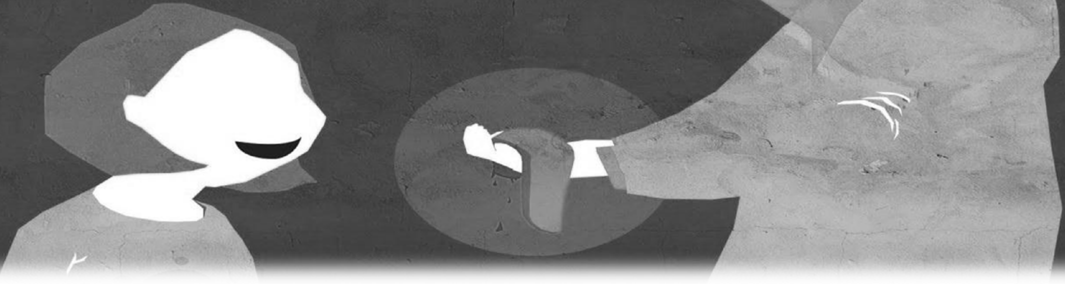
پہلا اشارہ: ______

دوسرا اشارہ: ______

تیسرا اشارہ: ______

الفاظ کی تعداد کل نمبر دستخط استاد مع تاریخ

مادری زبان کی اہمیت



اشارے

انگریزی کی مقبولیت کا ہماری مادری زبان پر اثر۔

مادری زبان کی حفاظت و ترقی کی ضرورت۔

مادری زبان کی ترویج و ترقی کے طریقے۔

انسان سب سے پہلے مادری زبان سیکھتا ہے۔ وہ لوگ جو کاروباری معاملات یا دیگر امور کے لیے بیرونِ ملک جا کر بس جاتے ہیں، وہ اپنی مادری زبان سے رفتہ رفتہ دور ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آج کل تعلیمی اداروں میں انگریزی کو امتیازی مقام دے دیا گیا ہے جس سے بچوں کے لیے انگریزی کا پڑھنا، سیکھنا اور بولنا لازم ہو چکا ہے۔ اس لیے بچے مادری زبان سے زیادہ انگریزی زبان پر توجہ دینے پر مجبور ہیں۔ انٹرنیٹ پر اکثر نشریات انگریزی زبان میں پیش کی جاتی ہیں۔ جس سے لوگوں میں مادری زبان سے دوری اور انگریزی سے قربت کی فضا جنم لیتی ہے۔ اپنی مادری زبان سے دوری اختیار کر کے ہر جگہ انگریزی زبان میں ہی گفتگو ایک فیشن بھی بن چکا ہے۔ اس سے بھی مادری زبان متاثر ہوتی ہے۔

کسی بھی قوم کی تاریخ کا بہترین اور قابلِ اعتماد علمی ذخیرہ اس کی اپنی زبان میں ہی موجود ہوتا ہے۔ اگر لوگ اپنی زبان کو اہمیت نہیں دیں گے تو ان کی انفرادیت اور ثقافتی پہچان مصنوعی ٹھاٹھ باٹھ میں تحلیل ہو کر رہ جائے گی۔ دنیا کے نقشے پر اپنی پہچان اور اپنا مقام قائم رکھنے کے لیے جن امدادی چیزوں کی اشد ضرورت ہے ان میں ایک اپنی مادری زبان کی حفاظت اور اس کی ترویج بھی ہے۔ نسلِ نو اگر اس قیمتی اثاثے سے مستفید ہونے سے قاصر رہی تو چند عشروں بعد روئے زمین پر ہمارا نام لینے والا بھی شاید کوئی نہ رہے گا۔

خاندان میں بچوں کے ساتھ صرف مادری زبان میں گفتگو کرنی چاہیے تا کہ وہ مادری زبان کے زیادہ سے زیادہ الفاظ سیکھ سکیں۔ مادری زبان میں لکھی ہوئی کتب، کہانیاں، موسیقی اور کمپیوٹر کے سافٹ ویئر کا مسلسل استعمال کرنا چاہیے۔ مادری زبان کی ترویج کی غرض سے کمپیوٹر پر مختلف قسم کی گیمیں بھی بنائی جا سکتی ہیں۔ بچوں کو اس ماحول میں زیادہ مدت تک رکھنا چاہیے جہاں سب ایک ہی مادری زبان بولنے کے عادی ہوں۔ انہیں اپنی زبان میں لکھی ہوئی کہانیاں پڑھنے کے لیے دی جانی چاہئیں۔ (اکتوبر، نومبر: 2005)

مضمون کا عنوان: ____________________

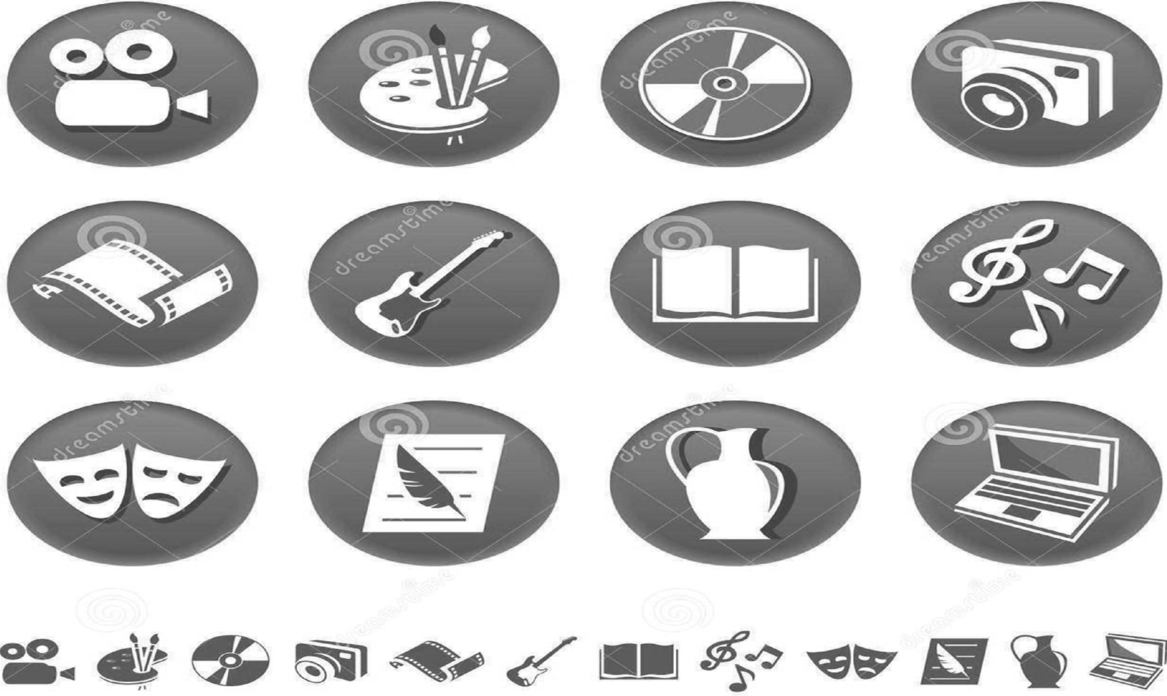
پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

مشاغل کی اہمیت



اشارات

مشاغل کی اہمیت

آج کل کے مقبول ترین مشاغل

ہماری زندگی پر مشاغل کے اثرات

فارغ وقت کی مثبت اور من پسند مصروفیت کا نام مشغلہ ہے۔ مشہور کہاوت ہے کہ خالی ذہن شیطان کا گھر ہوتا ہے، اسی لیے مفید مشاغل نہ صرف ہماری فرصت کے لمحات کو مفید اور کار آمد بناتے ہیں، بلکہ ہماری ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کو بھی نکھارتے ہیں۔ کرکٹ، ہاکی اور بیڈ منٹن جیسے مشاغلہمارے لیے ورزش سی اہمیت رکھتے ہیں جبکہ کتب بینی، اخبار بینی، ریڈیو سننا اور ٹیلی ویژن دیکھنا وغیرہ، ہماری معلومات میں اضافے کے انتہائی اہم ذرائع ہیں۔

ہمارے ہاں اکثر لوگ اپنے فارغ وقت میں ہاکی، کرکٹ اور بیڈ منٹن جیسے کھیل کھیلنا پسند کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو مرغبانی، باغبانی، ٹکٹیں جمع کرنا اور سکے جمع کرنا پسند ہے اور کچھ لوگ فوٹو گرافی کا شوق رکھتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو فرصت کے لمحات میں موسیقی سننا یا فلم دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ سنوکر، بلیرڈ اور کیرم بورڈ وغیرہ کھیلنا بھی مقبول ہو چکا ہے۔ نوجوانوں کے دل پسند مشاغل میں موبائل پر موسیقی سننا، فلمیں دیکھنا اور مختلف قسم کی تفریحی ویب سائٹوں پر وقت گزارنا ہے۔ کچھ خواتین ڈرامے دیکھنا، فیشن ڈیزائننگ کرنا اور مختلف قسم کے رسالے پڑھنا پسند کرتی ہیں۔ بزرگوں کے مشاغل میں اخبارات پڑھنا، حقہ پینا، تاش کھیلنا اور ٹی وی پر خبروں کے چینل دیکھنا ہے۔

مفید مشاغل کے ذریعے انسان بری صحبت سے محفوظ رہتا ہے اور فارغ وقت کو مفید انداز میں گزارنے سے محنت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ انسان میں کچھ کرنے کی امنگ پیدا ہوتی ہے۔ بعض مشاغل انسان کے لیے صحت، تندرستی اور طبیعت میں چستی بھی پیدا کرتے ہیں۔ ذہنی آزمائشوں پر مبنی مشاغل سے ذہانت میں تیزی آتی ہے اور اس سے تعلیمی اعتبار سے فوائد ملتے ہیں۔ (مئی، جون:2006)

مضمون کا عنوان: ____________________________

پہلا اشارہ:

دوسرا اشارہ:

تیسرا اشارہ:

الفاظ کی تعداد کل نمبر دستخط استاد مع تاریخ

آلودگی



اشارات

بڑھتی ہوئی آلودگی کی وجوہات

آلودگی کا عوام اور کرہ ارض پر اثر۔

آلودگی کم کرنے کی ترکیبیں۔

کارخانوں، فیکٹریوں، ملوں، گاڑیوں اور ہوائی جہازوں میں ایندھن کا ازحد استعمال اور ان کی چمنیوں سے خارج ہونے والا دھواں فضا میں شامل ہو کر اس کو آلودہ کر رہا ہے۔ سائنسی تجربات کی وجہ سے فضا میں کیمیائی مادے شامل ہو کر اس کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ زمین پر زیادہ آلودگی صنعتی انقلاب کے باعث ہے۔ بسا اوقات سائنسی تجربات کرنے کے لیے سمندری پانی میں کیمیائی مادے شامل کیے جاتے ہیں جن سے آبی آلودگی پیدا ہوتی ہے۔

آلودہ ماحول اور فضا میں رہتے ہوئے سانس لیتے وقت ہم فضا میں موجود تمام زہریلے مادے بھی نگل جاتے ہیں جو ہمارے پھیپھڑوں میں جا کر سانس کی بیماری دمہ کا سبب بنتے ہیں۔ فیکٹریوں کا کچرا اور تیزابی مواد نہ صرف ہماری زمین کو زہریلا کر رہا ہے بلکہ دریاؤں کے پانی میں بھی زہر گھول رہا ہے۔ آلودگی کی ہی وجہ سے فضا میں موجود اوزون کی لہر کی تہہ کمزور ہو رہی ہے اور اس کے خاتمے سے سورج کی زہریلی شعاعیں زمین پر آ کر وسیع پیمانے پر ہلاکت اور تباہی مچا سکتی ہیں۔ گندا پانی جب زمین میں جذب ہو جاتا ہے تو زمین کی قوتِ کاشت کو متاثر کرتا ہے اور زمین میں سیم و تھور جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔

آلودگی کم کرنے کے لیے ہمیں اپنا کوڑا کرکٹ ٹوکریوں میں اکٹھا کر کے میونسپل کی مخصوص جگہوں پر پھینکنا چاہیے جہاں سے سرکاری گاڑیاں کوڑا اٹھا کر شہر سے باہر پھینک سکیں۔ آبی نکاس کے لیے مناسب وسائل بروئے کار لائے جائیں تا کہ گلی محلے کی سطح پر گندے پانی کے جوہڑ بننے پر قابو پایا جا سکے۔ ایسی گاڑیوں کا استعمال کم سے کم کرنا چاہیے جن میں زیادہ پیٹرول استعمال ہونے کی وجہ سے دھوئیں کا اخراج زیادہ ہوتا ہے۔ شجرکاری کا آلودگی کے خاتمے میں نہایت اہم کردار ہے اس لیے ہمیں زیادہ سے زیادہ پودے اور درخت لگانے چاہئیں۔ (اکتوبر، نومبر: 2006)

مضمون کا عنوان: ______________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

کمپیوٹر کا ہماری زندگی میں انقلاب



اشارات

کمپیوٹر کی اہمیت کیوں ؟۔

کمپیوٹر کے نقصانات۔

تعلیم میں کمپیوٹر کی اہمیت۔

ہر شعبہ مثلاً کاروبار، اخبار، عوامی رابطے، گاڑیوں، جہازوں، بازاروں، سکولوں، بینکوں اور دفتروں کا نظام وغیرہ کمپیوٹر کی مدد سے چلتا ہے۔ اس دور میں معلومات دنیا کے ہر کونے میں جلد از جلد پہنچانا اور وصول کرنا کمپیوٹر ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ مفید اور مہنگی کتب کو اسکین کر کے کمپیوٹر میں محفوظ کر لیا جاتا ہے اور پھر ان کتب کی دوسروں تک مفت ترسیل کی جاسکتی ہے۔ اگر کمپیوٹر کو زندگی سے نکال دیا جائے تو دنیا دوبارہ پتھر کے دور کی جانب پلٹ جائے۔

جہاں کمپیوٹر کے بے شمار فائدے ہیں وہاں اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں۔ آج کل چونکہ بینکوں کا سارا نظام کمپیوٹر کے ذریعے چل رہا ہے اور ملکوں اور اداروں کے تمام قیمتی اور اہم راز بھی کمپیوٹروں میں ہی محفوظ کیے جاتے ہیں۔ اس سے باخبر چند شاطر ذہنیت والے افراد بینکوں کے کریڈٹ کارڈ وغیرہ ہیک کر کے بذریعہ کمپیوٹر ڈاکہ زنی کے مرتکب ہوتے ہیں اور شریر افراد ایجنسیوں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کر کے اس کا ناجائز اور غلط استعمال کرتے ہیں۔ چھوٹی عمر کے بعض بچے انٹرنیٹ پر موجود اخلاق باختہ مواد پر مبنی ویب سائٹیں دیکھتے ہیں جس سے ان کا اخلاق بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بچے فضول گیموں میں وقت برباد کرتے ہیں۔

تعلیمی اداروں میں کمپیوٹر کے استعمال کے بے حد فوائد ہیں۔ اگر اساتذہ کمپیوٹر کا استعمال کرتے ہوئے کمرہ جماعت میں لیکچر دیں تو طلبہ کی توجہ اسباق کی جانب ہی رہے گی۔ موجودہ دور میں فاصلاتی نظام تعلیم کے تمام مسائل کو کمپیوٹر کے استعمال سے حل کر لیا گیا ہے کیونکہ پہلے ڈاک کے ذریعہ طلبہ کو کتب تاخیر سے ملتی تھیں جبکہ اس دور میں لیکچر انٹرنیٹ پر ڈال دیا جاتا ہے اور طلبہ آسانی سے اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ہاتھ سے لکھائی کرنے کا دور ختم ہوا، اس لیے طلبہ طویل تحریریں اب قلیل مدت میں کمپیوٹر پر لکھ کر اپنی تحریری و تخلیقی صلاحیتوں کو کم مدت میں بہتر بنا سکتے ہیں۔ (مئی، جون: 2007)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

ٹریفک کے نظام کو کیسے بہتر بنایا جائے؟



اشارات: (1) ٹریفک کی موجودہ صورت حال۔ (2) اس کی وجوہات۔ (3) ٹریفک کے معیار کو بہتر بنانے کی تجاویز۔

گزشتہ چند سالوں میں ہمارے ملک میں گاڑیوں کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔ اس وجہ سے جگہ جگہ ٹریفک جام کا مسئلہ درپیش رہتا ہے۔ سڑکوں پر حادثات کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے جن کی وجہ سے لوگ سخت زخمی ہو جاتے ہیں اور بعض افراد جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔ زیادہ تر سڑکیں تنگ ہیں اور ان پر چلنے والی گاڑیوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان پر سفر کرنے کے دوران متعدد مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ٹریفک میں بے ترتیبی اور بدنظمی بھی بڑھ گئی ہے۔ جن علاقوں میں سڑکیں کچی ہیں وہاں برسات کے دنوں میں کیچڑ کی وجہ سے آمدورفت انتہائی مشکل ہو جاتی ہے۔

ملک بھر میں مختلف کمپنیوں اور بینکوں کی جانب سے آسان اقساط پر گاڑیاں فروخت کی جا رہی ہیں اور ہر خاص و عام اس سہولت سے فائدہ اٹھا کر گاڑی خرید لیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں سڑکوں پر گاڑیوں کا ازدحام بڑھ رہا ہے۔ تنگ سڑکوں کی وجہ سے ٹریفک بلاک کا ہونا بھی امرِ واقعہ ہے۔ بعض افراد ٹریفک کے قوانین کی پاس داری نہیں کرتے۔ وہ ٹریفک کے اشاروں کو توڑتے ہیں اور حد سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ گاڑیاں چلاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں سڑک پر حادثات پیش آتے ہیں اور بے شمار افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ بعض جگہوں اور چوکوں کے پاس ٹریفک وارڈن موجود نہیں ہوتے، اگر موجود ہوں تو سڑک کے ایک طرف آرام سے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس لیے لوگ ٹریفک کے اشاروں کی پابندی نہیں کرتے۔

ان مسائل کا سدباب کرنے کے لیے حکومت اور عوام، دونوں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ حکومت کو چاہیے کہ تمام کچی سڑکیں فوری طور پر پکی کرے اور ان سڑکوں کو کشادہ کرے جن کے تنگ ہونے کی وجہ سے ٹریفک جام کا مسئلہ درپیش رہتا ہے۔ سڑکوں پر جگہ جگہ ٹریفک وارڈن تعینات کیے جائیں تاکہ گاڑیوں کی بے ترتیبی اور بدنظمی کا خاتمہ کیا جا سکے۔ عوام کو بھی چاہیے کہ وہ ذاتی گاڑیوں کے بجائے عوامی ذرائع آمدورفت کو استعمال کریں۔ گاڑی مناسب رفتار سے چلانی چاہیے اور ٹریفک سے متعلق اصول و ضوابط کی پاس داری کرنی چاہیے۔ یقیناً ان تمام معاملات میں اصلاحی اقدام کرنے کے بعد ہی ہم ٹریفک کے حوالے سے درپیش تمام مسائل پر قابو پانے میں کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔ (اکتوبر، نومبر: 2007)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　کل نمبر　　دستخط استاد مع تاریخ

اخبار نوجوانوں کے لیے معانی نہیں رکھتے۔



اشارات

نوجوان اخبارات کیوں نہیں پڑھتے ؟۔

اخباروں میں نوجوانوں کی مرضی کے مضامین۔

اخباروں کو مزید بہتر بنانے کی دیگر تجاویز۔

ایک زمانہ تھا جباخبارات ہر طبقے میں بڑے ذوق و شوق سے پڑھے جاتے تھے۔ موجودہ دور میں اخبارات صرف عمر رسیدہ طبقے تک ہی سمٹ کر رہ گئے ہیں۔ اخبارات کی طرف نوجوانوں کا رجحان تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیونکہ ٹی وی، کمپیوٹر اور موبائل فون نوجوانوں کی اولین پسند بن چکے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اخبارات میں نوجوانوں کی دلچسپی یا ان کی تفریح سے متعلق مواد شائع نہیں کیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں نوجوانوں میں اخبارات کے مطالعے کا شوق بھی دن بدن کم ہو رہا ہے۔

آج کل شائع ہونے والے اخبارات میں زیادہ تر خبریں سیاست اور جرائم سے متعلق ہوتی ہیں۔ ان خبروں میں نوجوان طبقے کی دلچسپی انتہائی کم ہوتی ہے۔ نوجوانوں کی پسند کے مضامین اگر اخبارات میں شامل کیے جائیں تو وہ ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ نوجوان سائنسی ایجادات سے متعلقہ خبروں کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے دلپسند موضوعات میں فلموں کی خبریں، کھیلوں کی تفصیلات اور عجیب اور ناقابل فراموش واقعات ہوتے ہیں اس لیے ان تمام چیزوں کا بھی اخبارات میں موجود ہونا لازمی ہے۔ کچھ نوجوان ناول پڑھنا پسند کرتے ہیں جو قسط وار شائع کیے جاسکتے ہیں۔

اخبارات کے مالکان لیے ضروری ہے کہ وہ اخبار کا ایک صفحہ نوجوانوں کے پسندیدہ مواد کے لیے مختص کریں جس میں محض نوجوانوں کی دلچسپی کی خبریں موجود ہوں۔ آج کا نوجوان طبقہ اردو زبان سے تقریباً نابلد ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اخبارات کی زبان آسان ہو تاکہ نوجوان اسے آسانی سے سمجھ سکیں۔ نوجوانوں کو اخبارات کی جانب راغب کرنے کے لیے انعامی مقابلوں کا سلسلہ بھی شروع کیا جا سکتا ہے کیونکہ آج کا نوجوان مقابلوں میں خوشی سے حصہ لیتا ہے۔ نوجوانوں کے مطلوبہ موضوعات کو جب تک اخبارات کی زینت نہیں بنایا جائے گا، اخبارات ان کی توجہ حاصل کرنے میں ناکام رہیں گے۔ اخبارات میں قومی اور مذہبی مواد بھی لوگوں کو راغب کرتا ہے۔ (مئی، جون:2008)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

صحت مند زندگی



اشارات

صحت مند زندگی سے کیا مراد ہے؟۔

صحت مند نہ رہنے کے نقصانات۔

صحت مند رہنے کے لیے ضروری ہدایات۔

صحت مند زندگی سے مراد ایسی زندگی ہے جس میں تندرستی اور چستی ہو۔ایسی زندگی جس میں انسان بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ رہے۔موذی جراثیموں اور ان کی ہلاکت انگیز تباہ کاریوں سے اپنا دامن محفوظ رکھے اور زندگی کے ہر میدان میں تیزی اور قوت کا مظاہرہ کرنے میں پیش پیش رہے۔صحت مند زندگی میں انسان اپنی صحت کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے اور بیماریوں کے لاحق ہونے سے متعلق تمام خطرات سے خبردار رہتا ہے۔

بیماری ایک ایسا عذاب ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات انسان اپنے جسم کو حرکت دینے سے بھی قاصر ہوتا ہے اور اپنی تمام تر ضروریات کے لیے وہ دوسروں کے تعاون کا محتاج ہوتا ہے۔پانی پینے، کھانا کھانے حتیٰ کہ بیت الخلا جانے کے لیے بھی دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ ہسپتالوں کا ایک دورہ کرنے سے ہی انسان کو اپنی صحت اور تندرستی کی اہمیت کا احساس ہو سکتا ہے جہاں لوگ زندگی اور موت کی کشمکش میں اپنے ساتھ ساتھ دیگر اہل خانہ کے چین وسکون کے لیے بھی وبال بنے ہوتے ہیں۔

صحت مند زندگی کے لیے ہفتے میں چار یا پانچ مرتبہ چالیس سے ساٹھ منٹ کی ورزش کرنا ضروری ہے۔اس سے انسان دل کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔انسان کو مناسب، متوازن اور معیاری خوراک استعمال کرنی چاہیے جو حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہو۔خوراک میں پھل، دودھ اور سبزیوں کا کثرت سے استعمال کرنا چاہیے۔ تیل اور گھی میں تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان میں کولیسٹرول زیادہ ہونے کی وجہ سے دل اور معدہ کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔خوراک میں بازاری مصالحہ جات کا استعمال کم کرنا چاہیے۔رات کو سونے سے قبل ایک یا دو گلاس پانی کو اپنا معمول بنالینا چاہیے۔(اکتوبر، نومبر: 2008)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

جنگلی حیاتیات



اشارات

جنگلی جانوروں کو لاحق خطرات۔

جنگلی جانوروں کا تحفظ کیوں ضروری ہے؟۔

آپ اس سلسلے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟۔

جنگلی جانوروں کا شکار زمانہ قدیم سے امراء وسلاطین کا شوق رہا ہے اور اسی لیے وہ سیر و تفریح اور شکار میں اپنا وقت صرف کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔اس دور میں بھی جنگلی جانوروں کا شکار کیا جارہا ہے جس سے ان کی تعداد گھٹ رہی ہے۔ شکار کے علاوہ جنگلی حیاتیات کے لیے سخت و سرد موسموں میں اپنی بقا کی جنگ لڑنا بھی ایک بہت بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ متعدد اقسام کے جانور جو پہلے زمین پر موجود تھے لیکن بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ وہ موسموں کی سختی کا مقابلہ نہ کر سکنے کی بنا پر روئے زمین سے معدوم ہوتے چلے گئے۔ ان میں ڈائنوسار قابل ذکر ہے۔ جنگلی جانوروں کو ایک دوسرے سے بھی بے انتہا خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ طاقتور جانور کمزور جانوروں کا شکار کر کے ان کا گوشت کھا جاتے ہیں۔

چند خطرناک امراض کی دوائیاں جڑی بوٹیوں اور جنگلی جانوروں کی چربی، خون اور ان کے دیگر اجزاء سے حاصل کی جاتی ہیں۔ ان دواؤں کی غیر دستیابی کی صورت میں کثیر تعداد میں لوگ بیماریوں کی بھینٹ چڑھ سکتے ہیں۔ اس لیے جنگلی جانوروں کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے۔ جنگلات دنیا میں قدرتی خوبصورتی کی علامت ہیں نیز جنگلی جانوروں کی وجہ سے جنگل کا حسن اور رونق برقرار ہے۔ اگر جنگلی جانوروں کا خاتمہ ہو جائے تو جنگل کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ جنگلی جانوروں کا تحفظ اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ بھی ہماری طرح جاندار ہیں اور ان کو بھی ہماری طرح زندہ رہنے کا حق ہے۔

میں بطور ایک طالب علم جنگلی حیاتیات کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو ان کی اہمیت سے آگاہ کر سکتا ہوں تا کہ وہ جنگلی جانوروں کے شکار سے گریز کریں۔ اگر جنگلی جانوروں کا غیر قانونی شکار کرنے والے کسی شخص یا تنظیم کے بارے میں مجھے معلوم ہو جائے تو میں اس کے بارے میں فورا قانون نافذ کرنے والے اداروں کو آگاہ کر سکتا ہوں تا کہ وہ ایسے لوگوں کے خلاف بروقت کارروائی عمل میں لا سکیں۔ (مئی، جون:2009)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ___

دوسرا اشارہ: ___

تیسرا اشارہ: ___

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

شجر کاری



اشارات

درخت کاٹنے کے نقصانات۔

درخت لگانے کی مہم کیوں ضروری ہے؟۔

اس میں عوام کا ہاتھ۔

درخت کاٹنے سے فضا میں آکسیجن کی کمی ہو جاتی ہے کیونکہ جس طرح قدرتی طور پر انسان کے نظامِ تنفس میں آکسیجن جذب کرنا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرنا ہے اسی طرح درختوں میں اس کے برعکس کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرنا اور آکسیجن خارج کرنا ہے۔ جڑی بوٹیوں میں قدرتی طور پر مہلک امراض کا علاج موجود ہے۔ اگر یہ جڑی بوٹیاں ختم ہو گئیں تو ان بیماریوں کے علاج کے لیے کوئی نعم البدل دستیاب نہ ہو پائے گا۔ درخت کاٹنے کے ردعمل میں زمین کا کٹاؤ بڑھ جائے گا اور یہ استعمال کے قابل نہیں رہے گی۔

درختوں سے ہمیں خوراک کے لیے خوش ذائقہ اور صحت بخش پھل میسر ہوتے ہیں۔ آم، امرود، سیب، کیلا، خربوزہ اور نہ جانے پھلوں کی دنیا میں موجود کتنی ہی قسمیں صرف اور صرف درختوں ہی کی مرہونِ منت ہیں۔ انسان کو کھانا پکانے کے لیے معدنیاتی ایندھن جس قدر دستیاب ہو سکا ہے وہ آنے والے وقتوں میں کثرتِ استعمال کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا ایک عرصہ گزرنے پر ایندھن کے طور پر درختوں کی ہی لکڑی استعمال ہونا شروع ہو جائے گی۔ شجر کاری کی مہم چلانے اور اس کے کامیاب ہونے سے کسی بھی ملک میں معاشی خوشحالی بھی یقینی ہے کیونکہ عصرِ حاضر میں لکڑی بطور زرِ مبادلہ بھی استعمال ہو رہی ہے اور دیودار کی لکڑی کو اس کی اہمیت و قیمت کے پیشِ نظر "جنگلی چاندی" نام دیا گیا ہے۔

ہر انسان اس مفید کام میں اپنا کردار اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ ہر چھوٹا بڑا اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنے گھر، گلی، محلے اور سکول میں پودے کاشت کرتے ہوئے شجر کاری کی مہم کو انفرادی سطح پر اپنائے۔ گھر کی تعمیر کے دوران کیاریوں کے لیے جگہ بنائی جائے اور اگر جگہ نہ بنائی جا سکے تو صحن میں گملوں میں پودے رکھے جائیں۔ چھوٹے چھوٹے باغیچے بنا کر ان میں پودے یا سبزیوں کی بیلیں اگائی جا سکتی ہیں اس سے ماحول بہتر رہے گا اور پھولوں کی خوشبو سے فضا معطر رہے گی۔ (اکتوبر، نومبر: 2009)

مضمون کا عنوان:

پہلا اشارہ:

دوسرا اشارہ:

تیسرا اشارہ:

الفاظ کی تعداد | کل نمبر | دستخط استاد مع تاریخ

کھیل



اشارات

انفرادی طور پر کھیل کے فوائد۔

قومی نقطہ نظر سے کھیل کی اہمیت۔

کھیل کے بین الاقوامی مقابلے

ہر وہ انسان جو کھیلوں میں دلچسپی لینے والا ہو، جسمانی طور پر چاک و چوبند، مستعد، تندرست اور توانا ہوتا ہے۔ کھیلوں کی بدولت انسان میں طاقت و قوت اور جوش و ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ کھیلوں میں شریک ہونے والا انسان متعدد مفاسد سے بھی اپنے اخلاق و کردار کا تحفظ کر سکتا ہے۔ کھیلوں سے انسان کا ذہن تر و تازہ رہتا ہے جسم میں پٹھے مضبوط ہوتے ہیں۔ کھیلوں کے ذریعے ایک ٹیم میں مل جل کر کام کرنے اور اپنے کپتان کی فرمانبرداری کرنے کے مسلسل عمل سے انسان کو باہمی اتفاق اور اطاعتِ امیر کا سبق ملتا ہے۔

کھیلوں کا فائدہ صرف انفرادی سطح پر ہی نہیں بلکہ قومی سطح پر بھی ہوتا ہے۔ کسی بھی قوم میں موجود نظم و ضبط اس کے مہذب ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے اور نظم و ضبط سکھانے میں کھیل ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ کھیلوں کی مشق کے دوران پابندی وقت کا درس بھی ملتا ہے۔ قومی سطح پر کھیلنے والی ٹیم میں ذہانت اور قابلیت کی بنیاد پر ترقی دینے اور ترقی پانے کا رجحان پیدا ہوتا ہے اور امیر و غریب، گورے اور کالے کا فرق مٹ جاتا ہے۔ مساوات کا یہ منظر کھیلوں کی ہی بدولت ہے۔

آج کی دنیا میں کھلاڑیوں کو ان کے ملک کا سفیر سمجھا جاتا ہے۔ کھیلوں کے مقابلوں میں شرکت کی غرض سے جب کھلاڑی بیرون ملک جاتے ہیں، تو اپنی کارکردگی اور قابلیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ملک کی ناموری اور شہرت کا باعث بن جاتے ہیں۔ بین الاقوامی مقابلوں اور کھلاڑیوں کی آمد و رفت سے مختلف ممالک اور اقوام کے درمیان دوستی اور قربت فروغ پاتی ہے۔ دوسرے ممالک سے لوگوں کے آنے سے ہمارے ملک کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ باہمی اختلافات کی شدت میں کمی واقع ہوتی ہے اور عالمی سطح پر انسانوں کے درمیان خوشگوار اور دوستانہ تعلقات جنم لے سکتے ہیں۔ (مئی، جون: 2010)

مضمون کا عنوان: ________________________

پہلا اشارہ: ________________________

دوسرا اشارہ: ________________________

تیسرا اشارہ: ________________________

الفاظ کی تعداد | کل نمبر | دستخط استاد مع تاریخ

چھٹیوں کی سیر



اشارات

چھٹیوں کی ضرورت۔

آپ کی پسندیدہ جگہ کی خوبیاں۔

آپ کس کو ساتھ لے جانا پسند کریں گے اور کیوں؟۔

بعض اوقات مصروفیت کی زیادتی کے باعث انسان کی طبیعت میں اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے دل میں فارغ وقت کے حصول کی خواہش پیدا ہوتی ہے تاکہ وہ روزمرہ معمول کی مصروفیات سے ہٹ کر سیر و تفریح میں چند گھڑیاں گزار سکے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں کے طلبہ بھی مسلسل پڑھائی کرنے کے باعث ذہنی تھکن اور دماغی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گرمیوں اور سردیوں کے موسم کی شدت کے وقت تمام اسکولوں اور کالجوں میں تعطیلات کا اعلان کیا جاتا ہے، تاکہ طلبہ ذہنی تازگی کے حصول کے لیے کچھ عرصہ گھروں، رشتہ داروں اور دوست واحباب کے علاقوں میں گزار سکیں۔

بطور ایک طالب علم، میری پسندیدہ جگہوں میں تمام صحت افزا مقامات سرِفہرست ہیں۔ ایسے مقامات کی سیاحت سے طبیعت میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے ترقی یافتہ علاقوں کی سیر وسیاحت کا موقع بھی ملے تاکہ وہاں موجود عمارات، مساجد، یونیورسٹیاں اور کالج دیکھ کر دنیا میں تعلیم و سائنس کی بدولت اٹھنے والی ترقی کی لہروں کا عملی مشاہدہ کیا جاسکے۔ میں ایسی جگہوں کو پسند کرتا ہوں جہاں صفائی ستھرائی ہو، قانونی لحاظ سے امن وامان ہو، تاریخی عمارات، عجائب گھر، چڑیا گھر وغیرہ ہوں اور وہاں کے باشندے مہذب افراد ہوں۔ پاکستان کا دارالحکومت ان تمام خوبیوں سے مالامال ہے۔

اگر مجھے کبھی اسلام آباد کی سیر کرنے کا موقع ملے تو میں اپنے ساتھ اپنے والد صاحب کو لے کر جاؤں گا کیونکہ اس سے دوہرا فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ پہلا فائدہ یہ کہ اسلام آباد کی سیر کا دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہوگا اور دوسرا فائدہ یہ کہ والد صاحب کے ہمراہ اسلام آباد کی یونیورسٹیاں دیکھنے اور ان کے نظام تعلیم کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع مل سکے گا۔ اپنے والد صاحب کو ساتھ لے کر جانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایک نجی اسکول کے مدیر ہیں اور اسلام آباد کے اسکولوں اور کالجوں کے نظام تعلیم کے مشاہدے سے وہ نئے انتظامی اسالیب اور جدید تعلیمی افکار سے روشناس ہوں گے اور ان پر عمل کر کے وہ اپنے اسکول کو مزید ترقی کی جانب رواں دواں کر پائیں گے۔ (اکتوبر، نومبر: 2010)

مضمون کا عنوان: ____

پہلا اشارہ: ____

دوسرا اشارہ: ____

تیسرا اشارہ: ____

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

غیر ملکی زبانیں



اشارات

زبانیں سیکھنے کے فائدے۔

آپ کی پسندیدہ زبان کون سی ہے اور کیوں؟۔

آپ وہ غیر ملکی زبان کیسے استعمال کرتے ہیں؟۔

اس وقت دنیا ایک گلوب کا روپ دھار چکی ہے۔ فاصلے سمٹ چکے ہیں اور پہلی دفعہ انسان ملک و قوم کی حدود سے نکل کر ایک برادری کا حصہ بن چکا ہے دوسرے ملک میں کھیل، تعلیم یا ملازمت کی غرض سے جا کر اس ملک کے باشندوں سے بات چیت کرنے میں سب سے زیادہ اہمیت اس ملک کی زبان کی ہوتی ہے۔ اس ملک کی زبان جاننے کی وجہ سے انسان کے تمام معاملات بخوبی طے پاتے ہیں۔ بصورتِ دیگر ہر موقعے پر ترجمان درکار ہوتا ہے۔ اگر ہم تجارت کی غرض سے کسی ملک کے باشندوں سے ان کی زبان میں بات کریں تو ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جس سے ہماری عزت اور وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

میری پسندیدہ غیر ملکی زبان انگریزی ہے کیونکہ انگریزی ایک بین الاقوامی زبان ہے اس لیے ہر ملک میں انگریزی سمجھنے والے افراد با آسانی مل سکتے ہیں۔ جدید دور کی اکثر سائنسی تحقیقات انگریزی زبان میں ہی لکھی اور پیش کی جاتی ہیں۔ جدید دور کی سب سے بڑی فلم انڈسٹری ہالی وڈ انگریزی زبان میں فلمیں بناتی ہے۔ کمپیوٹر، جو اس دور کی اہم ترین ایجاد ہے، مکمل طور پر انگریزی زبان میں بنایا گیا ہے۔ انٹرنیٹ پر سب سے زیادہ تر معلوماتی مواد انگریزی زبان میں دستیاب ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ مقبول کھیل کرکٹ کی کمنٹری بھی انگریزی زبان میں ہوتی ہے۔

میں ایک انگریزی میڈیم سکول میں زیر تعلیم ہوں۔ اردو کے علاوہ ہمارے نصاب کی تمام کتب انگریزی زبان میں ہیں۔ ہمارے ادارے میں اساتذہ کمرہِ جماعت میں دوران تدریس صرف انگریزی زبان استعمال کرتے ہیں اور اس دوران میں اور میرے تمام ہم جماعت ان کے ساتھ انگریزی میں ہی بات چیت کرتے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعے میں نے دنیا کے متعدد ممالک میں کثیر تعداد میں دوست بنائے ہیں جن کے ساتھ گفتگو کرنے میں انگریزی ہی میری مدد و معاون ہے۔ میرے خاندان کے اکثر افراد امریکہ اور برطانیہ میں رہائش پذیر ہیں اور ان کے بچے جو کبھی پاکستان نہیں آسکے وہ اردو زبان بولنا نہیں جانتے، اس لیے مجھے جب بھی ان سے بات کرنے کا موقع ملے، میں ان سے انگریزی میں بات کرتا ہوں۔ (مئی، جون: 2011)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ:____________________

دوسرا اشارہ:____________________

تیسرا اشارہ:____________________

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

پبلک ٹرانسپورٹ



اشارات

پبلک ٹرانسپورٹ کیوں ضروری ہے؟۔

آپ کے شہر میں پبلک ٹرانسپورٹ کا حال۔

اس کو بہتر بنانے کی تجاویز۔

بڑھتی ہوئی آبادی کے پیشِ نظر حکومت ساری عوام کو سرکاری ذرائع آمد ورفت مہیا نہیں کر سکتی اس لیے انفرادی سطح پر عوام کو اپنے لیے ذاتی گاڑیوں کا بندوبست کرنا پڑتا ہے تا کہ سفر کرنا آسان ہو۔ علاوہ ازیں ریل گاڑیوں کی تعداد اور ان کے اوقات ایسے ہیں کہ ان سے ہر انسان فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے پبلک ٹرانسپورٹ کی ضرورت یقینی معلوم ہوتی ہے، تا کہ سب لوگوں کو سفر کرنے کے لیے زیادہ مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کہتے ہیں کہ سفر عذاب کی ہی ایک قسم ہوتا ہے اور اگر اس کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ جیسی مفید سہولت میسر نہ ہو سکے تو یہ عذاب اور بھی سخت ہو جائے گا۔

میرے شہر میں صبح سویرے، دوپہر کے وقت اور شام کے وقت تمام سڑکوں پر گاڑیوں کا رش ہوتا ہے کیونکہ یہ دفتروں اور تعلیمی اداروں کے کھلنے کا وقت ہوتا ہے۔ گاڑیوں کی کھچا کھچ سے سڑکیں بند ہو جاتی ہیں۔ بڑی شاہراہوں پر جگہ جگہ اشارے لگے ہوئے ہیں اور ہر اشارے پر ایک ٹریفک وارڈن تعینات کیا گیا ہے۔ ان کی وجہ سے بڑی سڑکوں پر ٹریفک قابو میں رہتی ہے۔ جب کبھی سی این جی یا پیٹرول کی بندش ہوتی ہے، پبلک ٹرانسپورٹ ہر جگہ جام ہوتی ہے۔ اکثر جگہوں پر ڈرائیور اور کنڈیکٹر حضرات سواریوں کے لیے آپس میں جھگڑے کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔

میرے خیال میں ٹریفک کے قوانین پر جب تک سختی سے عمل نہیں کروایا جائے گا، تب تک ٹرانسپورٹ کی حالت نہیں سدھرے گی۔ چھوٹی سڑکوں پر بھی اگر ٹرانسپورٹ کو سنبھالنے کے لیے ٹریفک وارڈنوں کا تقرر کیا جائے اور اشارے بھی نصب کئے جائیں تو وہاں ویگنیں اور رکشے سڑکیں بند کرنے کا باعث نہیں بنیں گے۔ پبلک ٹرانسپورٹ کے کرائے مناسب ہونے چاہئیں اور یہ کرائے حکومت کی جانب سے مقرر ہوں تا کہ لوکل ٹرانسپورٹ کے مالکان آئے روز کرایوں میں اپنی مرضی کے مطابق اضافے کرنے سے باز رہ سکیں۔ (اکتوبر، نومبر: 2011)

مضمون کا عنوان:

____

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　کل نمبر　　دستخط استاد مع تاریخ

ورزش



اشارات

ورزش کی اہمیت۔

ورزش کے علاوہ صحت مند رہنے کے طریقے۔

لوگوں کو ورزش کی طرف راغب کرنے کی تجاویز۔

انسانی زندگی میں صحت، مستعدی اور چستی وچالاکی ایسی چیزیں ہیں جن کی اہمیت سے کوئی بھی اغماض یا انحراف نہیں کر سکتا۔ مذکورہ خصوصیات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان روزانہ ورزش کرنے کو معمول بنائے۔ بصورت دیگر جسم کا نظام ہر زاویے سے منفی طور پر متاثر ہو جاتا ہے اور بڑھاپے سے قبل ہی طرح طرح کی بیماریاں آگھیرتی ہیں۔ ورزش ان افراد کے لیے زیادہ اہم ہے جو دفتری ملازمت کی وجہ سے سارا دن ایک ہی کرسی پر براجمان رہتے ہیں اور ان کو کام کاج کے دوران اِدھر ادھر جانے کا موقع نہیں ملتا۔

کچھ لوگ دل ودماغ کو تروتازہ رکھنے کے لیے قسم قسم کی ادویات استعمال کرتے ہیں۔ ان دواؤں کے اثر سے وقتی طور پر دماغ تازگی محسوس کرتا ہے اور جسم کے تمام اعضاء متحرک اور فعّال ہو جاتے ہیں۔ کچھ افراد دواؤں کے علاوہ جسمانی خدوخال کی خوبصورتی کے لیے "جم" جانا شروع کر دیتے ہیں اور وہاں وزن اٹھانے کی مشق کر کے اپنے جسم اور پٹھوں میں مضبوطی پیدا کرتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ بھاری خوراک اور انتہائی شدید اثرات کی حامل دوائیاں بھی استعمال کرتے ہیں تا کہ ان کی وزن اٹھانے کی مشق ثمر آور ہو سکے۔ اس طریقۂ کار سے انسان کو محض اس وقت تک فائدہ رہتا ہے جب تک وہ اس سرگرمی سے منسلک رہتا ہے۔

حکومت کو چاہیے کہ لوگوں میں صحت کی اہمیت کا احساس پیدا کرنے کے لیے مختلف قسم کے ٹی وی پروگراموں کا آغاز کرے تا کہ ہر کوئی ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ چھوٹے چھوٹے اشتہاروں پر ورزشی نکات تحریر کر کے گھر گھر پہنچانے چاہئیں۔ علاوہ ازیں دوڑ لگانے اور سائیکل چلانے کے انعامی مقابلوں کا انعقاد کرنا چاہیے تا کہ ہر کوئی ان سرگرمیوں کو مستقل طور پر اپنا سکے۔ علاقائی پارکوں میں ایک ایک ورزشی اتالیق کا تقرر کیا جانا چاہیے تا کہ لوگ صبح کی سیر کو نکلیں تو اس کی معاونت سے ورزش کے طریقے سیکھ سکیں۔ (اکتوبر، نومبر: 2012)

مضمون کا عنوان: ______________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

چڑیا گھر



اشارات

چڑیا گھر کے فائدے۔

چڑیا گھر کے نقصانات۔

چڑیا گھر کو بہتر بنانے کی تجاویز۔

چڑیا گھروں میں سیاحوں کی تعداد بڑھنے سے حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ چڑیا گھر میں ملازمت حاصل کر کے روزگار حاصل کرتے ہیں جس سے ان کے گھروں کا چولہا جلتا ہے۔ ایسے جانور چڑیا گھروں میں دیکھے جاسکتے ہیں جن کی ایک عام انسان محض تصاویر یا خاکے دیکھ سکتا ہے۔ بہت سارے جانور جن کا وجود شکار یا موسمی سختیوں کی وجہ سے جنگلوں میں ختم ہو رہے ہیں، چڑیا گھروں میں ان کی مناسب دیکھ بھال کی جاتی ہے تاکہ ان کی نسل برقرار اور بڑھتی رہے۔

چڑیا گھروں میں جانور پکڑ کر لانے سے جنگلات میں زندگی متاثر اور فنا ہو رہی ہے۔ جنگلوں کی آب و ہوا کچھ جانوروں کے لیے انتہائی اہم ہوتی ہے اور چڑیا گھروں میں ان کو رکھنے سے وہ بیماریوں کا شکار ہو کر مر جاتے ہیں۔ بعض جانور موسموں کی مناسبت سے جنگلات میں طرح طرح کی جڑی بوٹیاں کھاتے ہیں جبکہ چڑیا گھر میں انہیں سارا سال ایک ہی خوراک پر گزارا کرنا پڑتا ہے جس سے ان میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ چڑیا گھروں میں قید خطرناک جانور اتفاق سے اگر پنجروں سے باہر نکل آئیں تو انسانی ہلاکتوں کا موجب بنتے ہیں۔

چڑیا گھروں کی انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ چڑیا گھروں کا رقبہ وسیع کریں، جانوروں کو متوازن اور قدرتی خوراک مہیا کریں، صفائی و ستھرائی کا مناسب انتظام کریں، ان کی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ادویات کا استعمال کریں، سیاحوں کے جانوروں کے سامنے کھانے والی چیزیں پھینکنے پر پابندی لگائیں، موسموں کے اعتبار سے ان کے رہنے کے لیے نئے اور مناسب پنجرے اور گھونسلے بنائیں۔ چڑیا گھر میں زیادہ سے زیادہ اقسام کے جانور رکھیں، بالخصوص بیرون ممالک پائے جانے والے جانوروں کو درآمد کر کے انہیں بھی چڑیا گھر کی زینت بنائیں۔ (مئی، جون:2013)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

شہرت



اشارات

مشہور ہونے کے فائدے۔

مشہور ہونے کے نقصانات۔

آپ کی پسندیدہ مشہور شخصیت اور اس کی شہرت کی وجہ۔

انسان جب شہرت و ناموری حاصل کر لیتا ہے تو یہ اس کے لیے بے شمار فوائد کا سبب بن جاتی ہے۔اچھی شہرت کے حامل شخص کو معاشرے میں ہر کوئی عزت اوراحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ناموری کی بدولت انسان سیاسی سطح پر اپنے علاقے کے مسائل حل کروا سکتا ہے۔نیک نیت اور بھلائی کے کاموں میں متحرک افراد بھی اس کے توسط سے اپنی سرگرمیوں کو وسیع پیمانے پر پھیلا سکتے ہیں۔شہرت یافتہ انسان اپنا ذاتی کاروبار اپنے نام کے استعمال سے جلد چمکا سکتا ہے۔اچھی شہرت کا حامل انسان دوسروں کے لیے عملی نمونہ ہوتا ہے اور وہ اپنے چاہنے والوں کو بھی اسی ڈگر پر چلا سکتا ہے جس سے اچھائی وسیع پیمانے پر پھیل سکتی ہے۔

شہرت ہمیشہ انسان کے لیے بہتر نہیں ہوتی بلکہ یہ اپنے ساتھ بلاؤں کا سیلاب بھی لے کر آتی ہے۔مشہور افراد ہر وقت ذہنی دباؤ میں رہتے ہیں کیونکہ ان کی شہرت کی بدولت لوگوں کی ان سے وابستہ توقعات زیادہ ہو جاتی ہیں اور وہ ہر وقت اپنے معیار کو بہتر بنانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔مشہور انسان کی گھریلو زندگی بری طرح متاثر ہو جاتی ہے اور وہ اپنی شہرت برقرار رکھنے کے لیے کام میں مصروف رہتا ہے اور اپنے اہل خانہ کے لیے وقت نکالنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔اس سے اس کے بچوں کی تعلیم وتربیت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اکثر مشہور شخصیات کی خانگی زندگیاں تنازعات کا شکار رہتی ہیں۔

میری پسندیدہ شخصیات بہت سی ہیں لیکن عبد الستار ایدھی ان میں سر فہرست ہیں کیونکہ انھوں نے اپنی ساری زندگی انسانی خدمت میں گزاری تھی۔انھوں نے پاکستان بھر میں دکھی انسانیت کی امداد کے لیے امدادی مراکز کھول رکھے ہیں۔قطرینہ سیلاب،مظفر آباد کا زلزلہ،سندھ کا سیلاب،گھوٹکی ٹرین والا حادثہ اور ایسے کتنے ہی حادثات ہیں جن میں عبد الستار ایدھی نے اربوں روپوں کی امداد سے متاثرہ افراد کے آڑے آئے تھے۔ان کی وفات ہو چکی ہے اور میں ان کی کوششوں کے جاری رہنے کا دعا گو ہوں۔(اکتوبر،نومبر:2013)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　　کل نمبر　　　　　دستخط استاد مع تاریخ

اسکول یونیفارم



اشارات

اسکول یونیفارم کی مخالفت میں دلائل۔

یونیفارم پہننے کے فوائد۔

اپنے اسکول کے لیے مناسب یونیفارم کی تجاویز۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یونیفارم پہن کر طلبہ کی ذاتی شناخت اسکول کے انتخابی لباس میں تحلیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ طلبہ کو ایسے لباس کا پابند کر دیا جاتا ہے جسے وہ پہننا پسند نہیں کرتے۔ صبح سویرے باقاعدگی سے یونیفارم زیبِ تن کرنا اور اسکول سے واپس آکر اس کو تبدیل کرنا بھی ایک پیچیدہ کام ہے۔ اسکول کے کھیلوں میں کچھ طلبہ محض اس وجہ سے شرکت کرنے سے قاصر رہتے ہیں کہ ان کے یونیفارم کے گندا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھی کمرۂ جماعت میں ایک ہی یونیفارم پہنے ہوئے زیادہ بچوں میں سے کسی ایک کو پہچاننا، استاد کے لیے، مشکل ہوتا ہے۔

یونیفارم کے متعدد فوائد بھی ہیں۔ ایک فائدہ یہ کہ یونیفارم پہننے سے اسکول کی شناخت اور پہچان قائم ہوتی ہے۔ ایک ہی انداز کے کپڑے اسکول میں موجود تمام طلبہ کے درمیان مساوات کی علامت ہیں۔ اسکولوں میں مروّج وردی کی قیمت مناسب ہونے پر غریب اور امیر کا فرق ختم ہو جاتا ہے اور ہر بچہ ایک ہی قیمت پر وردی خرید کر استعمال میں لاتا ہے۔ یونیفارم پہنے ہوئے طالب علم ایک مہذب انسان کے روپ میں نظر آتا ہے جس سے اس کی شخصیت میں وقار اور عظمت جھلکتی ہے۔

یونیفارم میں رنگوں کا انتخاب انتہائی سوچ سمجھ کر کیا جانا چاہیے تاکہ ایک اسکول کا یونیفارم دوسرے اسکول کے یونیفارم سے مماثل نہ ہو پائے۔ یونیفارم پر تعلیمی ادارے کا نام کندہ ہونا چاہیے تاکہ طالب علم کو دیکھتے ہی معلوم ہو سکے کہ اس کا تعلق کس اسکول یا کالج سے ہے۔ ایک اور اہم نکتہ یہ کہ وردی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کپڑوں اور جوتوں کا انتخاب ملکی ثقافت اور بین الاقوامی معیارات کو سامنے رکھ کر کیا جانا چاہیئے۔ کسی قبائلی لباس کو وردی کا جزو نہ بنایا جائے۔ کیونکہ اس سے صرف ایک قبیلے کی روایت پر بامر مجبوری عمل کرنا دوسرے طلبہ کے لیے دل آزاری کا باعث بن سکتا ہے۔ (مئی، جون: 2014)

مضمون کا عنوان:

پہلا اشارہ:

دوسرا اشارہ:

تیسرا اشارہ:

الفاظ کی تعداد　　کل نمبر　　دستخط استاد مع تاریخ

سائیکل سواری

اشارات:۔

سائیکل چلانے کے فائدے۔

سائیکل چلانے میں درپیش مسائل۔

آپ کے علاقے میں سائیکل چلانے کی کون سی سہولتیں میسر ہونی چاہئیں۔



سائیکل سواری کے ذریعے انسان گاڑیوں میں پیٹرول کے اخراجات سے بچ سکتا ہے۔ ایران اور چین میں بھی تیل کی قیمتیں بڑھیں تھیں تو لوگوں نے سائیکلنگ شروع کر دی تھی جس سے قیمتیں کم ہو گئیں تھیں۔ گاڑیوں میں سفر کرنے کے کے رجحان نے انسان کو سست بنا دیا ہے جس کی وجہ سے موٹاپا اور کئی بیماریاں پھیل رہی ہیں، اگر یہ سفر سائیکل پر کیا جائے تو انسان جسمانی طور پر صحت مند اور بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ گاڑیوں کے دھوئیں سے ماحول میں آلودگی پھیلتی ہے جب کہ سائیکل میں نہ تو ایندھن استعمال ہوتا ہے اور نہ ہی یہ ماحول کو آلودہ کرتی ہے بلکہ یہ مکمل طور ہر ماحول دوست سواری ہے۔ بد امنی کے اس دور میں سائیکل کے چوری ہونے یا چھن جانے پر مالی اعتبار سے بڑا نقصان نہیں ہوتا۔ سائیکل کی مدد سے زیادہ ازدحام والی جگہوں پر انسان آسانی سے گزر سکتا ہے جب کہ بڑی گاڑیاں رش میں پھنس جاتی ہیں۔

چند سال قبل ہر خاص و عام سائیکل چلانے کو ترجیح دیتا تھا لیکن پھر گزرتے ہوئے حالات نے لوگوں کے مزاج تبدیل کر دیے۔ سائیکل محض غربا تک محدود ہو کر رہ گیا اور سماجی سطح پر امرانے گاڑیاں استعمال کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ سائیکل غربت کی علامت بن گیا۔ اس وجہ سے لوگوں نے سائیکل استعمال کرنا بند کر دیا کہ انہیں معاشرے کے نچلے طبقے میں شمار کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اکثر لوگوں کے تعلیمی ادارے اور ملازمت کے مقامات ان کے گھروں سے طویل فاصلے پر ہیں اور سائیکل کی رفتار کم ہونے کی بنا پر بروقت پہنچنا انتہائی مشکل ہے اس لیے لوگوں نے سائیکل کے استعمال کو ترک کرنا شروع کر دیا ہے۔ سڑکوں کا ہموار نہ ہونا بھی سائیکل سواری میں کمی کا باعث ہے کیوں کہ ڈھلوان دار سڑک پر سائیکل چلانے میں انسان کی اچھی خاصی توانائی صرف ہوتی ہے اور اس سے سخت تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں سائیکل سواری نہ ہونے کے برابر ہے جہاں سڑکیں ہموار نہیں ہیں۔

حکومت کو چاہیے کہ میرے علاقے میں سائیکل چلانے کے لیے خصوصی شارع بنائی جائے تاکہ لوگ آسانی سے ہر جگہ سفر کر سکیں۔ سائیکل کھڑی کرنے کے لیے گاڑیوں کی پارکنگ کی طرح سائیکلوں کی پارکنگ بھی بنانی چاہیے تاکہ جگہ جگہ سائیکلوں کو کھڑا کرنے کی وجہ سے لوگوں کو آمد و رفت میں کسی مسئلے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ حکومت کو چاہیے کہ سائیکلوں کو اعلیٰ معیار پر تیار کر کے اس کے نرخ کم کر دے تاکہ عام آدمی کے لیے سائیکل کا خریدنا آسان ہو سکے۔ علاوہ ازیں کھیلوں کے مقابلوں میں سائیکل چلانے کا مقابلہ بھی متعارف کروایا جائے تاکہ مغربی ممالک کی طرح اس اہم ترین کھیل کو عوام میں زیادہ سے زیادہ مروج کیا جا سکے۔ (مئی، جون:2015)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

قومی لباس اور فیشن

اشارات

1. قومی لباس پہننے کے فوائد
2. قومی لباس پر فیشن کے اثرات
3. نوجوانوں میں فیشن کیوں مقبول ہو رہا ہے۔



ایک ایسا ملک جس میں مختلف اقوام کے افراد بس رہے ہوں، وہاں قومی لباس ہی کسی فرد کو دوسری قوم کے افراد سے ممتاز کر سکتا ہے۔ قومی لباس سے مراد وہ لباس ہے جس میں کسی بھی ملک کی تہذیب اور ثقافت کی عکاسی ہوتی ہے ہے۔ اقوام عالم کی معاشرتی روایات کی پہلی جھلک ان کے قومی لباس میں ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ قومی لباس زیبِ تن کرنے سے انسان کے ملک و قوم کی پہچان ہوتی ہے اور آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ لباس پہننے والا کن معاشرتی اقدار کا پیروکار ہے۔ قومی لباس کسی بھی شخص کے لیے صرف لباس ہی نہیں بلکہ اس کے وقار اور اس کی عزت کی علامت بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کا ہر شخص اہم تہواروں پر اپنا قومی لباس پہننے کو ہی ترجیح دیتا ہے۔

اگرچہ بڑی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے نزدیک جدید فیشن کے بجائے قومی لباس کو ہی ترجیح دینی چاہیے اور قومی لباس سے اغماض ہماری قومی پہچان اور ہماری ثقافت کے قتل کے مترادف ہے لیکن دوسری جانب جدید تہذیب کی پیروکاری اور نت نئے فیشن نے قومی لباس کی اہمیت کو سخت متاثر کیا ہے۔ فیشن کی مقبولیت کی وجہ سے قومی لباس محض مذہبی اور قومی تہواروں تک محدود رہ چکا ہے۔ فیشن کی وجہ سے قومی لباس کو دقیانوسی لباس اور پرانے زمانے کی تہذیبی علامت سمجھا جاتا ہے اور یہ خیال عام ہو چکا ہے کہ جدید فیشن ہی اس دور کا مروج لباس ہے، اس سے قومی لباس کی اہمیت مزید کم ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

نئی نسل کے افراد ہر پہلو سے مغربی تہذیب کے زیر اثر آ چکے ہیں۔ اس تہذیب نے جہاں ان کے افکار کو متاثر کیا ہے وہاں ان کی عادات اور ان کے لباس پر بھی اثرات مرتب کیے ہیں۔ چنانچہ اب یہ فکر عام ہے کہ ہمیں وقت اور حالات کے مطابق تبدیل ہو جانا چاہیے اور لباس سے متعلق اس جدید فیشن کو قبول کر لینا چاہیے جس نے مغرب کے بعد دنیا کی ہر تہذیب کا دھارا بدل کر رکھ دیا ہے۔ جدید فیشن نوجوانوں میں اس لیے زیادہ مقبول ہو رہا ہے کہ اس کے جھنڈے تلے بننے والے لباس میں نت نئے ڈیزائن اور پر کشش رنگ ہیں۔ آئے روز اس میں نئی نئی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں جو نوجوانوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہیں۔ بے شمار کمپنیاں فیشن ڈیزائنروں کی مدد سے جدید فیشن کو نئی شکل میں پیش کرنے میں مصروفِ عمل ہیں اور نوجوان اس تغیر کو پسند کرتے ہوئے جدید طرز کے لباس کو پہن کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔ (اکتوبر، نومبر: 2015)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

دوستی

اشارات

1. دوستی کی اہمیت
2. نئے دوست بنانے کے اصول
3. دوستی نبھانے میں مشکلات



دوست ایک دوسرے کے رازدان ہوتے ہیں، آپس میں خود اعتمادی میں اضافہ کرتے ہیں، ان کے ہمراہ ہر حالت میں خوشی ملتی ہے، سب کی تنہائی دوستوں کی وجہ سے ختم ہوتی ہے، ان کے ساتھ ہنسی مذاق سے پریشانیاں کم ہوتی ہیں، دوستوں کی اہمیت کے پیشِ نظر دکھ اور غم کے وقت ان کے کندھے پر سر رکھ کر رویا جاتا ہے، ان کی بے تکلفی ایک دوسرے کو خود شناسی میں مدد دیتی ہے، دوست ایک دوسرے کو خوبیوں اور خامیوں سمیت قبول کرتے ہیں، ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں، حوصلہ افزائی کرتے ہیں، ہمہ وقت مدد کو ہمیشہ تیار رہتے ہیں، ان کا خلوص بے مقصد ہوتا ہے۔ کوئی زندگی کے جس بھی مقام پر پہنچ جائے اس میں دوستوں کا تعمیری کردار ضرور ہوتا ہے۔ کسی بھی شخصیت کی زندگی میں رفقا کی قدر و منزلت ناقابلِ بیان ہے۔

کبھی بھی اندھا دھند نئے دوست نہیں بنانے چاہئیں کیونکہ اس سے ذہنی، مالی اور سماجی نقصانات کا خدشہ ہے۔ دوست بنانے سے پہلے دیکھنا چاہیے کہ جس فرد پر آپ کی نظر ہے، لوگوں میں اس کی عزت ہے یا نہیں۔ اگر وہ اپنے اخلاق و کردار میں گراوٹ کی وجہ سے بدنام ہے تو اس سے فاصلے پر رہنا چاہیے۔ اسی طرح یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ فرد تعلیم کے اعتبار سے کس معیار پر پورا اتر رہا ہے۔ اگر تعلیم و تربیت میں وہ آپ کا معاون بن سکتا ہے تو اس سے دوستی کرنا مفید ہے۔ جو شخص آئے دن دوست تبدیل کرتا ہو اس سے ہرگز دوستی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ایسا شخص مطلبی ہوتا ہے۔ ایک اہم اصول یہ سامنے رکھنا چاہیے کہ امیری اور غریبی کا دوستی سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ غریب دوست آپ کے لیے امیر دوست سے زیادہ وفادار ہو۔

دوستی کرنے کے بعد دوستی نبھانا اہم ترین اور مشکل ترین مرحلہ ہے۔ کچھ لوگ اپنے مزاج اور عادات میں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کی بنا پر دوستی نہیں نبھا پاتے اور جلد ہی ان کی راہیں جدا ہو جاتی ہیں۔ بعض دوستوں کو ایک دوسرے سے حد سے زیادہ توقعات وابستہ ہوتی ہیں جن کو حقیقت میں پورا کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے، ایسی توقعات کی وابستگی بھی دوستی نبھانے میں مشکلات پیدا کر دیتی ہے۔ ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑ سکتا ہے جو محض اپنی ذات تک محدود رہتے ہیں اور دوستوں کے لیے ایثار و قربانی گریز کرتے ہیں، ان لوگوں کے ساتھ بھی دوستی زیادہ دیر نہیں چلتی۔ کچھ لوگ اپنی انا کے خول میں بند رہتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی بات پر لمبی ناراضگیاں پیدا کر لیتے ہیں، ان کے اس مزاج کی بدولت ان کے ساتھ دوستی کا سفر جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ (مئی، جون:2016)

مضمون کا عنوان: ______________________

پہلا اشارہ: ______________________

دوسرا اشارہ: ______________________

تیسرا اشارہ: ______________________

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

امتحان اور ذہنی دباؤ

تعلیمی نظام میں امتحان کی اہمیت

امتحانات کے دوران ذہنی دباؤ میں اضافہ

امتحان کے زمانے میں ذہن کو آرام دینے کے طریقے



زیادہ تر طلبہ امتحانات سے خوف زدہ رہتے ہیں لیکن انہیں یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ آج کل امتحانات انتہائی ضروری ہیں۔امتحانات طلبہ کو سیکھنے پر مجبور کرتے ہیں،ان کے بغیر وہ سیکھنے سے محروم رہ جائیں گے اور انہیں دنیا کے بارے میں بہت کم معلوم ہو سکے گا۔امتحانات کے بغیر طلبہ محض وہی مضامین پڑھیں گے جن میں ان کی دلچسپی ہو گی اور باقی مضامین جو زندگی میں بہت اہم ہیں،انہیں سیکھنے سے محروم رہ جائیں گے۔کسی بھی انسان کے ایک خاص مضمون کے بارے میں علم کو جانچنے کا بہترین طریقہ امتحان ہیں۔شخصی صلاحیتوں کی پہچان امتحانات کے ذریعے ہوتی ہے۔امتحانات کے ذریعے ہمیں اپنی صلاحیتوں کے بارے میں بھی معلوم ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ابھی کیا کچھ اور کتنا سیکھنا باقی ہے۔

زندگی کے ہر موڑ پر پریشانیاں ذہنی دباؤ کا باعث بنتی ہیں۔طلبہ کے لیے امتحان سے بڑی کوئی پریشانی نہیں ہے۔اس کی وجہ سے وہ ہمہ وقت ذہنی دباؤ کا شکار رہتے ہیں۔یہ دباؤ امتحانات کے دِنوں میں اپنے عروج پر ہوتا ہے۔اس کی وجہ سے بھوک،نیند،چین وغیرہ اٹھ جاتا ہے اور ہر کوئی امتحان کے بارے میں فکر مند رہتا ہے۔بعض اوقات وہ چیزیں بھی امتحان کے دنوں میں ذہن سے نکل جاتی ہیں جو پہلے سے اچھی طرح سمجھ کر یاد کی ہوتی ہیں۔وہ تصورات بھی ذہن سے نکل جاتے ہیں جن کے تمام نکات اچھی طرح یاد ہوتے ہیں۔اس ذہنی دباؤ کی ہی وجہ سے کچھ طلبہ امتحانات کے دنوں میں بیمار ہو جاتے ہیں اور ان کے کچھ مضامین کے پرچے بہتر انداز میں نہیں ہو پاتے۔

امتحانات کے دنوں میں اگر طلبہ اپنا مناسب خیال رکھیں تو وہ ذہنی اعتبار سے قدرے سکون میں رہ سکتے ہیں۔اس کے لیے طلبہ کو چاہیے کہ کھانا وقت پر ضرور کھائیں کیونکہ ایک صحت مند ذہن کے لیے صحت مند جسم کا ہونا ضروری ہے۔پانی زیادہ پئیں،بروقت سوئیں اور بروقت جاگیں تاکہ ان کی نیند پوری ہوتی رہے اور ذہن تازگی محسوس کر سکے۔امتحانی مرکز میں وقت سے پہلے پہنچیں اور بھاگ دوڑ سے بچیں تاکہ توجہ کسی اور جانب مبذول نہ ہو سکے۔ممکن ہو تو ان دنوں چیونگم زیادہ چبائیں کیونکہ اس سے بے چینی ختم ہوتی ہے۔طلبہ کو چاہیے کہ بار بار اپنا ٹیسٹ خود لیں،سابقہ امتحانی پرچے حل کرتے جائیں تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ وہ کس کس سوال کو احسن انداز میں حل کر سکتے ہیں۔(اکتوبر،نومبر:2016)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد   کل نمبر   دستخط استاد مع تاریخ

پانی کا محتاط استعمال

(1)پانی کی اہمیت۔(2)گھروں میں پانی کا استعمال۔(3)پانی بچانے کے لیے تجاویز



کھانا کھائے بغیر انسان چند دنوں تک زندہ رہ سکتا ہے لیکن پانی کے بغیر ایسا ممکن نہیں ہے۔ ہمارے جسم میں خوراک کی ترسیل اور جسمانی نظام کی بحالی کے لئے پانی کی مناسب مقدار ضروری ہے ۔ عالمی صحت کے اداروں نے کم از کم 8 سے 10 گلاس پانی روزانہ استعمال کرنا صحت مند زندگی کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ پانی گردوں کو صاف رکھنے کے لئے ضروری ہے بڑھاپے کے اثرات کم کرنے میں پانی اہم ہوتا ہے۔پانی صرف انسانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ پودوں اور جانوروں کی بقا کے لیے بہت ضروری ہے۔جن علاقوں میں پانی کی قلت ہے وہاں درختوں اور جانوروں کا وجود بھی مفقود ہوتا ہے۔زندگی کا نقطہ آغاز ہی پانی ہے۔

پانی صرف صحت اور زندگی کے لیے ہی نہیں بلکہ روزمرہ زندگی کے متعدد معاملات میں بھی استعمال ہوتا ہے۔گھروں میں برتن اور کپڑے دھونے کے لیے پانی کا استعمال کیا جاتا ہے۔گھر کی صفائی کے دوران تقریباہر ماہ خواتین پورے گھر کا فرش پانی سے دھوتی ہیں۔ غسل کرنے کے لیے بھی پانی استعمال ہوتا ہے۔گھروں کی تعمیر کرنے کے لیے استعمال ہونے والی چیزوں میں پانی سرِفہرست ہے۔گھر کا کوئی فرد اگر بخار کا شکار ہو جائے تو پانی میں کپڑا بھگو کر اس کے ماتھے پر پٹیوں کی صورت میں باندھنے سے بخار کی شدت کم ہو جاتی ہے۔خواتین گھر میں نماز پڑھنے کے لیے پانی سے ہی وضو کرتی ہیں۔الغرض پانی گھریلو زندگی میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی چیزوں میں سرِفہرست ہے۔

جن علاقوں میں زیر زمین پانی زیادہ گہرائی پر ہے ان علاقوں کے باشندوں کو چاہیے کہ وہ بارش کا پانی چھوٹے چھوٹے بند بنا کر محفوظ کر لیں اور اسی پانی کو بعد میں کھیتی باڑی کے لیے استعمال کریں۔اب سائنس نے ایسے فلٹریشن پلانٹ دریافت کر لیے ہیں جن کی مدد سے گدلا پانی صاف کر کے استعمال کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان علاقوں میں ایسے پلانٹ لگائے جن کی مدد سے بارش کے پانی کو صاف کر کے پینے کے قابل بنایا جا سکے اور پانی کی قلت پر قابو پایا جا سکے۔جن علاقوں میں زیر زمین پانی میسر ہے لیکن وہ پانی پینے کے قابل نہیں ہے وہاں بھی حکومت کو جگہ جگہ فلٹریشن پلانٹ لگانے چاہئیں۔یہ صرف کارِ سرکار نہیں ہے بلکہ اصحابِ استطاعت کو بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔(مئی،جون:2017)

مضمون کا عنوان: ____________________________

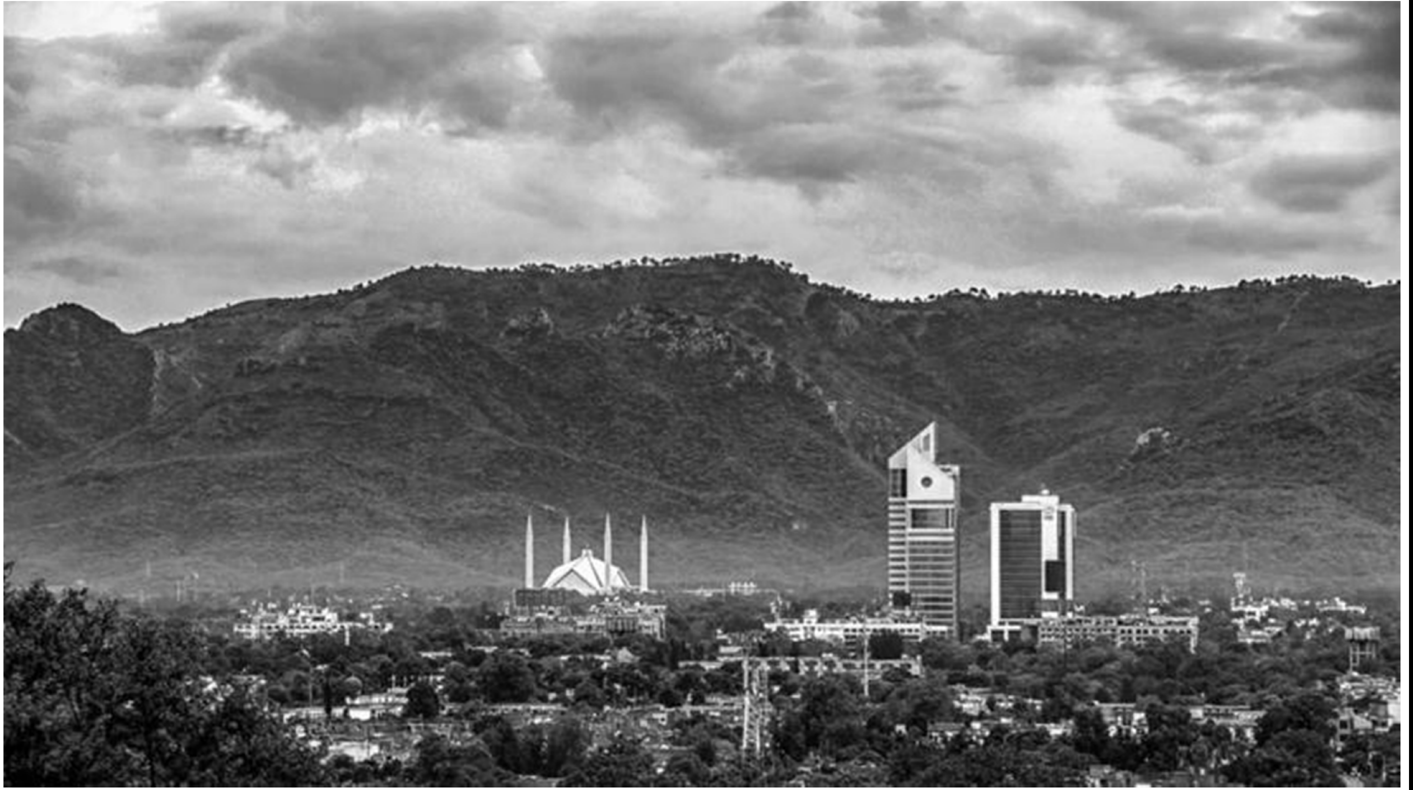
پہلا اشارہ:

دوسرا اشارہ:

تیسرا اشارہ:

الفاظ کی تعداد کل نمبر دستخط استاد مع تاریخ

میرا شہر



اشارات

(1) میرے شہر کی اچھائیاں۔ (2) میرے شہر کی کمزوریاں۔ (3) اس کو بہتر بنانے کی تجاویز

میں اسلام آباد میں رہتا ہوں اور دار الحکومت ہونے کی بنا پر یہ شہر پاکستان کے دیگر تمام شہروں سے ممتاز تصور کیا جاتا ہے۔ اسلام آباد میں کثیر تعداد میں اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں اور پاکستان کے تمام شہروں سے طلبا و طالبات یہاں تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ ان یونیورسٹیوں میں سرِ فہرست "بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی" ہے۔ اسلام آباد میں تفریحی مقامات بھی ہیں جو سیاحوں کی توجہ کا مرکز بن چکے ہیں۔ ان میں لوگ ورثہ میوزیم، پاکستان مونو منٹ، فیصل مسجد، دامن کوہ اور پیر سوہاوہ ایسے مقامات قابلِ ذکر ہیں۔ اسلام آباد کے ہر سیکٹر میں صفائی کا بہترین انتظام ہے۔

خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس شہر میں کچھ ایسے مسائل بھی ہیں جن کی بنا پر اہلیانِ اسلام آباد گوناگوں مصائب کا شکار ہیں۔ یہاں تعمیری مقاصد کے تحت زمین خریدنا انتہائی مشکل ہو چکا ہے کیونکہ زمین کی قیمتیں وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی ہیں۔ اسلام آباد کی یونیورسٹیوں میں حکومت کی قائم کردہ قیام گاہیں (ہاسٹل) طلبا کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں جس کی وجہ سے طلبا و طالبات پرائیویٹ قیام گاہوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ پرائیویٹ قیام گاہوں کے اخراجات تمام طلبہ ادا نہیں کر پاتے ہیں اور کثیر تعداد میں ذہین و فطین طلبا و طالبات مایوس ہو کر واپس اپنے شہروں کی طرف چلے جاتے ہیں۔

حکومتِ وقت کو چاہیے کہ وہ ان مسائل پر قابو پانے کے لیے ملازمین اور دیگر افراد کے لیے سستے تعمیری منصوبے متعارف کرائے تاکہ متوسط طبقے کے لوگوں کو اسلام آباد میں اپنے گھر تعمیر کرنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ان کے لیے قسطوں پر پلاٹ اور مکانات مہیا کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ اپنی ماہانہ آمدنی میں سے کچھ رقم پس انداز کر کے گھروں کی تعمیر میں آسانی محسوس کر سکیں۔ اسی طرح تمام یونیورسٹیوں کے طلبا کے لیے معقول قیام گاہوں کی تعمیر ضروری ہے۔ متعلقہ شخصیات کو چاہیے کہ "سی ڈی اے" کو اس تعمیری ضرورت کا احساس دلائے تاکہ اس حوالے سے عملی کوششیں کی جا سکیں۔ اس کے نتیجے میں قابل اور محنتی طلبا و طالبات اسلام آباد میں حصولِ تعلیم کے اعتبار سے معاشی اور رہائشی مسائل سے محفوظ رہ سکیں گے۔ (اکتوبر، نومبر: 2017)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد کل نمبر دستخط استاد مع تاریخ

لائبریریوں کا کردار



اشارات

لائبریریوں کی ضرورت

لائبریریوں کے تعلیمی فوائد

تفریحی سرگرمیوں میں لائبریریوں کی اہمیت

ذہنی و فکری اعتبار سے صحت مند معاشرے کی تشکیل کے لیے لائبریریاں انتہائی اہم ہیں۔لائبریری ان تمام افراد کے لیے ضروری ہے جن کو ملازمت کے حصول میں مدد درکار ہے، طبی تحقیقات سے آگاہی کی ضرورت ہے، نئے تصورات سے شناسائی مطلوب ہے، نئے تجربات کرنے کا شوق ہے، حیرت انگیز کہانیاں پڑھنے کا شوق ہے۔ جس معاشرے کے لوگوں کو آپس میں اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی خواہش ہو ان کے لیے بھی لائبریری ضروری ہے کیونکہ یہ اصحابِ فکر کے جمع ہونے کے لیے مفید جگہ ہے۔

تعلیمی اعتبار سے لائبریری کے متعدد فوائد ہیں۔ یہ اساتذہ کو علمی موضوعات سے متعلق لیکچر تیار کرنے کے لیے مستند کتب کی فراہمی کا اہم ذریعہ ہے۔ بعض اوقات وقت کی قلت کے باعث استاد کے لیے کمرہ جماعت میں کسی موضوع سے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کرنا مشکل ہو جاتا ہے چنانچہ اس صورت میں استاد کی جانب سے موضوع سے متعلق اہم کتب تجویز کر دی جاتی ہیں تا کہ تفصیل کے شائق طلبہ ان کی مدد سے زیادہ معلومات حاصل کر سکیں۔ یہ تمام کتب ادارے کی لائبریری کے توسط سے طلبہ کو مہیا کی جاتی ہیں۔ طلبہ کو اساتذہ کی جانب سے دیے گئے تحریری کام کے لیے بھی تحقیقی مواد کی ضرورت ہوتی ہے اور لائبریری ان کو ایسی کتابیں، جرائد اور اخبارات مہیا کرتی ہے جن کی مدد سے وہ اپنا اپنا تحریری کام با آسانی مکمل کر سکتے ہیں۔

تفریحی اعتبار سے لائبریری کا کردار قابلِ غور ہے۔ کھیلوں میں دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے کے لیے لائبریری میں موجود ان کتابوں کی افادیت سے انکار ممکن نہیں جو کھیلوں کے بارے میں موسوعاتی معلومات پر مشتمل ہیں۔ کھیل کے شوقین افراد جس طرح کھیل میں تفریح محسوس کرتے ہین اسی طرح کھیلوں سے متعلق معلومات ان کی ذہنی تفریح کا سبب بنتی ہیں۔ بوریت کے وقت کہانیوں، ناولوں، ڈراموں اور افسانوں کا مطالعہ انسانی طبیعت میں موجود بوجھل پن میں کمی واقع کرنے میں انتہائی مدو معاون ثابت ہوتا ہے۔ بعض لائبریریوں میں لطیفوں کی کتب کی بھی ایک تعداد رکھی جاتی ہے جو دل کی افسردگی کو یکسر ختم کر کے چہرے پر مسکراہٹ طاری کرنے کا سبب بنے ہیں۔(مئی، جون:2018)

مضمون کا عنوان: ____________________

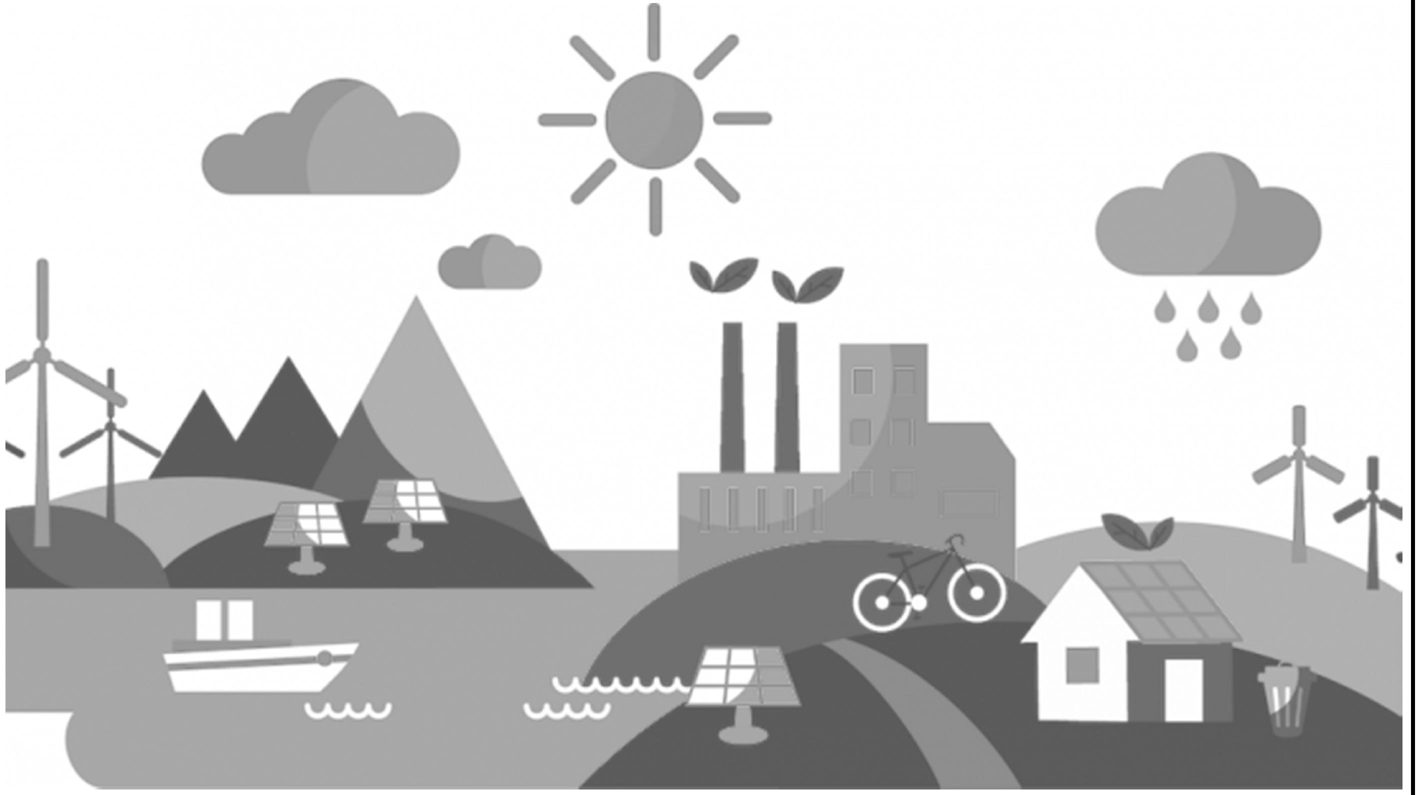
پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

صاف ستھرا ماحول



اشارات

صاف ماحول کی اہمیت

صحت پر آلودگی کے اثرات

اپنے علاقے کو صاف رکھنے کی تجاویز

ماحول کی صفائی انسانی زندگی کے لیے انتہائی اہم ہے کیونکہ صاف ماحول میں ہی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ ماحول کی صفائی کے سبب فضا صاف رہتی ہے۔ اس فضا میں پرندوں، چرندوں اور پانی کے جانوروں کی زندگی محفوظ ہوتی ہے۔ صاف ماحول کی وجہ سے زمین کی زرخیزی قائم رہتی ہے اور انسان اس میں کاشت کاری با آسانی کر سکتا ہے۔

آلودگی انسانی صحت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ فضا میں موجود گاڑیوں کا دھواں سانس کے ذریعے انسانی جسم میں جا کر گلا خراب کرتا ہے، پھیپھڑوں کو سانس کی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں دمہ کے مریضوں کی تعداد زیادہ ہے جن علاقوں میں گاڑیوں کا دھواں فضا میں شامل ہو کر اس کو آلودہ کرتا ہے۔ گلیوں میں نالیوں کا گندا پانی پھیل جانے کی بنا پر مچھر اور موذی کیڑے مکوڑے پیدا ہو کر مہلک وباؤں کے پھیلنے کا سبب بنتے ہیں۔ آلودہ پانی پینے کی وجہ سے انسان کے گردے بری طرح متاثر ہوتے ہیں جس سے طرح طرح کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

حکومت کو چاہیے کہ وہ دھواں دار گاڑیوں کے بارے میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے حوالے سے معلوماتی مہم چلائے تاکہ لوگ آلودہ ماحول کی تباہ کاریوں سے آگاہ ہو کر اس سے محفوظ رہنے کے اقدامات کر سکیں۔ گلی اور محلے کی سطح پر چھوٹی چھوٹی تنظیمیں بنا کر اپنی مدد آپ کے تحت نالیاں پکی کرائی جائیں اور گندے پانی کے نکاس کا مناسب انتظام کیا جانا چاہیے۔ اپنے گھر، گلی، محلے اور سکول کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے طلبہ میں شعوری بیداری کے تعلیمی منصوبے پیش کرنے چاہییں تاکہ ہر سطح پر ماحول کو صاف ستھرا رکھا جا سکے۔ (اکتوبر، نومبر: 2018)

مضمون کا عنوان: ____________________

پہلا اشارہ: ____________________

دوسرا اشارہ: ____________________

تیسرا اشارہ: ____________________

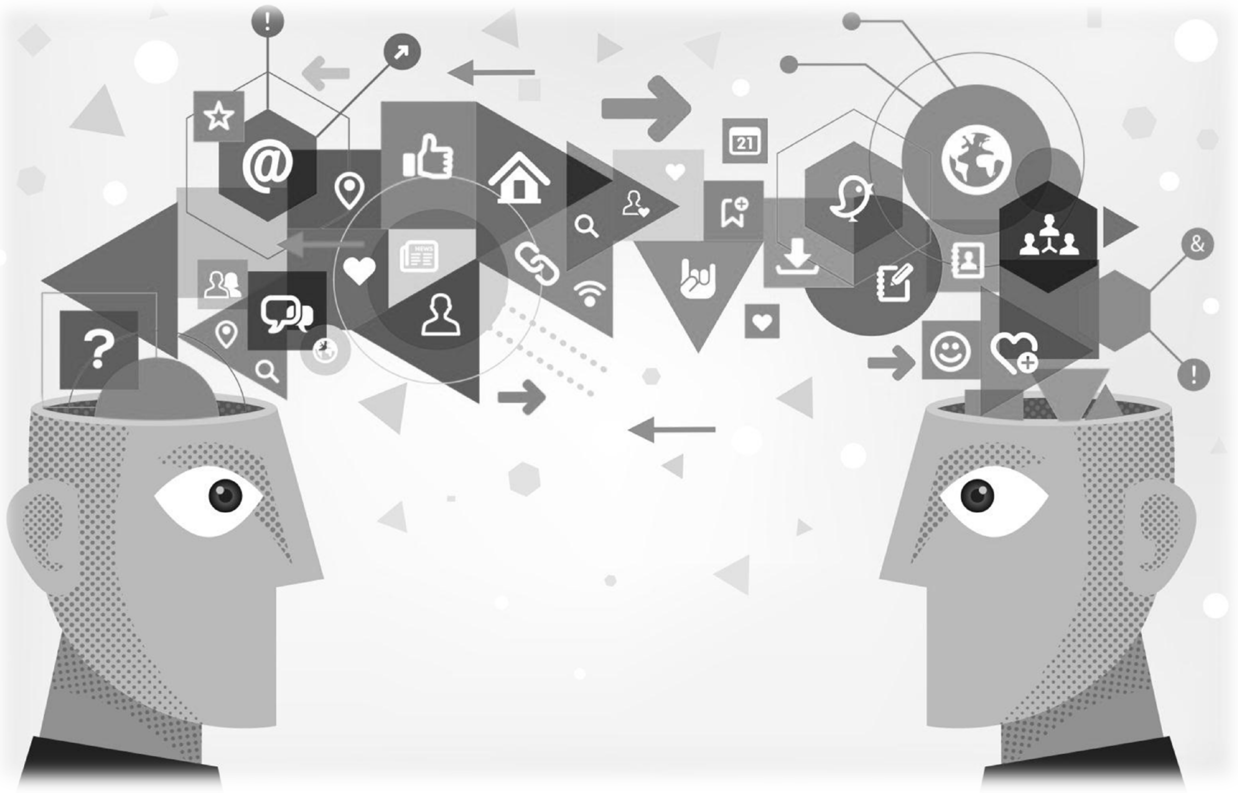
الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

مکالمہ نویسی

Dialogue Writing

مواد کے نمبر:5۔زبان کے نمبر:15۔کل نمبر:20

الفاظ کی مطلوب تعداد:200 تا250



اس سوال میں کل مارکس حاصل کرنے کا طریق

آپ نے یہ تو سنا یا پڑھا ہی ہو گا کہ موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ "لقب" دیا گیا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے کلام کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام کا مطلب ہے "باتیں کرنا"۔ دو لوگوں کے درمیان ہونے والی باتوں کو مکالمہ کہتے ہیں۔ اولیولز میں مکالمہ نویسی کے مندرجہ ذیل اجزاء ہوتے ہیں۔ (1) بات کرنے والے دو فرد۔ (2) گفتگو کرنے کے لیے ایک مخصوص موضوع۔ (3) اس موضوع سے متعلق دونوں لوگوں کا اختلاف۔ (4) اختلاف کی صورت میں دونوں کے اپنے اپنے موقف پر دلائل۔ (5) دلائل کا تجزیہ۔ (6) آخر میں کسی ایک فرد کے دلائل کو مان کر اس کے ساتھ متفق ہو جانا۔

اولیولز میں مکالمہ نویسی کے لیے امیدوار سے کم از کم دو سو اور زیادہ سے زیادہ اڑھائی سو الفاظ مطلوب ہوتے ہیں۔ یہ سوال بیس نمبر کا ہوتا ہے اور امیدوار تقریباً چالیس منٹ میں اس سوال کو اچھے طریقے سے حل کر سکتا ہے۔

ذیل میں مکالمہ نویسی کے لیے کچھ رہنما اصول دیے جاتے ہیں۔

مکالمے کا آغاز دو کرداروں سے ہی کریں۔ یعنی اگر سوال میں کہا جائے کہ "آپ اپنے والدین کو منا رہے ہیں" تو مکالمہ والد یا والدہ کے ساتھ کریں۔ ایک ہی وقت میں دونوں کے ساتھ نہ کریں۔ مکالمہ نویسی کا فارمولہ یہ ہے:۔ صورت حال، اختلاف، مباحثہ، اختتام۔

مکالمے کے آغاز میں ہی اصل موضوع پر گفتگو کے لیے تمہیدی انداز میں ایک ایک جملہ دونوں کرداروں سے کہلوائیں.

تمہیدی جملوں کے بعد اگلے دو جملوں میں موضوع سے متعلق دونوں کرداروں کے اختلاف کو ظاہر کریں۔

اختلاف ظاہر کرنے کے بعد دونوں کرداروں کے دلائل اور ان کا تجزیہ پیش کریں۔ کوشش کریں کہ جو کردار اپنی بات منوانا چاہتا ہے اس کے دلائل لکھیں اور جو کردار مزاحمت کر رہا ہے اس کے جوابات لکھیں۔

دلائل یا وجوہات لکھتے وقت "امی پلیز! ابو پلیز / میری بات مان لیں پلیز" جیسے جملے استعمال نہ کریں۔ اس سے اولیولز کی سطح پر لکھے گئے مکالمے کا اسلوب خراب ہو جائے گا۔ ایک ضدی بچے کی طرح اپنی بات منوانے کے بجائے اسباب اور دلیلوں کے ذریعے اپنی بات کی پختگی ظاہر کری۔

بحث کو طوالت نہ دیں بلکہ حدِ الفاظ میں ہی گفتگو کو انجام تک پہنچائیں اور کوشش کریں کہ ہر جملے میں ایک نیا نکتہ پیش کیا جائے تاکہ مختصر جملوں میں گفتگو اختتام تک پہنچ جائے۔

مکالمے کے آخر میں موضوع سے متعلق دونوں کرداروں کا کسی ایک کردار کے موقف پر متفق ہونا ضروری نہیں ہے البتہ متفق ہو جائیں تو مکالمے میں جامعیت اور خوبصورتی پیدا ہو گی۔

مکالمہ روزمرہ زبان میں ہونا چاہیے۔ دقیق اور پیچیدہ الفاظ کے استعمال سے احتراز کریں اور اسی انداز کی گفتگو لکھیں جو ہم روزمرہ زندگی میں کرتے ہیں۔ مکالمے میں بداخلاقی، حیاباختہ جملوں اور نازیبا گفتگو تحریر کرنے سے گریز کریں۔ مکالمہ میں بات سے بات پیدا ہونی چاہیے۔ تاکہ ایک موضوع کے متعلق تمام نکات زیرِ بحث آ سکیں۔ مخاطب کی عزت، حیثیت اور رمرتبہ کے مطابق مکالمے کی زبان اور گفتگو ہونی چاہیے۔ یعنی تعلیم یافتہ فرد اور ٹیکسی ڈرائیور کے لب و لہجے میں فرق ہونا چاہیے۔

گھر میں پالتو جانور رکھنے کے بارے میں والدہ سے مکالمہ۔(اکتوبر،نومبر:2014ء،اکتوبر،نومبر:2011)

میں: امی جان!آج آپ نے پھپھو آمنہ کے گھر میں طوطے دیکھے؟کتنے خوبصورت تھے ناں!

امی:ہاں دیکھے تھے۔واقعی پیارے تھے۔

میں:ان کی آوازیں اور رنگ مجھے بہت پسند آئے تھے تھے۔اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ہم بھی طوطوں کا ایک جوڑا اپنے گھر میں پال لیں۔

امی:صرف دن کے وقت ان کی آوازیں اور رنگ پر کشش ہوتے ہیں۔رات کو یہی آوازیں نیند کا ستیا ناس کر دیتی ہیں۔

میں:نہیں امی،ہم انہیں رات کواوپر گیلری میں چھوڑ آیا کریں گے تا کہ اندر کمروں میں ان کی آوازیں نہ آئیں۔

امی:گیلری سے بھی آوازیں نیچے آتی ہیں۔

میں:اگر ہم سونے سے پہلے گیلری اور کمروں کے دروازے بھی بند کر لیا کریں گے تو آوازوں کا آنا محال ہے۔

امی:اگر آوازوں سے چھٹکارا پا بھی لیا تو ان کو دانہ دنکا کھلانے اور دیکھ بھال کرنے کی ذمہ داری کون ادا کرے گا؟

میں:میں صبح سویرے اٹھ کر سب سے پہلے ان کو دانہ کھلاؤں گا اور سکول سے واپس آ کر بھی ان کو دانہ دوں گا،شام کے وقت بھی۔میرا یقین کریں،میں سب سنبھال لوں گا۔

امی:تم اس قدر فرض شناس نہیں ہو کہ اس ذمہ داری کو نبھا سکو۔

میں:میں اپنے ساتھ چھوٹے بھائی کو بھی اس میں لگا لوں گا۔میری غیر موجودگی میں وہ کام کیا کرے گا۔

امی:دونوں ایک جیسے ہو،ابھی تمھیں طوطے کا رنگ اور اس کی آوازیں بہت پر کشش لگ رہی ہیں۔کچھ دن ان کی دیکھ بھال کرنی پڑی تو سارے شوق ختم ہو جائیں گے۔

میں:نہیں امی!آپ بھی تو ہیں ناں۔اگر ہم دونوں سے یہ کام ہونے میں کوتاہی ہوئی تو آپ ہمیں ڈانٹ پلا دینا۔ہم پھر سے مستعد ہو جائیں گے۔

امی:تم اگر طوطوں کی خاطر مدارت میں لگے رہو گے تو پڑھائی پر توجہ نہیں دے پاؤ گے اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ پڑھائی پر کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔

میں:میں ضمانت دیتا ہوں کہ پڑھائی میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔سب کچھ پہلے جیسا ہی چلے گا۔بس آپ اجازت دے دیں۔

امی:ایک ہفتے کیلئے پھوپھو کے گھر سے طوطے منگوا لو۔اگر ان کی دیکھ بھال صحیح طریقے سے ہوئی اور پڑھائی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تو ہم اپنے طوطے لے آئیں گے۔ورنہ وہ طوطے واپس کر دیں گے۔

میں:چلیں ٹھیک ہے۔میں آج ہی پھوپھو سے بات کرتا ہوں۔

امی:ہاں ٹھیک ہے۔اب تیار ہو جاؤ۔تمھارے ٹیوشن جانے کا وقت ہو گیا ہے۔

میں:(خوشی سے)جی امی۔

مکالمے کا عنوان: ____________________

الفاظ کی تعداد:۔ حاصل کردہ نمبر:۔ دستخط استاد

کزن کے ساتھ چھٹیوں پر جانے کے لیے خالہ کے ساتھ مکالمہ۔(اکتوبر،نومبر:2005ء)

میں:السلام علیکم۔ خالہ جان!کیسی ہیں آپ؟
خالہ:وعلیکم السلام۔میں بالکل ٹھیک ہوں۔آج کل تم کہاں غائب رہتے ہو؟نظر نہیں آتے۔
میں:میرے امتحانات چل رہے تھے اور میں ان کی تیاری میں مصروف تھا۔اس لیے گھومنا پھرنا بند کر دیا تھا۔
خالہ:ختم ہو گئے امتحان؟اب کیا کرنے کا ارادہ ہے؟
میں:سوچ رہا ہوں کہ چھٹیوں میں لاہور کی سیر کی جائے۔
خالہ:خیال تو اچھاہے۔کب جا رہے ہو؟ساتھ کون کون جا رہا ہے؟
میں:جانے کا وقت ابھی متعیّن نہیں ہوا البتہ میں سوچ رہا ہوں کہ شازل بھائی کو ساتھ لے کر جاؤں۔
خالہ:نہیں بابا نہیں۔شازل نہیں جا سکتا۔ابھی کچھ دن پہلے ہی اسے کالج سے چھٹیاں کرنے کی وجہ سے وارننگ لیٹر جاری کیا گیا ہے۔
میں:شازل بھائی کو بھی امتحانات کی تیاری کیلیے کالج سے فری کیا جا رہا ہے اس لیے اب ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔
خالہ:امتحانات کی تیاری کے سلسلہ میں اسے گھر پر پڑھائی کرنی ہو گی۔تمھارے ساتھ گھومنے پھرنے نکل گیا تو تیاری نہیں کر پائے گا۔
میں:نہیں خالہ جان۔میرے ساتھ جانے سے ان کی پڑھائی کا ضیاع نہیں ہو گا۔کیونکہ ہم صرف ایک ہفتے بعد واپس آ جائیں گے۔ان کے امتحانات میں ابھی پورا مہینا باقی ہے۔
خالہ:اس کی صحت بھی آج کل ٹھیک نہیں رہتی۔اگر تمھارے ساتھ گیا تو بازاری کھانے کھا کر مزید بیمار ہو جائے گا۔
میں:ایسا بھی نہیں ہو گا۔میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہم وہی کھانا کھائیں گے جو حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق تیار کیا گیا ہو گا اور کوئی بھی مضرِ صحت چیز نہیں کھائیں گے۔
خالہ:ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ شازل کے جانے سے ہمارے گھر کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ بازار سے سودا سلف لانے کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی ہے۔
میں:ہم آج ہی ایک ہفتے کا ضروری سامان آپ کو لا دیتے ہیں تا کہ اس دوران آپ کو کسی قسم کی کوفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔
خالہ:سبزیاں ایک ہفتے تک خراب ہو جاتی ہیں۔شازل روزانہ نئی اور تازہ سبزیاں خرید کر لاتا ہے۔
میں:تو کوئی بات نہیں خالہ جان۔آپ کی گلی میں بھی تو روزانہ سبزی فروخت کرنے والا آتا ہے ناں۔آپ کچھ دن اس سے خریدلینا۔
خالہ:شازل کے ابو نے کل بتایا کہ انھوں نے کل سے شازل کے لیے ایک استاد کو گھر آکر پڑھانے کے لیے مقرر کیا ہے۔اس لیے ان سے بات کیے بغیر اور ان کی اجازت لیے بغیر شازل کا گھر سے جانا ناممکن ہے۔
میں:وہ ٹیچر اگلے ہفتے تک مصروف رہیں گے۔انھوں نے خالو جان سے اگلے سوموار کو آنے کا وعدہ کیا ہے۔تب ہم واپس آ جائیں گے۔
خالہ: جہاں تک میں جانتی ہوں،شازل کو اپنے امتحانات کی بہت فکر ہے۔شاید وہ خود ہی جانے سے انکار کر دے۔
میں:شازل بھائی سے میری گفتگو ہو چکی ہے۔وہ تیار ہیں۔
خالہ:چلو ٹھیک ہے۔دیکھ لیتے ہیں کیا تیر مارتے ہو تم دونوں۔مجھے تو اس سیاحتی پروگرام کے فائدوں سے زیادہ نقصانات نظر آ رہے ہیں۔
میں:نہیں خالہ جان!آپ پریشان نہ ہوں۔ہم آپ کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دیں گے۔

مکالمے کا عنوان: ____________________

الفاظ کی تعداد:۔ حاصل کردہ نمبر:۔ دستخط استاد

اگلی جماعت میں اپنی مرضی کے مضامین چننے کے لیے والد کے ساتھ مکالمہ۔ (مئی،جون:2006،اکتوبر،نومبر:2014)

میں:ابو جان آپ نے اس دفعہ اولیولز میں بزنس کے طلبہ کے نتائج دیکھے؟

ابو:ہاں میں نے صبح ہی دیکھے تھے۔اچھے نتائج ہیں۔

میں:میں سوچ رہا ہوں کہ میں بھی بزنس اور کامرس کے مضامین پڑھوں۔تاکہ میرے نتائج بھی اچھے آ سکیں۔

ابو: ہم نے پہلے سے فیصلہ کر رکھاہے کہ آپ میڈیکل میں جائیں گے اس لیے بزنس کے مضامین کے بجائے آپ کو بیالوجی پڑھنی چاہیے۔

میں:آپ کی بات سے میں اتفاق کرتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے دوسروں کی طرح بزنس کے مضامین پڑھنے چاہئیں۔

ابو:آپ صرف امتحان میں پاس ہونے کے لیے بزنس پڑھنا چاہتے ہیں؟مستقبل میں طب کے شعبہ میں خدمات سر انجام دینے کیلئے بیالوجی پڑھنا ناگزیر ہے۔اس لیے امتحان میں زیادہ نمبر لینے کی کوشش میں اس کو نظر انداز مت کریں۔

میں:دراصل میں چاہتاہوں کہ مستقبل میں میڈیکل میں جانے کے بجائے کسی کاروباری شعبے میں جاؤں،اس لیے۔۔۔۔

ابو:(بات کاٹتے ہوئے) کیا؟کیا کہا تم نے؟بزنس؟بزنس کروگے تم؟

میں:جی ابو!اسی لیے میں بزنس پڑھنا چاہتا ہوں۔کیونکہ بیالوجی میرے لیے مشکل ہے اور میڈیکل میں مجھے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے۔

ابو:بزنس میں بہت زیادہ لوگ ہوتے ہیں اس لیے اس میدان میں کامیابی مشکل سے ملتی ہے جب کہ میڈیکل میں کم لوگ ہوتے ہیں اس لیے اس میں کوئی محنت کرے تو اسے اچھا روزگار با آسانی مل جاتا ہے۔

میں:جی آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن اگر بیالوجی میں دلچسپی ہی نہ ہو تو اس میں اچھے نتائج نہیں آتے اس لیے اس میدان میں بھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔

ابو:اگر بیالوجی مشکل لگتی ہے تو میں آپ کے لیے ٹیوٹر یا اکیڈمی کا انتظام کردیتا ہوں۔اس سے آپ کی مشکل کسی حد تک آسان ہو جائے گی۔

میں:وہی ٹیوٹر آپ مجھے بزنس کے مضامین کے لیے دلوادیں گے تو اس میں میرے نتائج اور بھی زیادہ اچھے ہو جائیں گے۔

ابو:میں نے شروع سے ہی یہ سوچ رکھا تھا کہ آپ میڈیکل میں جائیں گے اور اس وقت اچانک آپ نے اپنا ارادہ بتا کر مجھے پریشان کر دیا ہے۔

میں:میں معافی چاہتا ہوں لیکن میرے لیے بیالوجی پڑھنا واقعی مشکل ہے اور اگر میں بیالوجی میں برے نتائج لاؤں گا تو آپ کو زیادہ پریشانی ہو گی۔

ابو:بزنس کے مضامین بھی اسی طرح مشکل ہیں جس طرح بیالوجی مشکل ہے۔پھر آپ بزنس میں ہی کیوں دلچسپی لے رہے ہیں؟

میں:ابو جی میں نے مڈل کلاسوں میں سائنس پڑھی ہے اور اس میں بیالوجی کے ابواب ہمیشہ میرے لیے دردِ سر بنے رہے ہیں۔میں نے بزنس کے مضامین کی کتابیں بھی دیکھی ہیں۔وہ بیالوجی سے زیادہ آسان اور دلچسپ ہیں۔

ابو: اگر آپ بزنس میں بھی اچھی کارکردگی نہ دکھا پائے تو؟

میں:ایسا نہیں ہو گا۔میں اس میں ہر صورت اچھے نتائج حاصل کروں گا۔

ابو:ٹھیک ہے۔آپ اپنے سکول ہیڈ سے میری ملاقات کراؤ۔ان سے اس موضوع پر تبادلہ خیال کر کے میں اس بارے میں حتمی فیصلہ کروں گا۔

مکالمے کا عنوان: ____________

الفاظ کی تعداد:۔ حاصل کردہ نمبر:۔ دستخط استاد

ڈرائیونگ سیکھنے کے لیے والدہ کے ساتھ مکالمہ۔(اکتوبر،نومبر:2007)

میں:امی آج پھر مجھے اسکول سے ڈانٹ پڑی ہے کیوں کہ ڈرائیور انکل آج بھی تاخیر سے پہنچے تھے۔

امی:اچھا آپ پریشان نہ ہو۔کل سے تمھارے ابو تمھیں اسکول چھوڑ دیا کریں گے۔میں آج ہی ان سے بات کرتی ہوں۔

میں:ابو دو دن چھوڑیں گے اور پھر اکتا جائیں گے۔اب مجھے خود گاڑی چلانا سیکھنا چاہیے اور اپنی گاڑی پر اسکول جانا چاہیے۔

امی:تمھارا ابھی شناختی کارڈ اور ڈرائیونگ لائسنس نہیں بنا اس لیے قانونی طور پر تم گاڑی نہیں چلا سکتے۔لہٰذا کچھ عرصہ انتظار کرنا ہو گا۔

میں:امی میرے بہت سے ہم عمر اور ہم جماعت طلبہ صبح کے وقت موٹر سائیکل یا گاڑی پر اسکول جاتے ہیں۔ان کے پاس بھی لائسنس نہیں ہے لیکن آج تک انہیں کبھی کسی ٹریفک وارڈن نے نہیں روکا۔

امی:اچھے ڈرائیور کے لیے ضروری ہے کہ وہ قانونی طور پر اس کا اہل ہو۔کیوں کہ اگر لائسنس ہو اور حادثہ ہو جائے تو قانون رعایت کر سکتا ہے لیکن لائسنس نہ ہو اور حادثے میں کسی کی موت ہو جائے تو قتل کا کیس بن جاتا ہے۔

میں:میں اگر کسی اچھے استاد سے گاڑی چلانا سیکھوں گا تو یقینا وہ مجھے گاڑی کو اچھے طریقے سے چلانا سکھائے گا اور پھر میری جانب سے حادثوں کا کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔آپ ایک دفعہ مجھے کسی اچھے ڈرائیونگ اسکول میں داخل کروا کر تو دیکھیں۔

امی:ابھی اپنی مکمل توجہ اپنی پڑھائی پر دو۔گاڑی چلانے پر نہیں،کیونکہ گاڑی چلانا بعد میں بھی سیکھا جا سکتا ہے۔ڈرائیونگ اسکول میں جانے سے تمھاری توجہ دو حصوں میں بٹ جائے گی اور پھر تم کتابوں کے بجائے گاڑی سے ہی چپک کر رہ جاؤ گے۔

میں:ایسا نہیں ہو گا۔میں ڈرائیونگ شوقیہ طور پر نہیں بلکہ ضرورت کی وجہ سے سیکھنا چاہتا ہوں۔جہاں تک توجہ کی بات ہے توڈرائیونگ اسکول میں محض دوہفتوں میں گاڑی چلانا سکھا دیا جاتا ہے۔

امی:گاڑی آئے گی تو تم اسی میں گھومتے رہو گے۔ہر وقت گاڑی سمیت گھر سے غائب رہوگے۔

میں:میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ صرف اسکول آنے اور جانے کے لیے گاڑی استعمال کروں گا۔

امی:گاڑی چلانے کے لیےمطلوب مہارت ابھی تمھارے مزاج میں نہیں ہے۔اس میں وقت لگے گا۔اگر قبل از وقت گاڑی چلانا شروع کرو گے تو کسی بھی وقت حادثے کا خطرہ ہو گا کیونکہ تمھارے اسکول کے راستے پر بڑی بڑی گاڑیوں کا ازدحام ہوتا ہے۔

میں:امی جان!گاڑیوں کا ازدحام دفتری اوقات میں ہوتا ہے جب کہ میرا اسکول دفتری اوقات سے پہلے شروع ہو جاتا ہے۔اس لیے میں ازدحام سے قبل ہی اسکول پہنچ جایا کروں گا۔اسی طرح چھٹی کے بعد دفتری اوقات سے پہلے ہی گھر آ جایا کروں گا۔

امی:اسکول کے اوقات میں تمھارے علاوہ دوسرے لوگ بھی تو اسکولوں میں گاڑیوں میں جا رہے ہوں گے۔گاڑیوں کی اس کثرت کی وجہ سے حادثے سے بچنا مشکل ہے اس لیے اس معاملے میں کوئی خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔

میں:(روہانسی انداز میں)لیکن امی اگر میں۔۔۔

امی:اگر مگر کچھ نہیں۔اسکول نہ پہنچنے سے بہتر ہے کہ تاخیر سے پہنچا جائے۔ تمھارے ابو آتے ہیں تو میں ان سے بات کرتی ہوں۔کل سے تم ان کے ساتھ اسکول جایا کرو گے۔اب مزید بحث نہیں۔

مکالمے کا عنوان: ____________________

الفاظ کی تعداد:۔ حاصل کردہ نمبر:۔ دستخط استاد

گھر میں انٹرنیٹ لگوانے کے لیے والد کے ساتھ مکالمہ۔(مئی، جون: 2008 اکتوبر، نومبر: 2012)

میں: ابو ہمارے ریاضی کے استاد نے آج دورانِ تدریس بتایا ہے کہ ہر طالب علم کو اپنے گھر میں انٹرنیٹ کنکشن لگوالینا چاہیے۔میں چاہتا ہوں کہ ہم بھی لگوا لیں۔

ابو: آپ کے استاد نے اس کی کوئی وجہ بھی بتائی ہو گی۔

میں: جی، استاد صاحب بتا رہے تھے کہ ریاضی سے متعلق نت نئے تصورات آئے روز انٹرنیٹ پر نشر کیے جاتے ہیں اور ہر طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ انٹرنیٹ کے ذریعے ان سے آگاہ ہوتا رہے تاکہ امتحان کی تیاری میں ان سے حتی الامکان معاونت حاصل کی جا سکے۔

ابو: وہ تمام چیزیں جو انٹرنیٹ پر نشر کی جاتی ہیں، کمرہِ جماعت میں بھی تو طلبہ کو دکھائی جا سکتی ہیں۔ان کے لیے گھر میں انٹرنیٹ لگوانے کی کیا ضرورت ہے؟

میں: کمرہ جماعت میں استاد دکھاتے ہیں لیکن جب کسی استاد کی طرف سے کوئی دستاویز تیار کرنے کے لیے دی جاتی ہے تو اس کی تیاری میں انٹرنیٹ سے مختلف سلائیڈیں حاصل کرنا ہوتی ہیں۔اس کے علاوہ مختلف پروگراموں یا مقابلوں کی تیاری کے لیے بھی انٹرنیٹ کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔

ابو: اگر کوئی استاد دستاویز تیار کرنے کے لیے دے تو یقیناً آپ اس کے لیے سلائیڈیں اسکول کی کمپیوٹر لیب سے حاصل کر سکتے ہیں۔رہی بات پروگراموں یا مقابلوں کی تو اس سلسلے میں آپ کے اسکول کی لائبریری میں موجود کتب و رسائل ہی کافی ہیں۔

میں: لیکن ابو وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن تمام اساتذہ انٹرنیٹ لگوانے کے تجویز دے رہے ہیں اس لیے۔۔۔

ابو: (بات کاٹتے ہوئے) میرا خیال ہے اساتذہ کی جانب سے انٹرنیٹ لگوانے کی کوئی تجویز نہیں دی گئی۔بلکہ آپ سب دوستوں کا منصوبہ ہے کہ سب اپنے اپنے گھروں میں انٹرنیٹ لگوائیں اور سارا وقت فیس بک اور واٹس ایپ وغیرہ پر صرف کر دیں۔

میں: نہیں ابو میں سچ کہہ رہا ہوں۔اساتذہ کی جانب سے ہی یہ تجویز ملی ہے اور جہاں تک فیس بک کی بات ہے تو سارا وقت اس پر صرف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔کیونکہ اسکول سے واپس آ جانے کے بعد تو میں اکیڈمی پڑھنے کے لیے چلا جاتا ہوں۔اکیڈمی سے رات گئے واپس آتا ہوں۔

ابو: ہفتہ اور اتوار آپ کا اسکول بند ہوتا ہے اور یہ دونوں ایام آپ انٹرنیٹ استعمال کرتے ہوئے گزاریں گے۔

میں: ابو دو چھٹیوں کے لیے اسکول سے بہت سا کام ملتا ہے۔اگر انٹرنیٹ استعمال کروں گا تو اسکول کے کام کے لیے ہی کروں گا۔

ابو: اچھا میں عارضی طور پر انٹرنیٹ ڈیوائس لے کر آتا ہوں۔اگر اس سے کوئی منفی پہلو سامنے نہ آیا تو مستقل طور پر کنکشن لے لیں گے ورنہ نہیں۔منظور ہے؟

میں: جی ابو ٹھیک ہے۔شکریہ

مکالمے کا عنوان: ______________________________

الفاظ کی تعداد:۔ حاصل کردہ نمبر:۔ دستخط استاد

اپنے دوستوں کے ساتھ چھٹیاں گزارنے کے بارے میں والد کے ساتھ مکالمہ۔(مئی،جون:2009)

ابو:اسکول کی طرف سے ابھی تک موسم گرما کی تعطیلات کا کوئی پیغام نہیں آیا۔کچھ پتہ ہے کہ کب چھٹیاں ہو رہی ہیں؟

میں:جی ابو!اٹھارہ جون کو ہو رہی ہیں۔

ابو:تم لوگ پہلے سے تیاری کر کے رکھو۔ان چھٹیوں میں ہم تمھارے ددھیال جا رہے ہیں اور میرا ارادہ ہے کہ تم دونوں بہن بھائی چھٹیاں وہیں گزارو۔

میں:لیکن ابو!مجھ سمیت ہماری جماعت کے طلبہ یہ چھٹیاں مری کی سیر و سیاحت میں گزارنے کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔

ابو:ددوستوں سے معذرت کر لو کیونکہ میں نے دفتر سے چھٹی لے لی ہے اور ہمیں تمھارے ددھیال ہی جانا ہو گا۔

میں: میں معذرت کر لیتاہو ہوں لیکن اس سے دوستوں کے سامنے میری عزتِ نفس مجروح ہو جائے گی۔

ابو:دوستوں کے ساتھ گھوم پھر کر وقت گزارنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔وقت اور پیسے ضائع ہوں گے۔

میں: ایسا نہیں ہو گا کیونکہ ہم زیادہ دنوں تک سیر و سیاحت نہیں کریں گے بلکہ ایک ہفتے بعد واپس آ جائیں گے۔

ابو:چھٹیوں میں خاندان کے لوگوں سے ملنا اور اپنے ہم عمر کزنوں کے ساتھ رہنا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔

میں:میں خاندان کے لوگوں سے ملنے سے انکار نہیں کر رہا۔میں تو محض یہ چاہتا ہوں کہ چھٹیوں کے کچھ ایام اپنے دوستوں کے ساتھ گزاروں اور سیر و تفریح سے لطف اندوز ہوں۔اس کے بعد میں ددھیال چلا جاؤں گا۔

ابو:تم لوگ ابھی او لیول کے طلبہ ہو۔تمھارے شناختی کارڈ ابھی تک نہیں بن سکے اس لیے مری جانا اور وہاں اپنی پہچان ثابت کر کے قیام کرنا تم لوگوں کے لیے ممکن نہیں ہے۔اس لیے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ منصوبہ پیچیدگیوں کا شکار ہو جائے گا۔

میں:مری میں میرے ایک ہم جماعت کے ماموں کا گھر ہے۔وہ گھر خالی ہے کیونکہ وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ کراچی جا چکے ہیں۔ہم وہاں قیام کریں گے۔

ابو:حال ہی میں خفیہ اداروں نے وہاں سے کچھ دہشت گرد گرفتار کیے ہیں اور تجزیہ نگاروں کے مطابق وہاں مزید خطرناک دہشت گرد بھی موجود ہیں۔ان حالات میں آپ لوگوں کا مری جانا ٹھیک نہیں ہے۔

میں:ہم جس جگہ قیام کر رہے ہیں وہ مری شہر سے طویل فاصلے پر ہے اور ہم شہر کا رخ بھی نہیں کریں گے۔ہم صرف پہاڑیوں کی سیر و سیاحت کریں گے کیونکہ شہر ہر جگہ ایک جیسے ہوتے ہیں۔

ابو:آپ لوگ پہاڑی علاقوں کی سیر کے بجائے ان پر بنی ہوئی دستاویزی فلم دیکھ کر بھی لطف اندوز ہو سکتے ہو۔

میں: ابو!ہم ان نظاروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

ابو:اچھا ٹھیک ہے لیکن اس سے پہلے میں تمھارے اسکول کے پرنسپل سے ایک ملاقات کروں گا تا کہ اپنی تسلی کر سکوں۔

میں:جی ٹھیک ہے۔آپ سوموار والے دن میرے ہمراہ چلے جائیں۔میں ملاقات کروا دوں گا۔

مکالمے کا عنوان: ____________________

الفاظ کی تعداد:۔ حاصل کردہ نمبر:۔ دستخط استاد

سیاحتی مقام کے فیصلے کے بارے میں دوست کے ساتھ مکالمہ۔(اکتوبر، نومبر:2009)

میں:سنا ہے جناب لاہور کی سیاحت کے منصوبے بنا رہے ہیں اور مجھ سے مشورہ کیے بغیر ہی سارے معاملات طے پا چکے ہیں۔

میرا دوست:ایسی بات نہیں ہے۔مجھے پہلے سے یقین ہے کہ میرے فیصلے پر تمھیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔کیونکہ ہم اچھے دوست ہیں۔

میں:لیکن لاہور کی سیاحت سے متعلق میں متذبذب ہوں کیونکہ وہاں میرے نھیال ہیں اس لیے میں کئی دفعہ جا چکا ہوں۔

میرا دوست:تم جا چکے لیکن ہم لوگوں نے ابھی تک لاہور کا صرف نام سنا ہے۔

میں:میرا خیال ہے کہ لاہور کے بجائے اگر اسلام آباد کی سیر کی جائے تو وہ زیادہ بہتر رہے گی۔

میرا دوست:کیا؟مطلب تمھیں لاہور جانے والا فیصلہ منظور نہیں ہے اور وہ بھی صرف اس لیے کہ تم لاہور دیکھ چکے ہو۔

میں:بالکل ٹھیک۔

میرا دوست:نہ یار!ہم لوگوں نے مینارِ پاکستان،بادشاہی مسجد،شاہی قلعہ وغیرہ دیکھنے کا پروگرام طے کر رکھا ہے۔اس لیے ہمارا سارا پروگرام اگر منسوخ ہو گیا تو آدھے سے زیادہ لوگ گروپ چھوڑ دیں گے۔

میں:ان مقامات جیسے مقامات تو اسلام آباد میں بھی ہیں۔اگر لاہور میں بادشاہی مسجد ہے تو اسلام آباد میں فیصل مسجد ہے۔لاہور میں مینارِ پاکستان ہے تو اسلام آباد میں مونو منٹ ہے۔لاہور میں شاہی قلعہ ہے تو اسلام آباد میں لوک ورثہ میوزیم ہے۔

میرا دوست:وہ تو ٹھیک ہے لیکن لاہور ایک تاریخی شہر ہے جہاں ہمارے اباء و اجداد اور قومی قائدین کے ترکے موجود ہیں جو اسلام آباد میں نہیں ہیں اس کے علاوہ وہاں علامہ اقبال کا مزار ہے جہاں ہم لوگ فاتحہ خوانی کرنا چاہتے ہیں۔

میں:لاہور میں اباء و اجداد کے ترکے کبھی تھے۔اب تو کچھ چیزیں انگریز اڑا کر لے گئے ہیں اور کچھ پاکستانی حکومت نے مختلف عجائب گھروں میں رکھوا دی ہیں۔اس لیے بہتر یہی ہو گا کہ آپ اسلام آباد کا رخ کریں اور وہاں کے عجائب گھروں میں ان چیزوں کو دیکھ لیں۔

میرا دوست:مینارِ پاکستان،شاہی قلعہ اور مزارِ اقبال تو کسی عجائب گھر میں نہیں رکھا گیا ناں۔پرانی تاریخی مساجد،کالجوں کی عمارتیں اور انار کلی بازار جیسے تاریخی بازار ابھی تک جوں کے توں ہیں۔اس لیے یہ عجائب گھروں والی منطق بے فائدہ ہے۔

میں:ان عمارتوں کی اہمیت اپنی جگہ لیکن اسلام آباد میں حکومتی عمارتیں،پارلیمنٹ ہاؤس،کنونشن سنٹر،سین ٹورس،بے شمار یونیورسٹیاں،دامنِ کوہ اور پیر سوہاوہ جیسے بلند مقامات موجود ہیں جن کا حسن قابلِ دید ہے۔میرا کہنا مانو اور اسلام آباد کا رخ کرو۔

میرا دوست:جناب ہمیں تاریخی عمارات کا دورہ کرنا ہے۔جدید عمارات کا نہیں اور جہاں تک قابلِ دید حسن والی بات ہے تو یہ کام اگلے سال بھی ہو سکتا ہے۔اس لیے ہم اس دفعہ لاہور ہی جا رہے ہیں اور آپ بطور گائیڈ ہمارے ہمراہ جائیں گے۔

میں:اچھا ٹھیک ہے لیکن تمھیں میرے ساتھ بازار جانا ہو گا۔کچھ خریداری کرنی ہو گی کیونکہ لاہور میں مہنگائی بہت زیادہ ہے۔

میرا دوست:میں تیار ہوں۔جب جانا ہو،مجھے اطلاع کر دینا۔

مکالمے کا عنوان: ________________

الفاظ کی تعداد:۔ حاصل کردہ نمبر:۔ دستخط استاد

کزن کے ساتھ پاکستان کے شمالی علاقوں کی سیر کرنے کے بارے میں والد کے ساتھ مکالمہ۔(اکتوبر، نومبر:2010)

میں:ابو اگلے ہفتے چھٹیاں ہو رہی ہیں۔دوست چاہتے ہیں کہ وادی ہنزہ کی سیر کی جائے۔میں بھی ان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔

ابو:وادی ہنزہ،جو گلگت اور بلتستان کے علاقوں میں واقع ہے،اس کی بات کر رہے ہو؟

میں:جی میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔آپ نے مستنصر حسین تارڑ کے سفر نامے میں اس کی خوبصورتیوں کے بارے میں پڑھا ہو گا۔

ابو:ہاں پڑھا تو ہے۔لیکن ان علاقوں میں تو سخت سردی اور برف باری ہوتی ہے۔آپ لوگ اس موسم کی شدت کو برداشت نہیں کر پائیں گے۔

میں:نہیں ابو!ابھی یہاں گرمیوں کا موسم ہے،ہنزہ میں ان دنوں سردی کی شدت میں اچھی خاصی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

ابو:کمی کے باوجود سردی ہمارے علاقوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور اکثر لوگ وہاں کی سیر وسیاحت کے دوران سخت بیمار پڑ جاتے ہیں۔آپ لوگ کسی اور جگہ چلے جائیں۔یہی مناسب ہے۔

میں:نہیں ابو ایسا نہیں ہو گا۔ہم گرم کپڑے اور ضروری ادویات وغیرہ اپنے ساتھ لے کر جائیں گے۔سردی میں باہر نکلنے سے گریز بھی کریں گے۔احتیاط کرنے کی بدولت ہمیں کسی نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

ابو:سننے میں آیا ہے کہ وہاں کے حالات ٹھیک نہیں ہیں کیوں کہ وہاں کی زیادہ تر آبادی شیعہ،آغا خانی اور اسماعیلی لوگوں کی ہے۔ان سب کے اہل سنت کے ساتھ تنازعات کھڑے ہوتے رہتے ہیں اور لڑائیاں بھی ہوتی ہیں۔

میں:جی ابو وہاں واقعی شیعہ،اسماعیلی اور آغا خانی لوگوں کی آبادی زیادہ ہے لیکن ان کا مذہبی رجحان لڑائی جھگڑے پر نہیں بلکہ امن و آشتی پر مبنی ہے۔وہاں کبھی بھی مسلکی بنیادوں پر ہاتھا پائی اور قتل وغارت نہیں ہوئی کیونکہ وہ لوگ امن پسند ہیں۔

ابو:وہاں کے مذہبی لوگ امن پسند ہوں گے لیکن مسافروں کو لوٹنے اور سیاحوں کا سامان چرانے والے تو ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔آپ لوگ ابھی بچے ہو اور اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتے۔اس لیے وہاں جانے کا خطرہ نہیں مول لینا چاہیے۔

میں:نہیں ابو!وہاں کے لوگ انتہائی خوش اخلاق اور مہمان نواز ہیں۔وہاں سیاحوں کو لوٹنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ وہاں جرائم کی شرح کم ہے۔

ابو:وادی ہنزہ کا سفر بہت زیادہ ہے،میں نے سنا ہے وہاں پہنچنے میں دو دن لگ جاتے ہیں۔آپ لوگوں کی چھٹیاں محض دس ہیں۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ اپنا ارادہ ملتوی کر دو اور کسی دوسرے شہر کا رخ کرو۔

میں:ہمیں زیادہ سفر نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ میرے ایک دوست کے والد صاحب آرمی میں ہیں۔وہ ایک ایسے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ ہیں جو راولپنڈی سے گلگت تک آرمی کو سامان فراہم کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ہم ان کی مدد سے جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔

ابو:وہ تو ٹھیک ہے لیکن وہاں کے لوگ اپنی مقامی زبان بولتے ہیں جب کہ آپ لوگوں کو وہ زبان بولنا نہیں آتی۔اس لیے وہاں آپ کے لیے جگہ جگہ مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں۔اس لیے مشکلات میں پڑنے کے بجائے کسی آسان جگہ کا رخ کر لو۔یہی بہتر رہے گا۔

میں:ابو وہاں کے لوگ اردو زبان سمجھتے ہیں اور بولتے بھی ہیں۔ہمارے لیے وہاں زبان کی وجہ سے کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔

ابو:اچھا پھر ٹھیک ہے۔ضروری سامان اپنے بریف کیس میں ابھی سے جمع کر لو تاکہ عین وقت پر کسی چیز کی کمی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

میں:(خوشی سے)جی ٹھیک ہے۔

مکالمے کا عنوان: ______________________________

الفاظ کی تعداد:۔ حاصل کردہ نمبر:۔ دستخط استاد

گھر میں پارٹی کرنے کے بارے میں والدہ کے ساتھ مکالمہ۔(مئی،جون:2013)

میں: میرا سب مضامین میں اے سٹار آیا ہے۔اس لیے میں سوچ رہا ہوں کہ اپنے دوستوں کو پارٹی کے لیے کل اپنے گھر بلاؤں۔

امی:پارٹی تو ٹھیک ہے لیکن اس کے لیے دوستوں کو گھر پر بلانا مناسب نہیں ہو گا۔

میں:گھر بلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہ نیا گھر ابھی تک میرے دوستوں نے نہیں دیکھا۔اسی بہانے وہ گھر دیکھ لیں گے۔

امی:پارٹی میں موسیقی ہو گی اور آپ لوگ غل غپاڑہ کرو گے جس کی وجہ سے گھر کا سارا نظام تہس نہس ہو جائے گا اور اہلِ محلہ کے آرام میں بھی خلل واقع ہو گا۔اس لیے بہتر ہے کہ آپ ایسی جگہ پارٹی کرو جو رہائشی علاقہ نہ ہو۔

میں:نہیں امی جان ایسا نہیں ہو گا۔موسیقی ہم چلائیں گے ہی نہیں اور اگر چلائی بھی تو اس کی آواز مناسب ہو گی۔

امی:آپ کے ابو رات کو تھکے ہارے ہوئے گھر آتے ہیں۔اگر آپ پارٹی کرتے رہیں گے تو ان کے آرام میں خلل ہو گا جس کی وجہ سے وہ سو نہیں پائیں گے۔

میں:ہم زیادہ دیر تک پارٹی جاری نہیں رکھیں گے۔میرے دوست دور سے آئیں گے اس لیے انہیں بھی جلد واپس پہنچنا ہو گا۔وہ لوگ جلد واپس چلے جائیں گے تو کسی کے آرام میں خلل واقع نہیں ہو گا۔

امی:اس سے بے شمار برتن گندے ہوں گے۔کمرے کا قالین بھی خراب ہو جائے گا اور کچھ بعید نہیں کہ چیزیں ٹوٹ پھوٹ جائیں۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ گھر کے بجائے باہر پارٹی کا انتظام کرو تا کہ وہاں یہ خدشات نہ ہوں۔

میں:پارکوں میں ایسی پارٹیاں کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا اور اگر کسی ہوٹل میں کریں گے تو وہ اس کے اچھے خاصے پیسے وصول کریں گے۔اس لیے ہم باہر ایسی پارٹی نہیں کر سکتے۔

امی:پارکوں میں اکثر نوجوان گروہوں کی شکل میں جاتے ہیں اور سبزے میں کسی بھی جگہ کھانا پینا اور کھیلنا کودنا شروع کر دیتے ہیں۔آپ بھی کسی ایسے ہی پارک میں چلے جائیں جس کا رقبہ زیادہ ہو اور آپ لوگوں کو با آسانی جگہ مل جائے۔

میں:امی ایک آدھ گھنٹے کی تو بات ہے۔یہاں پارٹی ہو گی تو مجھے صرف انتظامات کرنے ہوں گے۔اگر پارک میں پارٹی کرنے کی نوبت آئی تو دوستوں کو لانے اور لے جانے کا انتظام بھی کرنا ہو گا اور یہ میرے لیے بہت مشکل ہو گا۔

امی:اچھا پھر ایک شرط پر اجازت مل سکتی ہے کہ کوئی چیز ٹوٹنے نہ پائے،قالین خراب نہ ہونے پائے،موسیقی کی زیادہ آواز نہ ہو اور پارٹی رات گئے تک جاری نہیں رہنی چاہیے۔اگر ایسا ہو سکتا ہے تو ٹھیک ورنہ پارٹی باہر ہی کرنی پڑے گی۔

میں:جی بالکل ہماری طرف سے کسی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

امی:ایک اور بات،مجھے شاید یاد نہ رہے لیکن آپ کام والی آپا جی کو بتا دینا کہ وہ پرسوں چھٹی نہ کریں کیونکہ آپ لوگوں کی پارٹی کی وجہ سے ان کا کام زیادہ ہو جائے گا۔اگر وہ چھٹی کریں گی تو مسئلہ گھمبیر ہو جائے گا۔

میں:جی امی میں کہہ دوں گا۔اب مجھے نیند آ رہی ہے۔شب بخیر

مکالمے کا عنوان: ____________________

الفاظ کی تعداد کل نمبر دستخط استاد مع تاریخ

موبائل فون خریدنے کے لیے والد کے ساتھ مکالمہ۔(مئی،جون:2015)

میں:۔ ابو جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایک موبائل فون خرید دیں۔ مجھے اپنی پڑھائی کے لیے موبائل کی سخت ضرورت ہے۔

ابو:۔ پڑھائی کا موبائل سے کیا تعلق؟ وضاحت کریں گے آپ؟

میں:۔ جی ابو! بازار می دستیاب کتب بہت مہنگی ہیں۔ جب کہ موبائل میں ان تمام کتب کو انسٹال کر کے مفت پڑھا جا سکتا ہے۔ ہمارے معاشی حالات اتنے اچھے نہیں ہیں کہ ہم سب کتابیں بازار سے خرید سکیں اس لیے یہی بہتر محسوس ہو رہا ہے کہ ایک ہی دفعہ موبائل خرید کر سب کتب اس میں انسٹال کر لی جائیں۔

ابو:۔ یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے کیونکہ آپ کو جن کتب کی ضرورت ہے وہ سب آپ کے اسکول کی لائبریری میں موجود ہیں۔ بوقتِ ضرورت آپ وہاں سے کسی بھی کتاب کا اجرا کروا سکتے ہیں۔ اس کے لیے موبائل فون بالکل ضروری نہیں ہے۔

میں:۔ ابو! لائبریری میں ہر کتاب کا صرف ایک نُسخہ ہوتا ہے اور اکثر اوقات وہ کسی نہ کسی کے نام پر جاری ہو چکا ہوتا ہے۔ ہر طالب علم اس سے استفادہ نہیں کر سکتا۔

ابو:۔ اگر ایسا ہے تو پھر آپ کمپیوٹر میں وہی کتابیں انسٹال کر لیں۔ میں آپ کو موبائل لے کر دینے کے حق میں بالکل نہیں ہوں۔

میں:۔ ابو جان آپ کی بات بالکل درست ہے لیکن موبائل فون کی مدد سے میں اپنے دوستوں اور گھر والوں کے ساتھ ہمیشہ رابطے میں رہ سکوں گا۔ میرے تمام ہم جماعتوں نے اسی غرض سے موبائل فون خرید لیے ہیں۔

ابو:۔ اپنے ہم جماعتوں کو میرا موبائل نمبر یا گھر کا فون نمبر دے دو۔ وہ اسی پر آپ سے رابطہ کر سکیں گے۔ جہاں تک گھر والوں کے ساتھ رابطے کا تعلق ہے تو ہمارے پاس آپ کے اسکول کا فون نمبر ہے، بوقت ضرورت ہم خود اس پر رابطہ کر لیا کریں گے۔

میں:۔ لیکن ابو میں پڑھائی سے فارغ ہونے کے بعد موبائل فون پر سماجی رابطے کی ویب سائٹوں سے معلومات اکٹھی کر سکوں گا اس کے علاوہ میں موبائل فون پر دلچسپ گیموں سے بھی لطف اندوز ہو سکوں گا۔

ابو:۔ آپ سماجی رابطے کی ویب سائٹوں کو گھر کے کمپیوٹر پر بھی چلا سکتے ہیں اور جہاں تک موبائل فون کی گیموں کا سوال ہے، اس کی بھی آپ کو اجازت نہیں دی جا سکتی کیونکہ اس طرح آپ زیادہ وقت موبائل فون کے ساتھ مصروف رہیں گے اور اس کے نتیجے میں آپ کا وقت ضائع ہو گا، صحت خراب ہو گی اور خرچا بڑھ جائے گا۔

میں:۔ نہیں ابو میں صرف فارغ اوقات میں ہی موبائل فون استعمال کروں گا۔ پڑھائی کا ضیاع، صحت کی خرابی اور موبائل کے اخراجات کے بڑھنے جیسے مسائل پیدا ہی نہیں ہوں گے۔

ابو:۔ نہیں بیٹا:۔ ابھی آپ موبائل سے دور ہی رہیں کیونکہ میں نے حال ہی میں ایک تحقیق پڑھی ہے جس کے مطابق موبائل فون کی وجہ سے ذہنی تناؤ میں اضافہ، نیند کی کمی اور دیگر اعصابی مسائل جنم لے رہے ہیں۔

میں:۔ لیکن ابو موبائل فون میرے ہم جماعتوں کے پاس بھی موجود ہے۔ میرے پاس نہیں ہو گا تو ان کی نظر میں میری اہمیت کم ہو جائے گی۔

ابو:۔ اپنے ہم جماعتوں کی نظر میں عزت بنانے کے لیے آپ کو موبائل فون کی نہیں بلکہ پڑھائی میں سب سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے یہ مَنطق بھی کام نہیں کرے گی۔

میں:۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ میری صرف ایک چھوٹی سی خواہش پوری نہیں کرنا چاہتے۔

ابو:۔ اگر آپ اپنی اس ایک خواہش کو بروقت دبا لیں گے تو زندگی بھر اس فیصلے پر خوشی محسوس کریں گے۔ فی الحال اپنی توجہ پڑھائی پر مرکوز رکھیں۔

میں:۔ جی ابو۔ جیسے آپ کا حکم۔

مکالمے کا عنوان: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

موسیقی کے ایک مقابلے میں شرکت کرنے کے لیے والد کے ساتھ مکالمہ۔(مئی،جون:2016)

میں:۔ابو جان آپ مجھے اکیڈمی سے ایک ہفتے کے لیے چھٹی دلوا دیں۔

ابو:۔ چھٹی؟ کیوں؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟

میں:۔جی ابو طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔ دراصل ہمارے اسکول میں موسیقی کا ایک مقابلہ ہو رہا ہے اور مجھے اس کی تیاری کے لیے وقت چاہیے۔

ابو:۔ موسیقی کے مقابلے کے لیے آپ پورا ایک ہفتہ پڑھائی چھوڑنا چاہتے ہیں؟ نہیں! میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔

میں:۔ابو! پڑھائی چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ اکیڈمی سے چھٹی لینا چاہتا ہوں۔ اسکول جاتا رہوں گا۔اس طرح پڑھائی بھی جاری رہے گی۔

ابو:۔ آپ کے امتحانات انتہائی قریب ہیں اس لیے آپ اپنا سارا وقت اپنی پڑھائی پر صرف کریں۔ موسیقی کے مقابلے کو ذہن سے نکال دیں۔

میں:۔ابو جی! سارا سال پڑھائی کر کر کے اب میں اکتاہٹ محسوس کر رہا ہوں۔اس پروگرام میں جاؤں گا تو تفریح ملے گی اور ذہن ہلکا ہاجائے گا۔

ابو:۔ ذہن ہلکا نہیں خالی ہو جائے گا۔ایسے پروگراموں میں شراب اور دیگر منشیات کا بہت استعمال ہوتا ہے۔اس لیے میں نہیں چاہتا کہ آپ کو بھی ان کی لت لگ جائے اور آپ اپنی زندگی برباد کر بیٹھیں۔

میں:۔ابو جان! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسکول انتظامیہ منشیات وغیرہ کو داخلی دروازے پر ہی پکڑ لیتی ہے۔کوئی نشہ آور چیز اندر نہیں پہنچ سکتی۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو بھی میں ایسا کوئی کام نہ کرتا جس سے آپ کی عزت پر حرف آئے۔

ابو:۔ آج کل بہت زیادہ بم دھماکے ہو رہے ہیں۔ان حالات میں آپ کا زیادہ دیر گھر سے باہر رہنا کسی خطرے سے خالی نہیں ہے۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ موسیقی کے اس پروگرام میں شریک ہونے کا خیال ذہن سے نکال دیں۔

میں:۔ابو جان! ہمارے اسکول کے باہر ہر وقت فوج کے جوانوں کا سخت پہرہ ہوتا ہے۔کوئی دہشت گرد اندر نہیں آسکتا۔

ابو:۔وہ تو ٹھیک ہے لیکن موسیقی کے تمام پروگراموں میں مرد وزن کا اختلاط ہوتا ہے جس سے بچوں کے کردار داغ دار ہو سکتے ہیں۔اس لیے میں آپ کے معاملے میں ایسا کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا۔

میں:۔ابو جان لڑکیوں کا پروگرام ان کے کیمپس میں ہو گا اور ہمارا ہمارے کیمپس میں ہو گا۔نہ وہ ہماری طرف آسکیں گی اور نہ ہی ہمیں ان کے کیمپس میں جانے کی اجازت ہو گی۔

ابو:۔ جن لڑکوں کے ساتھ آپ موسیقی کے پروگرام کی تیاری کے لیے وقت مانگ رہے ہیں، ان کے بارے میں بھی تو میں کچھ نہیں جانتا۔ ممکن ہے ان کا اخلاق اور کردار اچھا ہو اور ممکن ہے وہ اچھے لوگ نہ ہوں اور ان میں رہ کر آپ بھی بگڑ جائیں۔

میں:۔ میرے سب دوست اچھے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی بگڑا ہوا نہیں ہے۔ آپ یہ خوف بھی رفع کر دیں۔

ابو:۔اگر آپ مقابلے میں شریک ہوں گے تو آپ اس کے لیے مجھ سے نئے اور مہنگے کپڑوں کا مطالبہ بھی کریں گے جب کہ اس ماہ ہمارے مالی حالات اتنے اچھے نہیں ہیں کہ اضافی اخراجات برداشت کر سکیں۔

میں:۔ نہیں ایسا بھی نہیں ہو گا۔ آپ نے عید کے لیے مجھے جو سوٹ دلوایا تھا وہی سوٹ میں مقابلے میں پہن لوں گا۔

ابو:۔اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ کو میری طرف سے اجازت ہے۔میں کل آپ کی اکیڈمی کے پرنسپل سے بات کروں گا۔

مکالمے کا عنوان: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

اپنے علاقے کے یوتھ کلب میں شامل ہونے کے لیے والدین کے ساتھ مکالمہ (اکتوبر، نومبر: 2017)

امی: آج آپ تاخیر سے کیوں آئے ہیں؟ اسکول دو بجے بند ہو جاتا ہے اور اس وقت چار بج رہے ہیں۔

میں: اسکول کے بعد میں یوتھ کلب کے سیمینار میں چلا گیا تھا۔ سیمینار تاخیر سے ختم ہوا تھا اس لیے گھر تاخیر سے پہنچا ہوں۔

امی: آپ اس سیمینار میں کیا کرنے کے لیے گئے تھے؟

میں: امی جان میں یوتھ کے بارے میں جاننا چاہتا تھا اس لیے گیا تھا اور اب میں ان کی ٹیم میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

امی: آپ کو چاہیے کہ آپ اسکول سے سیدھے گھر واپس آئیں اور اپنی توجہ محض پڑھائی پر مرکوز رکھیں۔ اس طرح کے کسی بھی کلب یا سیمینار میں شریک ہونا آپ کی تعلیم کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

میں: نہیں امی جان! ایسی بات نہیں ہے۔ یوتھ کلب میں اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ شریک ہوتے ہیں اور ان کے حلقہ احباب میں اضافہ ہوتا ہے۔

امی: بیٹا! یوتھ کلب آپ کو تعلیمی ذمہ داریوں سے لاپرواہ کر دے گا اور آپ کو ان کاموں میں الجھا دے گا جن کا آپ کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہے۔

میں: نہیں امی جان! کلب کی طرف سے صرف ایسی سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاتا ہے جن کے ذریعے تمام ممبران اپنے مفید مشاغل سے دوسروں کو آگاہ کر سکیں۔ آج کے سیمینار میں وہ طلبہ کلب کی نمائندگی کر رہے تھے جنھیں پودے لگانے کا شوق ہے۔

امی: ان طلبہ میں ایسے لوگ بھی موجود ہوں گے جو اچھے کردار کے حامل نہیں ہیں۔ اگر آپ اس طرح کے کلب کا حصہ بنو گے تو آپ کے بگڑنے کا خدشہ بھی ہو سکتا ہے۔

میں: کلب میں ایسے لوگوں کو شامل ہی نہیں کیا جاتا ہے جن سے کلب کے دیگر طلبہ کے کام یا ان کے کردار کے متاثر ہونے کا خدشہ ہو۔ اگر کوئی کارکن کسی نازیبا حرکت کا مرتکب ہو تو اس کو فوری طور پر کلب سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

امی: اگر آپ یوتھ کلب میں شامل ہو جاؤ گے تو پھر اپنا اضافی وقت اس کلب کی سرگرمیوں میں ہی صرف کر دو گے۔ والدین اور گھر کے دیگر بزرگوں کے ساتھ آپ کا رابطہ متاثر ہو جائے گا۔

میں: امی جان! کلب کی طرف سے ہر پروگرام میں کارکنوں کے والدین اور بزرگوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ اس لیے یوتھ کلب میں شمولیت سے مجھے زیادہ لوگوں کے والدین اور بزرگوں سے ملنے اور ان کی مجالس سے استفادہ کرنے کا موقع ملے گا۔

امی: آپ کی باتوں سے تو یہی محسوس ہو رہا ہے کہ یوتھ کلب میں شمولیت آپ کی تعلیم اور دیگر معاملات پر منفی اثرات مرتب نہیں کرے گی۔ اس کے باوجود اس کلب کے ایک سیمینار میں آپ مجھے بھی ساتھ لے کر جانا تاکہ مجھے تسلی ہو سکے۔

میں: جی امی جان کیوں نہیں! اگلے اتوار استعمال شدہ چیزوں کو دوبارہ قابلِ استعمال بنانے کے حوالے سے اس کلب کا ایک سیمینار منعقد ہو رہا ہے۔ میں آپ کو اپنے ساتھ ضرور لے جاؤں گا۔

مکالمے کا عنوان: ________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

قلمی دوست کو دعوتِ قیام دینے کے لیے والدین کے ساتھ مکالمہ (مئی،جون:2018)

میں:ابو جان !کراچی سے میرا ایک دوست لاہور کی سیر و سیاحت کے لیے آرہا ہے اور میں نے اس کو اپنے گھر میں قیام کرنے کی دعوت دی ہے۔

ابو:کراچی میں آپ کا کون سا دوست ہے ؟میں آپ کے سب دوستوں کو جانتا ہوں۔ آپ نے اس کے بارے میں کبھی نہیں بتایا۔

میں:ابو جان یہ میرا قلمی دوست ہے۔ ہمارا رابطہ خط و کتابت کے ذریعے ہوتا ہے۔

ابو:قلمی دوستی کی حد تک تو ٹھیک ہے بیٹا جی۔۔۔ لیکن گھر میں کسی اجنبی کو قیام کی دعوت دینا مناسب نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ وہ کسی گیسٹ ہاؤس یا ہوٹل میں قیام کرے۔

میں:ابو جان !وہ میری ہی طرح اولیول کا طالب علم ہے اور وہ اکیلا نہیں آرہا ہے بلکہ اس کے اسکول کی طرف سے طلبہ کے لیے سیاحتی دورے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔اس کے ساتھ آنے والے لوگ ایک گیسٹ ہاؤس میں ہی قیام کریں گے۔

ابو:اگر باقی تمام طلبہ گیسٹ ہاؤس میں قیام کریں گے تو آپ کے دوست کو بھی ان کے ہمراہ قیام کرنا چاہیے۔

میں:اگر وہ رات میں گیسٹ ہاؤس میں قیام کرے گا اور دن میں سیاحت کرے گا تو پھر وہ میرے ساتھ وقت نہیں گزار سکے گا۔اس لیے میں نے اس کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی ہے تاکہ ہم دونوں دوست بھی ایک ساتھ وقت گزار سکیں۔

ابو:اگر وہ اپنے اسکول کے طلبہ کے ساتھ قیام کرنے کے بجائے آپ کے ہاں قیام کرے گا تو اسکول کی طرف سے اس کی شکایت اس کے والدین کو کردی جائے گی اور پھر اس کے والدین اس پر خفا ہوں گے۔

میں:ایسا نہیں ہوگا ابو جان۔ کیونکہ وہ اپنے والدین سے میرے ہاں رہنے کی اجازت لے کر آرہا ہے۔اس کی امی مجھ سے بات کرچکی ہیں اور وہ مطمئن ہیں۔

ابو:ہمارے پاس ایک ہی گاڑی ہے اور اگر آپ کا دوست آپ کے ساتھ قیام کرے گا تو یقیناً اس کو لانے اور لے جانے کے لیے آپ گاڑی استعمال کریں گے۔اس کے نتیجے میں گھر کے کاموں میں خلل واقع ہوگا۔

میں:ابو جان آپ اس کی بھی فکر نہ کریں کیونکہ آنے اور جانے کے لیے وہ "اوبر" کی گاڑی استعمال کرے گا۔گھر کی گاڑی استعمال نہیں کی جائے گی۔

ابو:چلو ٹھیک ہے۔اگر اس کی وجہ سے کسی دقت کا امکان نہیں ہے تو آپ اس کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔میری طرف سے اس کی اجازت ہے۔

میں:بہت بہت شکریہ ابو جان۔

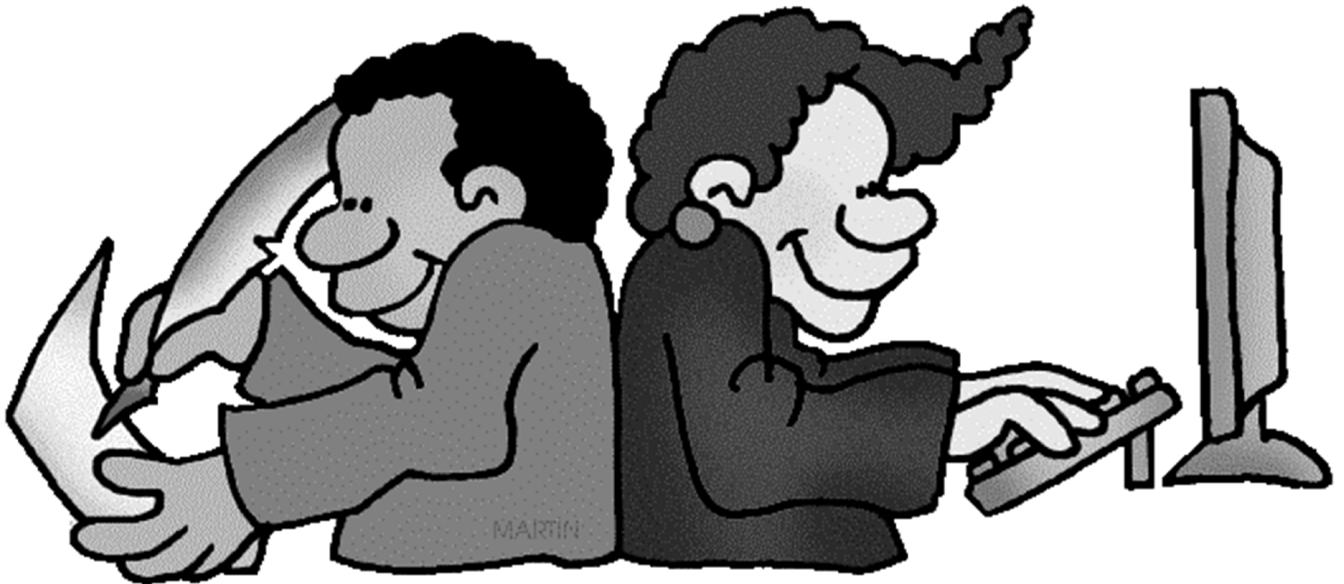
مکالمے کا عنوان: ____________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

خط نویسی

مواد کے نمبر:5۔زبان کے نمبر:15۔کل نمبر:20

مطلوب الفاظ کی تعداد:200تا250



اس سوال میں کل مارکس حاصل کرنے کا طریقہ

اہم اصطلاحات

مکتوب (خط)	کاتب (خط لکھنے والا)	مکتوب الیہ (جس کو خط لکھا جائے)	مقصدِ کتابت (خط کا مقصد)

مثال:۔ نبی ﷺ نے بادشاہوں کے نام خطوط لکھ کر ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس مثال میں نبی ﷺ کاتب، آپ ﷺ کے حکم سے لکھے گئے خطوط مکاتیب اور وہ بادشاہ جن کے نام خطوط لکھے گئے تھے، **مکاتیب الیھم** (مکتوب الیہ کی جمع) ہیں۔ ان خطوط کا مقصدِ کتابت اسلام کی دعوت دینا تھا۔

خطوط کی اقسام

بنیادی طور پر خط کی دو اقسام ہیں۔ (1) رسمی خط۔ (2) غیر رسمی خط۔

وہ خط جو کسی رشتہ دار یا دوست کے نام لکھا جائے، غیر رسمی خط کہلاتا ہے۔ مثلاً؛ ابو کے نام خط، امی کے نام خط، چچا کے نام خط، بھائی کے نام خط، دوست کے نام خط، باجی کے نام خط، خالہ کے نام خط، ماموں کے نام خط، دادا کے نام خط، نانا کے نام خط وغیرہ

وہ خط جو کسی محکمے کے ذمہ دار کے نام لکھا جائے، رسمی خط کہلاتا ہے۔ مثلاً؛ تھانے دار کے نام خط، بینک مینیجر کے نام خط، علاقہ کے کونسلر کے نام خط وغیرہ

خط نویسی کا خاکہ

کاتب کا پتہ	تاریخ	مکتوب الیہ کا لقب	السلام علیکم	ابتدائیہ	نفسِ مضمون	اختتامیہ	کاتب کا نام

اولیول میں خط کے سوال کی نوعیت

اولیول میں خط کے سوال کے 20 مارکس ہیں۔ امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ اس کا لکھا ہوا خط کم از کم 200 الفاظ اور زیادہ سے زیادہ 250 الفاظ پر مشتمل ہو۔

خط لکھنے کا طریقہ

1. پہلی سطر کے دائیں کونے میں کاتب اپنا پتہ لکھے۔ پتہ لکھتے ہوئے علامتِ وقفہ کے ذریعے دو ناموں میں فرق پیدا کرے۔ مثلاً:۔ مکان نمبر، گلی نمبر، محلہ / سیکٹر / گاؤں کا نام، تحصیل کا نام، ضلع کا نام۔
2. اگلی سطر میں تاریخِ کتابت لکھی جائے اور تاریخ لکھتے ہوئے عربی کے حروفِ عددی استعمال کریں۔ پہلے تاریخ پھر مہینے کا نام اور پھر سال لکھیں۔ جیسے:۔ ۳ دسمبر ۲۰۱۴ء
3. اگلی سطر کے درمیان میں القاب و آداب تحریر کریں۔ رسمی خط میں "محترمی و مکرمی" لکھیں۔ غیر رسمی خط میں "پیارے ابو جان، پیاری امی جان، پیارے دوست، پیارے چچا جان، پیارے بھائی جان وغیرہ" لکھیں۔
4. اگلی سطر کے شروع میں دائیں جانب **السلام علیکم!** لکھیں۔
5. اس کے بعد خط کا ابتدائیہ دو یا تین سطروں میں لکھیں۔ ابتدائیہ میں اپنے احوال لکھیں اور دوسرے کے احوال کے بارے میں پوچھیں۔
6. نیا پیرا شروع کر کے اس میں نفسِ مضمون (خط کا مقصد و مدّعا) تفصیل سے لکھیں۔ اس حصے میں اس موضوع پر کھُل لکھیں جو آپ کے خط لکھنے کا محرک ہے۔ اگر موضوع زیادہ طویل نہ ہو تو ایک ہی پیرے میں نفسِ مضمون ختم کر دیں۔ اگر موضوع طویل ہو تو زیادہ پیرایوں کی تعداد بڑھائی جا سکتی ہے۔
7. اگلے پیرے میں اختتامیہ لکھیں۔ غیر رسمی خط کے اختتامیہ میں نیک تمناؤں کا اظہار، چھوٹوں کو پیار اور بڑوں کو سلام پیش کیا جاتا ہے۔ رسمی خط کے اختتامیہ میں متعلقہ افسر سے متعلق امید ظاہر کی جاتی ہے کہ وہ خط میں پیش کی گئی تشویش سے متعلق کوئی قدم اٹھا کر مسئلہ کا ازالہ کرے گا۔
8. آخر میں کاتب اپنا نام لکھتا ہے۔ غیر رسمی خط میں اپنا نام لکھنے سے پہلے "آپ کا بیٹا، تمہارا دوست" وغیرہ لکھیں۔ رسمی خط میں اپنا نام لکھنے سے پہلے "خیر اندیش" یا "دعا گو" لکھیں۔

سال گرہ کے تحفے کا شکریہ ادا کرنے کے لیے چچا کے نام خط (مئی،جون:2012،2005)۔

کاتب کا پتہ: ____________

____

____

تاریخ ____________

القاب و آداب: ____________

ابتدائیہ / احوال: ____________

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____________

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اختتامیہ: ____________________

آپ کا / تمھارا:

نام: ____________________

نمونے کا ایک خط

محترم و مکرم چچا جان!

السلام علیکم۔میں خیریت سے ہوں اورامید واثق ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔

آپ جانتے ہیں کہ مجھے اپنے خاندان میں سب سے زیادہ آپ اچھے لگتے ہیں اور میری ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ خوشی کے ہر موقع پر آپ میرے ساتھ ہوں۔لیکن افسوس کہ اس دفعہ آپ میری سال گرہ کی تقریب کے موقع پر موجود نہیں تھے۔چچی جان بتا رہی تھیں کہ آپ کاروبار کے سلسلے میں بیرون ملک جا چکے تھے اس لیے سالگرہ میں شریک نہ ہو سکے۔آپ کو چاہیے تھا کہ میری سالگرہ کو اپنے کاروباری امور پر ترجیح دیتے۔

چچی جان کے ذریعے آپ نے میری سال گرہ کے موقع پر جو گھڑی بطور تحفہ ارسال کی ہے وہ مجھے مل چکی ہے۔یہ گھڑی بہت ہی خوب صورت اور دیدہ زیب ڈیزائن میں بنائی گئی ہے۔اس میں نمبروں کی جگہ مختلف رنگوں کے موتی جڑے ہوئے ہیں۔ گھڑی کی تینوں سوئیاں بھی الگ الگ رنگ کی ہیں۔میری جماعت میں متعدد طلبہ کی کلائیوں میں بیش قیمت اور خوبصورت گھڑیاں دیکھنے کو ملتی ہیں لیکن اس گھڑی کے امتیازی اوصاف کسی اور کی گھڑی میں نہیں ہیں۔اس کی تیز ٹارچ بجلی بند ہونے پر بلب کی طرح روشن ہوتی ہے اور اس کی روشنی میں میرے لیے مطالعہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔اس تحفے پر میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا ممنون ہوں۔سال گرہ کی تقریب میں دیگر لوگ بھی مختلف اقسام کے تحائف لائے تھے لیکن یہ ان میں ممتاز ترین ہے۔آپ جانتے ہیں کہ مجھے خطّاطی اور مصوری کا بہت شوق ہے۔ اس گھڑی کے بدلے میں آپ کے لیے میں نے بھی مصوّری کا ایک فن پارہ تیار کر کے رکھا ہے۔آپ جب ہمارے ہاں چکر لگائیں گے تو آپ کیخدمت میں پیش کروں گا۔امید ہے کہ آپ کو بہت پسند آئے گا۔ چچی جان اور مشتاق بھائی کو میری طرف سے سلام کہیے اور تمام بچوں کو میری طرف سے ڈھیر سارا پیار دیجیے۔ابھی میرے مطالعہ کا وقت شروع ہوا چاہتا ہے۔آپ کے آنے پر آپ سے تفصیلی گفتگو ہو گی۔اجازت چاہتا ہوں۔

آپ کا بھتیجا

ذوالقرنین

اپنے دوست/اپنی سہیلی کی سالگرہ میں شرکت نہ کر سکنے پر معذرت کرنے کے لیے خط۔(اکتوبر،نومبر:2006)

کاتب کا پتہ: ____________

____

____

تاریخ ____________

القاب و آداب: ____________

ابتدائیہ / احوال: ____________

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____________

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اختتامیہ:

آپ کا / تمھارا:

نام:

نمونے کا ایک خط

پیارے دوست!

السلام علیکم! میں خیریت سے ہوں اور امید واثق ہے کہ تم بھی خیریت سے ہوگے۔ تمھارا خط ملا جس میں تم نے میرے تمھاری سال گرہ پر نہ آنے کی سخت شکایت کی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ میں تمھیں نہ آسکنے کی وجہ سے آگاہ کر دوں۔ امید ہے کہ وجہ جان کر تمھاری ناراضی ختم ہو جائے گی۔

در اصل میں نے تمھاری سال گرہ میں آنے کے لیے مکمل تیاری کر رکھی تھی۔ اپنے لیے نیا سوٹ اور نئے بوٹ خریدے۔ تمھارے لیے ایک خوبصورت گھڑی بطور تحفہ بھی خرید رکھی تھی۔ میں دلی طور پر مطمئن تھا اور اس انتظار میں تھا کہ کب آپ کی سال گرہ کا وقت آئے اور ہم دونوں مل کر اس تقریب سے لطف اندوز ہوں۔ لیکن سال گرہ والے دن میرا چھوٹا بھائی چھت پر چڑھ کر پتنگ اڑانے لگا۔ قانونی طور پر پتنگ بازی ان دنوں ممنوع ہے لیکن بچے بھلا کسی کی سنتے ہی کب ہیں۔ ایک پتنگ کٹ کر ہماری چھت کے اوپر سے گزری تو وہ اس کو پکڑنے کے لیے دوڑا۔ اس دوران اس نے نیچے دیکھنے میں بے توجہی برتی جس کی وجہ سے اسے معلوم نہ ہو سکا کہ ہماری چھت کی حد ختم ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ چھت سے نیچے باہر گلی میں جا گرا۔ اس کے کندھے اور بائیں ٹانگ پر سخت چوٹیں آئیں اور ہم اسے فوراً ابتدائی طبی امداد دینے کے بعد قریبی ہسپتال لے گئے جہاں وہ اب تک زیرِ علاج ہے۔

یہی اک وجہ تھی کہ میں آپ کی سال گرہ کی تقریب میں شرکت نہ کر سکا۔ ورنہ آپ میرے قریبی دوست ہونے کے ناتے جان سکتے ہیں کہ میں اس خوشی کے موقع کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد آپ کا غصہ کافور ہو چکا ہو گا۔ آپ کے لیے خریدی گئی گھڑی ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کو پسند آئے گی۔ اپنے والدین کو میرا سلام کہنا اور چھوٹے بہن بھائیوں کو پیار دینا۔

دعا گو

آپ کا دوست

قلمی دوست کے ہاں قیام کرنے کی اطلاع دینے کے لیے خط۔ (مئی، جون: 2015، 2007، 2011)

کاتب کا پتہ: ____________

____

____

تاریخ ____________

القاب و آداب: ____________

ابتدائیہ / احوال: ____________

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____________

____

اختتامیہ:____

آپ کا/ تمھارا:

نام:________________________

نمونے کا خط

پیارے دوست!

السلام علیکم۔میں خیریت سے ہوں اورامید واثق ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔

ہماری قلمی دوستی کو ایک سال ہونے والا ہے۔لیکن اب وقت ہوا چاہتا ہے کہ ہم اس قلمی تعلق کو حقیقی تعلق میں تبدیل کریں۔جی ہاں!میں آپ سے ملنے اگلے اتواراسلام آباد آرہا ہوں۔میں صبح دس بجے والی ریل گاڑی کے ذریعے آؤں گا۔ریلوے اسٹیشن پر مجھے پہچاننے میں آپ کو کوئی دقت نہیں ہو گی کیونکہ میں آپ کا بھیجا ہوا تحفہ یعنی کالی جینزاور ٹی شرٹ میں ملبوس ہوں گا اور میرے ہاتھ میں ایک گندمی بیگ ہو گا۔میرا رنگ سانولا اور قد پانچ فٹ ہے۔سر کے بال چھوٹے چھوٹے ہیں۔

اس دوران ہم اسلام آباد کی سیر کریں گے اور اسلام آباد کی یونیورسٹیاں دیکھیں گے۔سب یونیورسٹیوں کا دورہ کرنا تو شاید ممکن نہ ہو پائے لیکن صفِ اوّل کی چند ایک یونیوسٹیوں میں ہم ضرور جائیں گے۔امید ہے کہ وہاں کے طلبہ و اساتذہ سے ملاقاتیں ہمارے لیے تعلیمی اعتبار سے مفید ثابت ہوں گی۔سننے میں آیا ہے کہ اسلام آباد میں سَین ٹورس نامی عالمی تجارتی مرکز قائم کیا گیا ہے جس میں بین الاقوامی معیارات کے مطابق اشیاء کی فروخت انتہائی مناسب داموں کی جاتی ہے۔اس کی بلندو بالا اور پر شکوہ عمارت کے چرچے بھی چہار سو ہیں۔ہم وہاں سے گرمیوں کے کچھ کپڑے خریدیں گے تاکہ معلوم ہو سکے کہ پاکستان کی عام مصنوعات اور بین الاقوامی معیار کی مصنوعات کی کوالٹی میں کیا فرق ہوتا ہے۔میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ اسلام آباد میں انجینئرنگ کے کسی طالب علم نے پانی سے چلنے والی گاڑی ایجاد کی ہے۔آپ کسی طرح اس طالب علم کا پتہ معلوم کر لیں اور اس سے رابطہ کریں۔میرا ارادہ ہے کہ ہم اس سے بھی ملاقات کریں۔حال ہی میں حکومت نے میٹرو بس کا نظام لاہور،راولپنڈی اور اسلام آباد میں متعارف کروایا ہے۔مجھے لاہور جانے کا موقع نہیں مل سکا البتہ اسلام آباد میں میٹرو بس پر سواری کرنا میرے لیے ممکن ہو جائے گا۔

میں آپ کے ہاں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ قیام کروں گا اور پھر واپس آجاؤں گا۔

اپنے والد محترم اور والدہ محترمہ کی خدمت میں میرا سلام پیش کرنا اور چھوٹے بہن بھائیوں کو میری طرف سے پیار کرنا۔میں نے آپ اور آپ کے تمام اہل خانہ کیلئے خوبصورت تحائف بھی لے رکھے ہیں جو بوقتِ ملاقات پیش کروں گا۔تفصیلی گفتگو ملاقات کے وقت ہو گی۔والسلام

آپ کا دوست

محمد عبداللہ

ٹی وی پروگرام کے پروڈیوسر کے نام خط۔(اکتوبر،نومبر: 2007)

کاتب کا پتہ: ________________

____

____

تاریخ ________________

القاب و آداب: ____________________________

ابتدائیہ / احوال: ____

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اختتامیہ: ____________

آپ کا / تمھارا:

نام: ____________

نمونے کا ایک خط

محترمی و مکرمی!

السلام علیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔میں آپ کے ٹی وی چینل کا مستقل ناظر ہوں اور عرصہ چھ سال سے آپ کے نشر کردہ پروگرام دیکھتا آیا ہوں۔ آپ کے ٹی وی چینل کے لیے کام کرنے والی ٹیم سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے جس سے آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ اس کا نوٹس لے سکیں اور مستقبل میں ایسی نشریات سے گریز کیا جاسکے۔

ہوا یوں کہ کل صبح 9 بجے آپ کے چینل پر بچوں کو سگریٹ نوشی سے خبردار کرنے کے لیے ایک دستاویزی فلم چلائی گئی جس میں بتایا گیا کہ سگریٹ نوشی سے نہ صِرف بڑی عمر کے لوگ متاثر ہو رہے ہیں بلکہ اب چھوٹے بچے بھی اس لعنت سے محفوظ نہیں ہیں۔یقیناً یہ ایک مفید دستاویزی فلم تھی لیکن اس میں تقریباً تیس ایسے بچوں کو دکھایا گیا جو سگریٹ نوشی کر رہے تھے۔اگر یہی فلم ہمارے بچے دیکھ لیں تو انہیں نہ صِرف یہ معلوم ہو گا کہ ان کی عمر میں سگریٹ نوشی کی جاسکتی ہے بلکہ وہ ایسی فلم دیکھ کر سگریٹ پینے کی مشق بھی کر سکیں گے۔میری رائے یہ ہے کہ فلم میں ان بچوں کو نہیں دکھانا چاہیے تھا اور اگر دکھانا لازمی تھا تو ان تمام بچوں کے چہروں کو دھندلا کر دکھانا چاہیے تھا۔اب ان تمام بچوں میں سے اگر کوئی بچہ راہِ راست پر آنا چاہے تو شاید اس کے لیے دقت ہو گی کیونکہ آپ کی نشر کردہ فلم کے ذریعے ان سب کی عزتِ نفس پہلے ہی اچھی خاصی مجروح ہو چکی ہے۔اگر ان کی شناخت صیغہ راز میں رکھتے ہوئے ان کے چہروں کو دھندلا کر کے دکھایا جاتا تو یقیناً ان کے سدھرنے کے لیے کوئی نہ کوئی طریقہ نکالا جاسکتا تھا۔فلم میں ایک جگہ کچھ بچوں کو سگریٹ نوشی کے ساتھ ساتھ منشیات کا استعمال کرتے ہوئے بھی دکھایا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ منشیات کہاں کہاں دستیاب ہیں۔میرے رائے میں یہ بھی فلم کا ایک منفی پہلو ہے کیوں کہ اس سے برائی کے اڈوں کی نہ صرف نشاندہی ہوتی ہے بلکہ نشے کے رسیا افراد کو ان کی مطلوبہ چیزیں مہیا کرنے میں معاونت بھی نظر آتی ہے۔

امید ہے کہ آپ اس دستاویزی فلم پر نظر ثانی کریں گے اور اسے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کرنے سے پہلے مذکورہ مناظر کاٹ دیں گے۔شکریہ

خیر اندیش

ایک ناظر

چچا کو مستقبل کے اداروں کے بارے میں آگاہ کرنے کے لیے خط۔ (اکتوبر، نومبر: 2008)

کاتب کا پتہ: ____________

____

____

تاریخ ____________

القاب و آداب: ____________

ابتدائیہ / احوال: ____________

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____________

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اختتامیہ: ____________________________________

آپ کا / تمھارا:

نام: ____________________

نمونے کا خط

پیارے چچا جان!

السلام علیکم۔ یہاں سب اللہ کے فضل سے خیریت سے ہیں اور امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ ابو کی طبیعت کچھ دنوں سے ناساز ہے۔ ڈاکٹر نے معائنہ کر کے بتایا کہ موٹر سائیکل کی سواری کی وجہ سے سڑک کے دھوئیں اور غبار سے گلا متاثر ہے۔ امید ہے کہ جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔

آپ کا خط گزشتہ اتوار موصول ہوا جس میں آپ نے اولیولز میں کامیابی میری کارگزاری کو سراہا۔ اس حوصلہ افزائی پر میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا ممنون ہوں۔ آپ نے یہ بھی استفسار کیا کہ میں مستقبل میں کس شعبہ کو اپنانا چاہتا ہوں۔ جواب تو فوراً میرے ذہن میں آ گیا لیکن آپ کو اس سے آگاہ کرنے کے لیے میں نے سوچ بچار میں ایک ہفتہ صرف کر دیا۔ کیونکہ میں چاہتا تھا کہ ایک دفعہ اپنی ترجیحات اور اپنے میلانات کا بغور مشاہدہ کر کے جان سکوں کہ میرے نزدیک سب سے اہم کیا ہے۔ بالآخر میرا مشاہدہ اختتام کو پہنچا اور میں جواب لکھنے بیٹھ گیا۔

میں چاہتا ہوں کہ میں مستقبل میں ماہرِ تعلیم بنوں اور تربیتِ اساتذہ کے شعبے میں عملی خدمات سر انجام دے کر اس قوم میں قابل، ماہر اور محنتی اساتذہ تیار کر کے تمام تعلیمی اداروں میں مہیا کروں۔ کیونکہ یہاں تعلیم انتہائی مہنگی ہے اس لیے ایک استاد اگر تدریسی کورس کرنا چاہے تو اسے اچھی خاصی رقم اس کے عوض ادا کرنا ہوتی ہے جب کہ اساتذہ کی تنخواہیں انتہائی کم ہونے کی وجہ وہ ایسے پروگراموں میں حصہ نہیں لے سکتے جن میں ان کی تدریسی تربیت کی جا سکے۔ میں اساتذہ کی تربیت کے لیے ایسے مراکز قائم کروں گا جہاں نہ صرف ان کی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے دنیا بھر سے ماہرینِ تعلیم بلائے جائیں بلکہ اساتذہ کی تربیت بالکل مفت کی جائے تا کہ وہ معاشی تنگدستی کا شکار نہ ہو سکیں۔ اگر اساتذہ معاشی آسودگی میں ہوں گے، تو وہ احسن انداز میں اپنی خدمات سر انجام دیں گے۔ اس کے بدلے میں ہمارا ملک تعلیمی سطح پر آگے بڑھتا جائے گا۔

یہ میرا مستقبل کے بارے میں منصوبہ ہے اور امید ہے کہ اس سلسلے میں آپ میری رہنمائی کریں گے اور آپ کی سرپرستی میں مجھے اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے مواقع ملیں گے۔

آپ کا بھتیجا

شادی کی ایک تقریب کے بارے میں دوست کے نام خط۔(اکتوبر،نومبر:2009،2012)

کاتب کا پتہ:

تاریخ

القاب و آداب:

ابتدائیہ / احوال:

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ

اختتامیہ:

آپ کا / تمھارا:

نام:

نمونے کا خط

پیارے دوست!

السلام علیکم۔ میں خیریت سے ہوں اور امید ہے کہ تم بھی خیریت سے ہو گے۔ سب سے پہلے میں تاخیر سے خط لکھنے پر معذرت خواہ ہوں کیونکہ گزشتہ پانچ روز سے ہم تمام اہلِ خانہ میرے ماموں کے بیٹے کی شادی کے سلسلے میں میرے ننھیال تھے۔ آج واپس آئے ہیں اور آنے کے بعد میں سب سے پہلے تمھیں خط لکھنے کے لیے بیٹھا ہوں۔ میں عام طور پر شادیوں کی تقاریب میں شرکت نہیں کرتا کیونکہ ہمارے معاشرے میں شادیاں بے رونق سی ہوتی ہیں۔ یہاں شادیوں کا مقصد محض شور شرابا، فائرنگ اور پیسوں کے بے دریغ ضیاع ہے۔

خیر یہ اور اس جیسے اور بہت سے المیے ہمارے معاشرے میں پنپ رہے ہیں۔ میرے ماموں زاد کی شادی بھی اسی قسم کی تھی۔ اس شادی میں مہندی کی رات کچھ موسیقار آئے جنھوں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ ان کے فن سے محظوظ ہو کر ہم لوگ تالیاں بجا بجا کر ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ کچھ نوجوان موسیقی کی دھن پر رقص بھی کرتے رہے جن کے بے ہنگم رقص کو دیکھنے والوں کا ہنس ہنس کر برا حال ہو جاتا۔ محفلِ موسیقی کے ختم ہونے کے بعد ہم لوگوں میں متعدد ایسے نوجوان بھی سامنے آئے جنھیں گانے کا بے حد شوق تھا لیکن انھیں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کا کبھی موقع نہیں مل سکا۔ ان سب نے باری باری مائیک لے کر گانے کی کوشش کی تو ہمیں محسوس ہوا کہ انھیں گانے کا موقع واقعی نہیں ملنا چاہیے تھا کیونکہ ایسے بے سرے موسیقار دردِ سر کا باعث تو بن سکتے ہیں لیکن تفریحِ طبع کا سبب نہیں بن سکتے۔ کچھ تو ایسے بھی تھے جنھیں اپنے گانے بھی ٹھیک طرح یاد نہیں تھے۔ مجھے اس وقت حیرت کا جھٹکا لگا جب ایک نوجوان نے انگریزی گانا سنانے کی کوشش کی اور اس کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کا لب و لہجہ سن کر ایسے معلوم ہوا جیسے اس سے بڑھ کر اس گانے کی توہین ہو ہی نہیں سکتی۔ مہندی کی رات یہی غل غپاڑہ جاری رہا جس کی وجہ سے ہمیں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا۔

شادی کے باقی معاملات وہی تھے جو ہر شادی میں ہوتے ہیں۔ سلامی، بارات، فوجی بینڈ، ڈھول ڈھمکا، پیسے اڑانا، کھانا پینا، شور شرابا، ناراضیاں اور رضامندیاں وغیرہ۔ ہم چونکہ قریبی رشتے دار تھے اس لیے ولیمے کے بعد بھی ایک روز ہمیں رکنا پڑا۔ شادی کی تصاویر کا البم میں ساتھ لایا ہوں۔ چھٹیاں ختم ہونے پر اسکول میں دکھاؤں گا۔ خط لکھ کر اپنے احوال سے آگاہ کر دینا۔ اب اجازت چاہتا ہوں۔

تمھارا دوست

ناصر اقبال

غیر ملکی قلمی دوست کو اپنے ہاں چھٹیاں گزارنے کی دعوت کے لیے خط۔ (مئی، جون: 2010)

کاتب کا پتہ: ____________

____

____

تاریخ ____________

القاب و آداب: ____________

ابتدائیہ / احوال: ____________

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____________

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اختتامیہ:____

آپ کا / تمھارا:

نام:_______________________

نمونے کا خط

پیارے دوست!

السلام علیکم۔میں خیریت سے ہوں اور امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔

میرے پاس میرے ایک چچازاد اس سال جون میں ہونے والی چھٹیوں میں آ رہے ہیں اور میری خواہش ہے کہ آپ بھی اس دوران پاکستان تشریف لائیں اور میرے ہاں قیام کریں۔

آپ نے ایک دفعہ بتایا تھا کہ آپ کو تیراکی کا بے حد شوق ہے اور آپ مختلف جگہوں میں تیراکی کے لیے بنے ہوئے تالابوں میں جا کر اپنا یہ شوق پورا کرتے ہیں۔ ہمارے گاؤں کے نزدیک ایک نہر اور کچھ فاصلے پر دریائے چناب ہے جو آپ کے شوق پورا کرنے میں مفید ہو گا۔ ہمارے شہر میں ایشیاء کا سب سے بڑا چمڑے کا کارخانہ ہے اور دنیا کی سب سے بڑی فٹ بال انڈسٹری بھی سیالکوٹ میں قائم کی گئی ہے۔ یہاں دستکاری ہر چوتھے گھر میں ہوتی ہے۔ یہ ایک سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔

آپ آئیں گے تو ہم ان تمام علاقوں میں جائیں گے جہاں ہمیں معلوم ہو سکے کہ صنعت سازی کا عمل کیسے روپذیر ہوتا ہے۔ شاعرِ مشرق اور مفکرِ پاکستان علامہ اقبال کا گھر بھی سیالکوٹ میں ہے۔ آپ کو اس نوادر کا منظر بھی یہیں دیکھنے کو ملے گا۔ سیالکوٹ کو پاکستان کا امیر ترین شہر مانا جاتا ہے اور یہاں مقامی تاجروں کے اشتراک سے ایک نجی ہوائی اڈہ بھی قائم کیا گیا ہے جہاں سے بین الاقوامی پروازیں چوبیس گھنٹے روانہ ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کو ائیرپورٹ سے گھر تک زیادہ سفر کرنے کی دقت پیش نہیں آئے گی۔ میں آپ کو سیالکوٹ کے علاوہ لاہور، اسلام آباد، گجرات، گوجرانوالہ، ملتان اور دیگر کئی ایسے شہر دکھاؤں گا جہاں تاریخی و ثقافتی مراکز موجود ہیں۔ آپ اس دورے سے پاکستان سے متعلق بیش بہا معلومات اور یادیں سمیٹ کر جائیں گے۔ مزید برآں آپ پاکستان کے لوگوں کی مہمان نوازی کی بدولت تادمِ آخر اس قوم کی زندہ دلی کے گیت گائیں گے۔ اس کا اہم ترین فائدہ یہ ہو گا کہ اس سے ہماری قلمی دوستی حقیقی دوستی میں بدل جائے گی۔

امید ہے کہ آپ میری اس دعوت پر سنجیدگی سے غور کریں گے اور میرے ہاں قدم رنجہ فرما کر اپنی خدمت کا موقع دیں گے۔ جواب کا منتظر ہوں۔

آپ کا دوست

عبد الجبار

مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرنے کے لیے دوست کے والد کے نام خط۔ (اکتوبر، نومبر: 2013)

کاتب کا پتہ: ____________

____

____

تاریخ ____________

القاب و آداب: ____________

ابتدائیہ / احوال: ____________

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____________

اختتامیہ:____

آپ کا / تمھارا:

نام:____________________

نمونے کا خط

محترم ومکرم جناب حاجی محمد اسحاق صاحب!

السلام علیکم۔ ہم بخیر وعافیت اپنے گھر پہنچ آئے ہیں۔ سفر کے دوران ایک دو جگہوں پر ذرائع نقل و حمل میں بد نظمی اور بے ضابطگی کی وجہ سے کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑا لیکن موٹر وے پولیس کے تعاون کی بدولت ہم نے جلد ہی ان سے خلاصی پالی۔

ابھی کچھ دیر قبل ہم نے آپ کے ہاں قیام کے دوران لی گئی تصاویر لیپ ٹاپ میں دیکھنا شروع کیں تو ایک دفعہ یوں احساس ہوا کہ ابھی ہم ادھر آپ کے ہاں ہی موجود ہیں۔ آپ کی محبت اور شفقت کی وجہ سے ہمیں یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آپ ہمارے دوست کے والد ہونے کے ناتے ہمارے لیے بھی وہی جذبات رکھتے ہیں جو اپنے بیٹے کے لیے رکھتے ہیں۔ پندرہ روز آپ کے زیر سایہ رہنے کے باوجود آپ کی جانب سے ہر قسم کا تعاون، رفاقت اور آپ کی محافل و مجالس میں حاصل ہونے والے اسباق سے ایسا تاثر ملتا ہے جیسے یہ پندرہ روز زندگی کے ایک مکمل باب کی مانند ہیں۔ آپ نے ہمیں نہ صِرف رہنے کو جگہ دی بلکہ ہمارا کھانا، پینا، گھومنا، پھرنا، سیر و سیاحت کرنا وغیرہ سب آپ ہی کی مرہونِ منت تھا جس پر ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کے ممنون ہیں۔

ہم لوگوں نے واپس آکر اپنے والدین کو آپ کے بارے میں تفصیل سے بتایا تو ان کی آنکھوں میں بھی احساسِ تشکر کے آثار واضح دکھائی دینے لگے۔ میرے والد صاحب چاہ رہے تھے کہ وہ بذریعہ فون کال آپ سے ہم کلام ہو کر آپ کا شکریہ ادا کریں لیکن جب ہم نے انہیں بتایا کہ آپ ہر اتوار اسکول کے ہاسٹل میں اپنے بیٹے سے ملنے تشریف لاتے ہیں تو والد صاحب کا ارادہ تبدیل ہو گیا۔ اب وہ آپ کو اپنے گھر کھانے کی دعوت پر مدعو کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ چھٹیاں ختم ہونے پر جب آپ اپنے بیٹے کو ہاسٹل میں چھوڑنے کے لیے آئیں گے تو ہمارے غریب خانے پر تشریف لاکر اپنی خدمت کا موقع ضرور دیں گے۔

ہمیں آپ کے پالتو مرغے اور طوطے بہت یاد آرہے ہیں اور مرغوں کی لڑائی کی ویڈیو دیکھ کر دل چاہ رہا ہے کہ ہم بھی گھر میں ایسے ہی مرغے پال لیں۔ اس وقت جھجک کی وجہ سے اپنی خواہش کا اظہار نہیں کر سکے۔ سرِ دست آپ سے گزارش ہے کہ اگر ہو سکے تو ان میں سے ایک جوڑا ہمیں عنایت فرمائیں تاکہ ہم بھی اپنا شوق پورا کر سکیں۔ آپ کی تصاویر آج ہی آپ کے بیٹے کے ای میل ایڈریس پر میل کر دی گئی ہیں لہذا آپ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔ آپ کے ساتھ لی گئی گروپ فوٹو ہم لوگ اپنے مہمان خانے کی زینت بنائیں گے۔ ایک بار پھر محبت اور شفقت بھری میزبانی پر آپ کا بہت بہت شکریہ۔

دعا گو

عبداللہ اور عبدالرحمان

قلمی دوست کو اپنے علاقے کی تفریحی سہولیات سے آگاہ کرنے کے لیے خط۔(اکتوبر،نومبر:2016)

کاتب کا پتہ: ____________________

____

____

تاریخ ____________________

القاب و آداب: ______________________________

ابتدائیہ /احوال: ____

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اختتامیہ: ____________________

آپ کا / تمھارا:

نام: ____________________

نمونے کا خط

پیارے دوست!

السلام علیکم۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ کو سیر وسیاحت کا شوق ہے اور آپ میرے شہر ی شہر کرنے کے متمنی ہیں۔ آپ نے اپنے خط میں میرے شہر اسلام آباد میں تفریحی سہولیات کے بارے میں استفسار کیا۔ ذیل میں ان کی تفصیل لکھ رہا ہوں۔

اسلام آباد چونکہ پاکستان کا دارالحکومت ہے اس لیے حکومتِ پاکستان نے اس شہر کو سیر وسیاحت اور فرتیح کے اعتبار مثالی شہر بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ یہاں نوجوانوں کے لیے عالمی معیار کا ایک کرکٹ کا میدان بنایا گیا ہے جس میں قومی اور بین الاقوامی سطح کے کرکٹ میچ کھیلے جاتے ہیں۔ اسلام آباد میں شکرپڑیاں، لوک ورثہ میوزیم، شاہدرہ، دامنِ کوہ، فیصل مسجد اور چڑیا گھر ایسے مقامات بھی ہیں جہاں تفریح کے ساتھ ساتھ پاکستان کی تہذیب اور ثقافت کے عملی نمونے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ بیرونی شہروں یا ممالک سے آنے والے سیاح ان تمام مقامات کا دورہ کر کے اسلام آباد کی خوبصورتی کو بھرپور انداز میں سراہتے ہیں۔ پاکستان کی فلمی صنعت ان دنوں زوال کا شکار ہے اس لیے اسلام آباد میں سینما گھروں کی تعمیر نہیں کی گئی البتہ چند سینما گھروں میں چلنے والی بین الاقوامی فلموں اور آرام دہ نشستوں کی وجہ سے انہیں بھی مثالی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسلام آباد مری اور مارگلہ کے دامن میں واقع ہے۔ مری کے حسین مناظر ااسلام آباد کی حدود سے ہی شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں ہر ایک سرکاری اسکول میں کھیل کا وسیع میدان موجود ہے۔ الغرض پاکستان کا دارالحکومت ہونے کی بنا پر اسلام آباد اس قابل ہے کہ اسے تفریحی اعتبار سے ایک مثالی شہر قرار دیا جاسکے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اسلام آباد کی سیر کے لیے تشریف لائیں گے اور اس سے ہماری قلمی دوستی بالمشافہہ دوستی میں تبدیل ہو سکے گی۔ یہ سیاحتی دورہ آپ کی زندگی کی حسین ترین یادوں میں سے ایک ہو گا۔ آنے سے پہلے طلاع فرمادیں۔ اپنا رابطہ نمبر تحریر کر رہا ہوں۔ آپ کی آمد کا شدت سے انتظار رہے گا۔

آپ کا دوست

محمد عبد اللہ

یورپ کی سیر کی دعوت قبول کرنے کے لیے چچا کے نام خط۔(مئی،جون:2017)

کاتب کا پتہ: ____________

____

____

تاریخ ____________

القاب و آداب: ____________

ابتدائیہ / احوال: ____________

____

____

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ ____________

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

____

اختتامیہ: ______

آپ کا / تمھارا:

نام: ______

نمونے کا خط

پیارے چچا جان!

السلام علیکم۔ ہم سب خیریت سے ہیں اور امید واثق ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ آپ کا مکتوب موصول ہوا۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ گرمیوں کی ان چھٹیوں میں یورپ کی سیر کرنے جا رہے ہیں اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں۔ مجھے اس سیاحتی دورے کی دعوت قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا کیونکہ طویل عرصے سے میری یہ خواہش رہی ہے کہ کاش مجھے بھی یورپ کی سیر کا موقع مل سکے۔

میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤں گا اور مجھے یقیناً اس سیاحت سے متعدد فوائد حاصل ہوں گے۔ ہم نے اپنی نصابی کتب میں یورپی ممالک کی تہذیب اور ان کی ثقافت کے بارے میں بہت کچھ پڑھ رکھا ہے۔ اس سیر کے دوران میں ان تفصیلات کی حقیقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکوں گا۔ وہاں سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی کی بدولت ہونے والی نت نئی ایجادات کے بھی دنیا بھر میں چرچے ہیں۔ میں ان ممالک میں چلنے والی سائنسی تحقیقات کے اسلوب اور معیار کو بھی دیکھ سکوں گا۔ سننے میں آیا ہے کہ یورپ کے لوگوں کی زندگی بہت آسان ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کی حکومت نے ان پر ٹیکس کی بہت کم شرح لاگو کر رکھی ہے اور جمع ہونے والا تمام ٹیکس رفاہِ عامہ پر ہی خرچ کیا جاتا ہے۔ ان کے ٹیکس کے نظام کا مشاہدہ کرنے کی وجہ سے میرے لیے اپنے ان مضامین کو سمجھنا آسان ہو جائے گا جن کا تعلق اقتصادیات کے ساتھ ہے۔ یورپ میں بننے والی مصنوعات اور ادویات خالص اور اعلیٰ معیار کی ہوتی ہیں۔ وہاں سے میں اپنے لیے ایک آئی فون اور ابو جان کی ذیابیطس کی دوائی بھی لاؤں گا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ مجھے انگریزی ناول پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ اٹلی کی مصنفہ ایلینا فیرینٹ (Elena Ferrante) کا ناول مائی بریلینٹ فرینڈ (My Brilliant Friend) میرا پسندیدہ ترین ناول ہے۔ میں ان سے ملاقات کر کے ان کا آٹوگراف بھی لوں گا۔ مجموعی طور پر سیاحت میرے لیے انتہائی تفریحی اور معلوماتی ہو گا۔

میرے اسکول میں تقریباً ایک ماہ میں گرمیوں کی چھٹیاں ہونے والی ہیں۔ اس وقت تک آپ ویزہ اور دیگر دستاویزی ضروریات کو پورا کر کے مجھے اطلاع کر دیں۔ اس وقت تک میں بھی اپنی تیاری مکمل کر لوں گا۔ چچی جان اور عاصم بھائی کو میرا سلام کہیے اور بلال کو میرا پیار دیجیے۔ اپنی دعاؤں میں مجھے ضرور یاد رکھیں۔ جلد ملاقات ہو گی۔

آپ کا بھتیجا

نفیس احمد

کھیلوں کے مقابلے شروع کروانے کے لیے پرنسپل کے نام خط (مئی،جون:2018)

کاتب کا پتہ:

تاریخ

القاب و آداب:

ابتدائیہ / احوال:

خط کا مدعا تفصیل کے ساتھ

اختتامیہ:____

آپ کا / تمھارا:

نام:______________________

نمونے کا خط

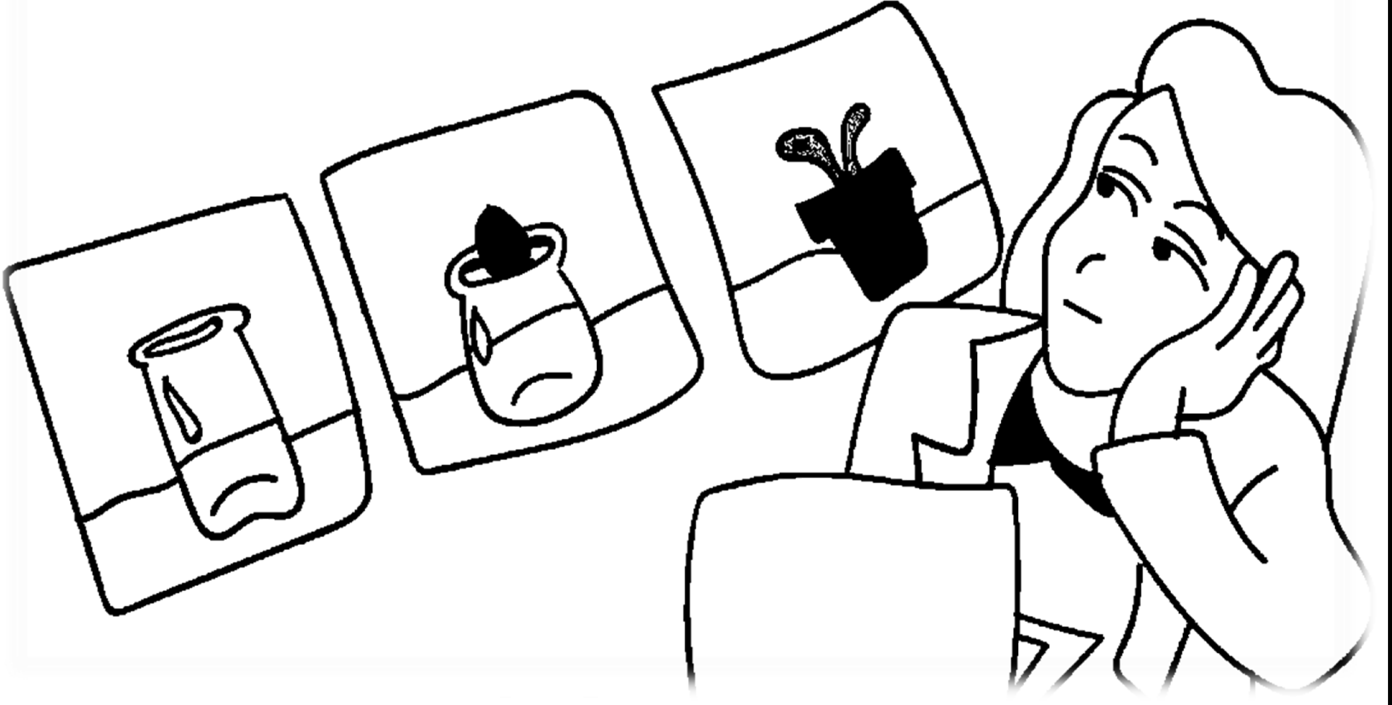
محترم و مکرم جناب پر نسپل صاحب!

السلام علیکم۔ ہمارے تعلیمی نظام الاوقات کے مطابق دوسرہ سہ ماہی کے امتحانات کے بعد اسکول میں کھیلوں کا ہفتہ شروع ہو جاتا ہے جس میں کرکٹ، فٹ بال، بیڈ منٹن، ہاکی، رسا کشی، کبڈی اور تیراکی کے مقابلے منعقد ہوتے ہیں۔ طلبہ پورا سال اس ہفتے کا انتظار کرتے ہیں اور اس میں منعقد ہونے والے کھیلوں کے مقابلوں کی تیاری کرتے ہیں۔

اس برس کرونا وائرس کی وجہ سے اسکول طویل عرصہ بند رہا ہے جس کی وجہ سے درجنوں اسباق بروقت نہیں پڑھائے جا سکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امسال کھیلوں کے ہفتے میں بھی اساتذہ کرام ہمیں پڑھا رہے ہیں۔ ہمیں اسکول انتظامیہ کے اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اساتذہ اور انتظامیہ کی جانب سے تمام اقدامات ہماری تعلیمی بہتری کی غرض سے کیے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہماری گزارش ہے کہ کھیلوں کے مقابلوں کا انعقاد چونکہ ہر سال کے تعلیمی معمولات کا اہم حصہ ہیں اس لیے ہماری گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر تعلیمی و تدریسی سرگرمیوں کی نوعیت کو تبدیل کرتے ہوئے اسباق کا دورانیہ کم کر کے روزانہ بنیادوں پر کم از کم دو گھنٹے کھیلوں کے لیے رکھیں تاکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ اہم کام بھی نمٹایا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ گزارش بھی ہے کہ کھیلوں کے اساتذہ کے ذریعے اس سال مختلف جماعتوں کے مابین مقابلے کروانے کے بجائے بین الجماعتی ٹیمیں بنا کر ان ٹیموں کے مابین مقابلے منعقد کیے جائیں۔ امید ہے کہ آپ طلبہ کی اس التماس پر سنجیدگی سے غور فرما کر کھیلوں کے مقابلوں کا انعقاد کروائیں گے۔

ہم تمام طلبہ اس گزارش کی منظوری پر آپ کے ممنون ہوں گے۔

دعا گو: طلبہ جماعت دہم (او لیول)



رپورٹ نویسی

Report Writing

مواد کے نمبر:5

زبان کے نمبر:15

کل نمبر:20

مطلوب الفاظ کی تعداد:200 تا 250

اس سوال میں کل مارکس حاصل کرنے کا طریقہ

کسی اہم واقعہ، سفر، تقریب یا حادثہ کی تفصیلات بیان کرنا رپورٹ نویسی کہلاتا ہے۔ یہ کام صحافت کے پیشے میں کیا جاتا ہے۔

کسی واقعہ میں لکھنے والا خود بھی شریک ہو اور اس نے بذاتِ خود واقعات کا مشاہدہ کیا ہو تو اس کی لکھی ہوئی رپورٹ "رپوتاژ" کہلائے گی۔ رپوتاژ کو "روداد نویسی" بھی کہا جاتا ہے۔ روداد اکثر کسی اجلاس کی ہوتی ہے۔ رودار لکھنے کے لیے کاتب اجلاس میں پروگرام کا آغاز ہونے سے قبل ہی پہنچ کر ایسی جگہ براجمان ہو جاتا ہے جہاں سے اجلاس میں ہونے والے واقعات کو مکمل طور پر دیکھنا ممکن ہو جائے۔

اپنی زندگی کا کوئی خاص تجربہ تفاصیل کے ساتھ قلم بند کرنا، آپ بیتی کہلاتا ہے۔

ذیل میں رپورٹ نویسی سے متعلق چند ہدایات تحریر کی جاتی ہیں۔

رپورٹ کے آغاز میں وقوعہ کا وقت تحریر کریں۔ جیسے:۔ کل صبح، آج صبح، گزشتہ ماہ وغیرہ۔

وقت تحریر کر کے جائے وقوعہ کا تعارف لکھیں۔ جیسے:۔ ہمارے اسکول میں، بازار میں، ہمارے محلے میں، شہر کی جامع مسجد میں وغیرہ۔

جائے وقوعہ کا تعارف لکھنے کے بعد واقعہ کا تعارف کرائیں۔ جیسے:۔ ایک شادی کی تقریب، محفلِ نعت، یومِ آزادی کی تقریب وغیرہ۔

واقعہ کا تعارف کروانے کے بعد اس کے آغاز سے اختتام تک تمام واقعات اسی ترتیب سے لکھیں جس ترتیب سے وہ وارِد ہوتے ہیں۔

رپورٹ نویسی میں آپنے آپ کو شامل نہ کریں۔ اگر سوال میں تقاضا کیا جائے تو شامل کر لیں۔

رپورٹ کے اختتام پر حالات و واقعات کا تجزیہ نہ کریں۔ اگر مسائل پر رپورٹ لکھنے اور ان کا حل پیش کرنے سے متعلق سوال آئے تو پھر تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ بصورتِ دیگر صرف واقعات بیان کرنے پر اکتفا کریں۔

اپنے اسکول میں پائی جانے والی سہولیات پر رپورٹ۔(مئی،جون:2004ء)

میرا اسکول میرے شہر کے مضافات میں واقع ہے۔اسکول کے داخلی دروازے کے ساتھ دائیں طرف پارکنگ کیلئے احاطہ بنایا گیا ہے جہاں اساتذہ و طلبہ اپنے موٹر سائیکل اور گاڑیاں کھڑی کرتے ہیں۔یہ سہولت بارشوں میں قابلِ استفادہ نہیں رہتی کیونکہ اس احاطے کی جگہ کچی ہے اور بارشوں میں یہاں کیچڑ جمع ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے گاڑیاں اسکول کے باہر سڑک پر کھڑی کرنا مجبوری بن جاتا ہے۔اگر اس کا فرش پکا کر دیا جائے تو یہ سہولت ہر وقت قابلِ استعمال ہو گی۔

اسکول میں ایک کینٹین بھی ہے جہاں کھانے پینے کی چھوٹی موٹی چیزوں کے علاوہ برگر،بریانی اور سینڈ وچ وغیرہ بھی دستیاب ہیں۔کینٹین میں اسٹیشنری کا سامان بھی مل جاتا ہے۔کینٹین مناسب مقام پر نہیں بنائی گئی بلکہ تعلیمی سرگرمیوں میں استعمال ہونے والی عمارات سے ہٹ کر زیادہ فاصلے پر قائم کی گئی ہے۔کینٹین میں آنے اور جانے میں دس منٹ صرف ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ تفریح کے بعد کمرہ جماعت میں تاخیر سے پہنچتے ہیں اور استاد کی جانب سے ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اگر کینٹین کو تعلیمی بلاک میں منتقل کر دیا جائے تو یہ مسئلہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔

اسکول کی انتظامیہ نے طلبہ و اساتذہ کی باہمی مشاورت سے ایک لائبریری قائم کر رکھی ہے جس میں بے شمار کتابیں موجود ہیں۔کوئی بھی طالب علم بوقتِ ضرورت لائبریری میں جا کر کتب کا مطالعہ کر سکتا ہے۔علاوہ ازیں ایک ہفتے کے دورانیے کے لیے کتاب کا اجراء بھی کروایا جا سکتا ہے۔لائبریری کی افادیت اپنی جگہ مسلّم ہے لیکن اس میں بھی قابلِ اصلاح پہلو موجود ہیں۔لائبریری ایک خاص وقت میں ہی کھلتی اور اور پھر بند ہو جاتی ہے۔کتابوں میں نصابی کتب کی تعداد بہت کم جب کہ غیر نصابی کتب کی بھرمار ہے۔فوٹو کاپی مشین لائبریری میں رکھوائی گئی ہے جس کی وجہ سے لائبریرین زیادہ وقت فوٹو کاپیاں کرنے میں گزارتا ہے اور طلبہ کی مطالعاتی رہنمائی نہیں کر سکتا۔اگر لائبریری کو صبح اسکول کھلنے کے وقت سے اسکول بند ہونے تک کھلا رکھا جائے اور اس میں غیر نصابی کتب کے ساتھ ساتھ نصابی مواد مہیا کیا جائے تو طلبہ و اساتذہ ہمہ وقت اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔علاوہ ازیں فوٹو کاپی مشین کو کینٹین میں رکھوایا جائے یا اس کے لیے ایک الگ ملازم کا بندوبست کیا جائے تو لائبریرین اپنی مکمل توجہ کتابوں کی جانب مرتکز کر سکتا ہے۔

اسکول میں ایک سپورٹس ہال کی حال ہی میں تعمیر کی گئی ہے جس کے دو حصے بنائے گئے ہیں۔ایک حصہ فٹ بال کیلئے مختص کیا گیا ہے جب کہ دوسرا حصہ بیڈ منٹن،کرکٹ اور دیگر کھیلوں کیلئے تعمیر کیا گیا ہے۔سپورٹس ہال کے تعمیر ہونے کے بعد طلبہ کی گیند اب اسکول کے احاطے سے باہر نہیں جاتی بلکہ ارد گرد لگی ہوئی جالیوں سے ٹکرا کر واپس آ جاتی ہے جس سے انہیں بار بار باہر نہیں جانا پڑتا۔مزید براں سپورٹس ہال کے بننے سے ابتدائی درجات کی جماعتوں کے چھوٹے بچے بھی با آسانی کھیل سکتے ہیں۔اس کی تعمیر سے قبل صرف بڑی عمر کے طلبہ نے کھیل کے میدان کو اپنی اماجگاہ بنایا ہوا تھا۔سپورٹس ہال کے بننے سے کھیلنے کودنے کی سہولت تو مل گئی ہے لیکن اس کے کھلنے اور بند ہونے کے بھی اوقات مقرر کر دیے گئے ہیں جس کی بنا پر دورانِ تفریح اس کو بند رکھا جاتا ہے۔صرف کھیل کے مخصوص دورانیے میں اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔اگر اس کا دروازہ ہمہ وقت کھلا رہے تو صبح اسمبلی سے قبل ، تفریح کے دوران اور چھٹی کے بعد بھی اس کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

اسکول میں پینے والے صاف پانی کی کوالٹی تسلی بخش نہیں ہے۔طویل عرصے تک پانی صاف کرنے والے فلٹر تبدیل نہیں کیے جاتے۔اس لیے طلبہ کو مجبورا کنٹین سے پینے والا پانی خریدنا پڑتا ہے۔اس کول انتظامیہ کو چاہیے کہ پانی کے فلٹر کو مناسب وقت میں تبدیل کریں تا کہ پانی پینے کے لیے طلبہ کو کسی قسم کی دقت کا سامنانہ کرنا پڑے۔

رپورٹ کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

سڑک پر ہونے والے ایک حادثے کی رپورٹ۔(اکتوبر، نومبر: 2005)

جاڑے کی سردیوں میں سخت دھند کی وجہ سے آج کل سڑکوں پر ذرائع نقل و حمل انتہائی نازک صورت حال کا شکار ہیں۔آئے روز سڑکوں پر حادثات ہو رہے ہیں جن میں انسانی جانوں کا ضیاع خبروں کی زینت بنتا ہے۔آج صبح اسلام آباد ہائی وے پر بھی ایک مسافر بس اور ٹیوٹا کے درمیان ایک خوفناک حادثہ پیش آیا۔مسافروں سے بھری ایک بس اسلام آباد سے لاہور جا رہی تھی جبکہ ایک اور ٹیوٹا بس سٹاپ پر کھڑا سواریاں جمع کر رہا تھا۔دھند کی وجہ سے تمام گاڑیوں کی بتیاں روشن تھیں لیکن اس ٹیوٹا کی عقبی لائٹیں شاید کسی تکنیکی خرابی کے باعث بجھی ہوئی تھیں۔اسی لیے جب بس اس کے بہت زیادہ نزدیک پہنچی تو اس کے ڈرائیور کواحساس ہوا کہ سامنے ایک گاڑی کھڑی ہے لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی تھی۔بس ایک دھماکے سے ٹیوٹے کی عقبی جانب سے ٹکرائی اور ٹیوٹا اپنی جگہ سے قلا بازیاں کھاتا ہوا سڑک کے کنارے کھڑے دیگر کئی افراد کو کچلتا ہوا دور جا گرا۔یہ سب ایک دم اچانک ہوا اور دھند کی وجہ سے شاہراہ کی دوسری جانب کھڑے افراد کو صرف دھماکے کی آواز سنائی دی۔اس لیے وہ تیزی سے اس طرف بھاگے تا کہ دیکھا جائے کہ یہاں کیا ہوا ہے۔

وہاں پہنچ کر دیکھا تو ٹیوٹا ایک جانب ادھڑا ہواپڑا تھا جس سے خون باہر کی جانب بہہ رہا تھا۔کچھ مسافر بس کی ٹکر کی شدت کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر بھی جاں بحق ہو گئے تھے اور چند ایک شدید زخمی حالت میں تڑپ رہے تھے۔سڑک کے کنارے کھڑے جن لوگوں کو ٹیوٹا کچلتا ہوا دور جا گرا تھا ان میں سے بھی تین افراد خالقِ حقیقی سے جا ملے اور پانچ افراد زخمی پڑے کراہ رہے تھے۔بس ٹیوٹے سے ٹکرا کر رکی نہیں بلکہ بے قابو ہوتی ہوئی سامنے ایک پیٹرول پمپ کے احاطے میں جا داخل ہوئی اور پمپ میں موجود ایک مسجد کی دیوار سے ٹکرا کر رک گئی۔دیوار مکمل طور پر منہدم ہو گئی اور بس کا سامنے والا حصہ بھی مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔پہلی نشستوں پر بیٹھے ہوئے مسافروں کو بھی سخت چوٹیں آئیں۔باقی افراد جلدی سے بس سے باہر نکلے اورکچھ لوگ زخمیوں کو سہارا دے کر پیٹرول پمپ کے انتظامی کمرے میں لے جانے لگے جہاں ابتدائی طبی امداد کا سامان متوقع تھا۔کچھ افرادجاں بحق ہونے والوں کی نعشوں کو اپنی سردی میں بکل مارنے والی چادروں سے ڈھانپ رہے تھے۔

چند افراد قریبی فلاحی مراکز میں فون کر کے ایمبولینس منگوانے میں مصروف ہوگئے۔بد قسمتی سے پیٹرول پمپ کا انتظامی طبقہ وہاں موجود نہ تھا اور ابتدائی طبی امداد کا سارا سامان ان کی دسترس میں تھا۔انہیں چاہیے تھا کہ ابتدائی طبی امداد کا سامان حاضر ڈیوٹی عملے کے حوالے کر جاتے۔اس پر لوگوں نے پمپ کے لوگوں کو خوب لعنت ملامت کی۔تھوڑی دیر بعد پولیس اور ایمبولینس موقع پر پہنچ گئیں۔زخمیوں اور فوت شدگان کو قریبی ہسپتال پہنچانے کاسلسلہ شروع کیا گیا۔لوگوں نے ایمبولینس کے عملے کی مدد کی۔جو گاڑی بھی قریب سے گزرتی ،ہجوم دیکھ کر رک جاتی۔اس موقع پر کئی زخمیوں کو ان گاڑیوں کے ذریعے ہسپتال پہنچایا گیا۔بس کا ڈرائیور دھند میں موقع پا کر فرار ہو گیا اور پولیس نے اس کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔

لوگ یہ فیصلہ کرنے میں حیران تھے کہ قصور کس کا تھا؟بس ڈرائیور کا؟جس نے بس ٹیوٹے سے جا ٹکرائی ،یا ٹیوٹا کے ڈرائیور کا جس نے عقبی بتیاں نہیں جلائی تھیں۔قصور اس موسم کا تھا جس نے سب کچھ دھندلا کر دیا تھا یا پھر قسمت کا جس کے اٹل فیصلے کے سامنے کچھ بھی تدبیر کر لی جاتی،حادثہ ہو کر ہی رہتا۔

رپورٹ کا عنوان:۔_______________

الفاظ کی تعداد　　کل نمبر　　دستخط استاد مع تاریخ

اسکول کے اسپورٹس کلب کی سالانہ رپورٹ (مئی، جون: 2014، 2006)

ہمارے اسکول میں گزشتہ سال مجھے اپنے سپورٹس کلب کا سیکرٹری منتخب کیا گیا کیونکہ میں دو سال سے مسلسل ضلعی سطح پر ہونے والے کرکٹ کے مقابلوں میں اول آتا رہا تھا۔ میں نے ذمہ داری سنبھالتے ہی کرکٹ اور فٹ بال میچ میں موجود کھلاڑیوں کا جائزہ لیا اور ان میں سے چند کھلاڑیوں کو ان کی ناقص کارگزاری کی بدولت اچھے کھلاڑیوں سے تبدیل کر دیا۔ ان لوگوں نے میرے اس فیصلے پر صدائے احتجاج بلند کی لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی۔ کیونکہ نئی ٹیمیں تشکیل دیتے ہوئے میں نے اپنی مرضی سے کھلاڑیوں میں تبدیلی نہیں کی تھی بلکہ نئی ٹیموں کے لیے باقاعدہ ٹیسٹ منعقد کیا گیا اور جو کھلاڑی اس ٹیسٹ میں پاس ہوئے وہ ہی ٹیم میں داخلے کے حق دار ٹھہرائے گئے تھے۔

کرکٹ اور فٹ بال کی ٹیمیں بنانے کے بعد دو نئے کھیلوں رسہ کشی اور تیراکی کے لیے بھی دو ٹیمیں بنائی گئیں۔ اسکول کے سپورٹس روم میں کھیلوں کا کچھ سامان موجود تھا جن میں کچھ گیند، بلے، فٹ بال اور وکٹیں وغیرہ شامل تھیں۔ میں نے پرنسپل صاحب سے درخواست کر کے بقیہ سامان منگوایا اور جو سامان قابلِ استعمال نہیں تھا اسے تلف کر دیا۔ رسہ کشی کے لیے ایک مضبوط رسہ منگوایا گیا۔ تیراکی کے لیے نزدیکی نہر میں مشق کرنے کے لیے اجازت حاصل کی۔

سب انتظامات مکمل ہوئے تو پھر عملی مرحلہ شروع ہوا۔ میں نے ہر ٹیم کا ایک ایک کپتان مقرر کیا۔ کرکٹ ٹیم کا کپتان میں خود بن گیا کیونکہ میں اس کے اصول وضوابط کو زیادہ بہتر انداز میں جانتا تھا اور میری سابقہ کارگزاری کے پیشِ نظر میری بات ماننے میں طلبہ کو تامل بھی نہ تھا۔

ہمارے اسکول کا گراؤنڈ وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا ہے اس لیے میں نے سب سے پہلے اپنے اسکول کے گراؤنڈ میں کرکٹ کے ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا۔ اس مقصد کے لیے ضلع کے تمام سرکاری اور نجی اسکولوں کو اپنے اسکول کی انتظامیہ کے توسط سے کرکٹ ٹورنامنٹ میں شرکت کے دعوت نامے ارسال کیے جنھیں تمام سرکاری اسکولوں نے وصول کر کے مقابلے میں شرکت کی۔ کچھ نجی اسکولوں نے اپنے تحفظات کی بنا پر شرکت سے معذرت کر لی لیکن زیادہ تر اسکولوں نے اس میں شرکت کی۔

یہ ٹورنامنٹ اس سال کا ضلعی سطح پر منعقد ہونے والا سب سے بڑا ٹورنامنٹ تھا جس کی شہرت کے چرچے ہر طرف رہے۔ میں چونکہ انتظامی ذمہ داریاں ادا کرنے میں مصروف تھا اس لیے کھیلوں میں بہتر کارگزاری کا مظاہرہ نہ کر سکا اور اس سال کرکٹ کے مقابلوں میں ایک نجی اسکول کا طالب علم اول آ گیا۔

اس کے بعد اسی گراؤنڈ میں فٹ بال کا ایک ٹونامنٹ بھی منعقد یا گیا۔ جس میں ہمارے اسکول کی ٹیم فائنل میں پہنچ گئی لیکن مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں کی کارگزاری مجموعی طور پر بہتر تھی اس لیے اس ٹیم نے فٹ بال ٹورنامنٹ جیت لیا۔ فٹ بال ٹورنامنٹ کے فائنل میچ میں ضلعی ایجوکیشن افیسر (ڈی۔ ای۔ او) بھی آئے اور انھوں نے کھیلوں کی مد میں دس لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کی۔ یہ بطور سیکرٹری میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہ تھا۔ یہ رقم جلد ہی مہیا کر دی گئی۔ اس لیے ہم نے سپورٹس روم کی مرمت کرائی اور اس میں نیا سامان لا کر رکھا۔ گراؤنڈ کی چار دیواری تعمیر کی گئی اور ایک دروازہ نصب کیا گیا۔ وہاں گھاس اور نئے پودے لگائے گئے۔ جس سے اسکول کے گراؤنڈ کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گیا۔

رسہ کشی کے لیے ہمارے اسکول کے علاوہ چند اسکولوں میں ٹیمیں موجود تھیں لیکن یہ کھیل اب آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے اس لیے ہماری لاکھ کوشش کے باوجود یہ کھیل پروان نہ چڑھ سکا البتہ تیراکی کے لیے ہمیں مختلف اسکولوں سے دعوت نامے موصول ہوئے جن پر ہم نے ان مقابلوں میں شرکت کی جو شہر کے ایک معروف ہوٹل کے سوئمنگ پول میں منعقد ہوئے۔ ان مقابلوں میں ہماری ٹیم نے نا صرف اول آ کر اپنا اور اپنے اسکول کا نام روشن کیا بلکہ ایک تیراک کو نیشنل سوئمنگ کے مقابلوں میں شرکت کرنے کا دعوت نامہ بھی ملا۔

مذکورہ تینوں مقابلوں کی خبریں قومی سطح پر شائع ہونے والے اخبارات میں نشر ہوئیں۔ سال بھر میں بطور سیکرٹری میں نے اسپورٹس کلب کی بہتری اور اس کی ترقی میں اپنی حد تک مکمل کوشش کی۔

رپورٹ کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

زلزلہ متاثرین کے لیے چندہ جمع کرنے کی رپورٹ۔ (مئی، جون: 2008،2007)

اکتوبر 2005 کے اوائل میں پاکستان میں شدید زلزلہ آیا جس نے وسیع پیمانے پر ہلاکت خیز تباہی پھیلائی۔ اس زلزلے کی وجہ سے آزاد کشمیر اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں شدید نقصانات سامنے آئے۔ ہزاروں لوگ ملبوں تلے دب کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور لاکھوں لوگ اپنے گھروں کے منہدم ہونے کی وجہ سے بے گھر ہو گئے۔

سرد موسم اور شدید بارشوں کی وجہ سے ان علاقوں میں مسائل و مشکلات میں مزید اضافہ ہو رہا تھا اس لیے متاثرہ افراد دوسرے شہروں کی جانب ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ ملک بھر سے ان کے لیے نقدی، کھانا، کپڑے اور خیموں کی صورت میں امداد بہم پہنچائی گئی۔ ہر شہر میں مہاجرین کے لیے خیمہ بستیاں آباد کی گئی تھیں۔

ہمارے اسکول کے نزدیک بھی ایک خیمہ بستی قائم کی گئی جہاں سینکڑوں افراد آ کر پناہ گزیں ہوئے۔ ان میں بچوں کی ایک بڑی تعداد تھی جنہیں خوراک، رہائش اور لباس کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت کی بھی ضرورت تھی۔ ہمارے اسکول کے طلبہ نے ان مہاجر بچوں کے لیے چندہ اکٹھا کرنے کی مہم کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے تمام طلبہ نے اپنا اپنا جیب خرچ متاثرین کی مدد کے لیے وقف کیا اور مسلسل ایک ہفتہ تمام طلبہ اپنا جیب خرچ اسکول کے کیمپ میں جمع کرواتے رہے۔

اسکول کے طلبہ کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے اور تمام طلبہ کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے انہیں جیب خرچ بھی اچھا خاصہ ملتا ہے۔ ان کے چندے سے جمع ہونے والی رقم لاکھوں تک جا پہنچی۔ اسکول باہر بیرونی دروازے کے پاس ایک کیمپ لگایا گیا اور آنے جانے والے افراد اس کیمپ میں میں متاثرینِ زلزلہ کے لیے زرِ تعاون جمع کرواتے تھے۔ اس کے نتیجے میں ایک خطیر رقم جمع کر لی گئی جس سے متاثرہ بچوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنا ممکن ہو گیا تھا۔

طلبہ نے اپنے اپنے گھرانوں میں بھی اس مہم کو چلانا شروع کیا اور اس کے لیے باقاعدہ رسیدوں کی کاپیاں بنوا کر ہر طالب علم کو ایک ایک کاپی دی گئی۔ ایک کاپی میں دس رسیدیں ہوتی تھیں اور ہر طالب علم نے دس دس افراد سے زرِ تعاون حاصل کیا۔ انفرادی سطح پر چلائی گئی یہ مہم بھی ثمر آور ثابت ہو گئی اور ہر طالب علم نے ایک ہزار روپے تا پانچ ہزار روپے جمع کر کے کیمپ میں جمع کروائے۔ اسکول کے کیمپ میں اتنی رقم جمع ہو چکی تھی کہ اس سے متاثرہ بچوں کے لیے تمام ضروری اور بنیادی اقدامات کیے جا سکتے تھے۔ چنانچہ خیمہ بستی میں موجود تقریباً بچاس بچوں کو اسکول انتظامیہ نے وردی اور کتب مہیا کیں۔ انہیں اسکول میں مفت داخلہ دیا گیا۔ جس سے ان کی تعلیمی زندگی میں آنے والا انقطاع ختم ہو گیا۔

اس سطح پر چندہ جمع کرنے والی مہم کے ذریعے ہم لوگ متاثرہ بچوں کی تمام ضروریات پوری نہ کر سکے لیکن ان کے تعلیمی مسائل کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا اور وہ بھی ہمارے ساتھ پڑھنے لگے اور اپنے مستقبل کو روشن کرنے میں مصروفِ عمل ہو گئے۔

رپورٹ کا عنوان:۔ ______________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

کسی شہر یا ملک کی سیر پر رپورٹ۔(اکتوبر، نومبر:2008۔اکتوبر، نومبر:2016ء)

گزشتہ موسم گرما کی چھٹیوں میں میرے والد صاحب کا کاروباری معاملات کے سلسلے میں لاہور جانا ہوا۔ میں چھٹیوں کا کام مکمل کر چکا تھا اور گھر بیٹھے بیٹھے بوریت اور اکتاہٹ کا شکار ہو رہا تھا، چنانچہ میں نے بھی ان کے ہمراہ لاہور جانے کی ٹھان لی اور انھوں نے بخوشی اس پر اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ ہم والد صاحب کی گاڑی پر صبح سویرے ہی چل نکلے۔ اسلام آباد سے لاہور دو راستے جاتے ہیں۔ ایک جی ٹی روڈ اور دوسرا موٹر وے۔ ہم نے جی ٹی روڈ اختیار کیا۔

راستے میں گوجر خان، جہلم، سرائے عالمگیر، لالہ موسیٰ، گجرات، وزیر آباد، گوجرانوالہ اور مرید کے جیسے معروف شہروں سے گزرتے ہوئے ہم لاہور جا پہنچے۔ اس راستے کی انفرادیت یہ تھی کہ ہمارا تین دریاؤں کے پلوں سے گزرنا ہوا۔ ان میں جہلم کے قریب دریائے جہلم، وزیر آباد کے قریب دریائے چناب اور لاہور کے قریب دریائے راوی شامل ہیں۔ میں نے اپنے ڈیجیٹل کیمرے سے راستے میں آنے والے ہر خوشگوار منظر کی تصاویر لیں۔

دریائے راوی کا پل پار کر کے سڑک پر بنے ہوئے ایک ہوٹل سے دوپہر کا کھانا کھایا۔ لاہور پہنچ کر ہم نے سب سے پہلے یادگار چوک سے ملحق منٹو پارک کے پارکنگ ایریا میں گاڑی کھڑی کی اور پارک کی سیر کو نکلے۔ یہاں مینارِ پاکستان کے ساتھ تصاویر بنائیں اور راستے میں خریدے گئے پھل یہاں ایک جانب بیٹھ کر کھائے۔ مجھے یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا کہ یہاں صفائی وستھرائی کا نظام انتہائی ناقص تھا۔ پارک میں سبزے سے زیادہ گندگی نظر آ رہی تھی۔

منٹو پارک کے بعد اس کے بالمقابل بنی ہوئی بادشاہی مسجد اور شاہی قلعے کی سیر کو نکلے۔ بادشاہی مسجد مغلیہ حکومت کا ایک عظیم تعمیری شاہکار ہے اور اس میں چہل قدمی کرتے ہوئے مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کا احساس ہوتا ہے۔ شاہی قلعہ کی بیرونی دیواریں تو اپنی اصلی حالت پر قائم ہیں لیکن عمارت کا اندرونی حصہ خاصہ مخدوش ہو چکا ہے اس لیے حکومت نے جگہ جگہ منہدم حصوں کی تعمیرِ نو کر کے اس میں متعدد تبدیلیاں کر رکھی ہیں۔ ہم نے شاہی قلعے اور بادشاہی مسجد میں بھی جگہ جگہ تصاویر لیں۔ مجھے شاہی قلعے کا وہ حصہ سب سے زیادہ پسند آیا جس میں مغل بادشاہوں کے لباس اور اسلحے کے نمونے رکھے گئے ہیں۔ یقیناً یہ مقامِ عبرت ہے، کیونکہ یہاں آ کر احساس ہوتا ہے کہ طاقت ور حکمران بھی وقت کے سامنے کمزور ہو کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔

یہاں بھی ایک قابلِ افسوس مقام موجود ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ کے ان دو روشن ابواب کے بالکل متصل اور ملحق گناہوں کی دلدل موجود ہے جو اس دور کی پاکستانی قوم کی غیرت و حمیت کا منہ چڑا رہی ہے۔ یہاں سے نکل کر ہم لاہور کی چوتھی مشہور ترین جگہ "سید علی ہجویری رحمہ اللہ علیہ" کے دربار پر پہنچے جسے آج کل لوگ داتا دربار بھی کہتے ہیں۔ فاتحہ خوانی کے بعد باہر نکلے تو دیکھا کہ دربار کے ارد گرد اور سامنے بے شمار نشئی حضرات اوندھے منہ، چیتھڑے اوڑھے اور گندگی میں لت پت مدہوش پڑے ہوئے تھے۔

دربار کی دیواروں پر جگہ جگہ نصب شدہ تختوں پر لکھا ہوا تھا کہ "جیب کتروں سے ہوشیار رہیں"۔ اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہاں آنے والے زائرین کو بد قسمتی سے کس قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شام ہو چکی تھی اس لیے ہم ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہو گئے۔ اگلے روز دوپہر تک والد صاحب کاروباری میٹنگ میں مصروف رہے اور میں ہوٹل میں کھانا کھا کر سماجی رابطے کی ویب سائٹوں پر وقت گزاری کرتا رہا۔

شام کے وقت ہم نے واہگہ بارڈر کی سیر کی جہاں پاکستان اور بھارت کی سرحدیں ملتی ہیں۔ پرچم کشائی کی تقریب میں "پاکستان زندہ باد، جیوے جیوے پاکستان، پاکستان کا مطلب کیا، لاالٰہ الا اللہ، نعرہ تکبیر اور حب الوطنی پر مشتمل دیگر واشگاف نعروں نے ماحول گرمائے رکھا۔ تقریب کے بعد میں نے پاک فوج کے جوانوں کے ہمراہ تصویریں لیں۔

مجھے یہ دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ بارڈر پر پاکستانی فوج کی جانب سے ایک پاکستانی سکھ بھی پریڈ کا حصہ بنا ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ واقعی پاکستان میں ہر مذہب اور ہر قوم کے افراد اپنی قابلیت کی بنیاد پر ترقی پاسکتے ہیں اور سب کو مساوی بنیادوں پر ملک و قوم کی خدمت کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ رات کے وقت ہم واپس ہوٹل پہنچے اور اگلے دن ہم نے انارکلی بازار، اردو بازار، لبرٹی مارکیٹ اور الحمراہال کی سیر کی۔ ضرورت کی کچھ چیزیں بھی خریدیں اور شام کے وقت واپسی کے لیے رختِ سفر باندھ لیا۔

رپورٹ کا عنوان:۔ ______

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

کسی فلم یا ڈرامے پر رپورٹ۔(مئی،جون:2011)

فلم "کنگ ڈم آف دی ہیون" میری پسندیدہ فلموں میں سے ہے۔اس فلم کو فلمانے کی غرض سے "مراکش" کے علاقے "ورزات" میں ایک شہر تعمیر کیا گیا تھا۔مغربی ممالک میں یہ فلم اتنی پذیرائی حاصل نہیں کرپائی تھی۔خصوصاً امریکہ و کینیڈا میں تو یہ فلم بری طرح فلاپ ہو گئی تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فلم میں مسلمانوں کے تاریخی ہیرو "صلاح الدین ایوبی" کو ایک بہتر انسان کے روپ میں پیش کیا گیا ہے جب کہ مغرب میں اسلام کے دشمنوں نے صلاح الدین کے بارے میں اس قدر زہر گھولا ہے کہ اس کی مثبت شخصیت کو لوگ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے ہیں۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس فلم میں مسلمانوں کو ایک مہذب قوم کے روپ میں پیش کیا گیا ہے جب کہ مغرب میں جھوٹی تاریخ لکھنے والوں نے لوگوں کو ہمیشہ یہی پیغام دیا ہے کہ مسلمان ہمیشہ سے اجڈ اور جاہل رہے ہیں۔اس لیے مغربی ممالک میں یہ فلم کامیاب نہیں ہو سکی۔اگر فلم کے ہدایت کار رڈلے اسکاٹ یورپی تاریخ نویسوں کی کتب کا مطالعہ کرتے اور انہیں کتب کو بنیاد پر فلم بناتے تو شاید ان ممالک میں بھی اسے اتنی ہی پذیرائی ملتی جتنی اسے مصر و عرب ممالک میں حاصل ہوئی۔

اگر آپ تاریخی جنگوں میں دلچسپی رکھتے ہیں خصوصاً اگر آپ نے 12ویں صدی کی صلیبی جنگوں کی تاریخیں دلچسپی کے ساتھ پڑھ رکھی ہیں تو اس فلم کو ضرور دیکھیں۔فلم کا ایک حیران کن پہلو یہ ہے کہ صلیبی جنگ کی کہانی پر مبنی ہونے کے باوجود اس فلم میں صلاح الدین ایوبی کی شخصیت کا تاثر کہیں خراب ہوتا نظر نہیں آتا۔

ذاتی طور پر مجھے "اورلینڈو بلوم" کی اداکاری بہت زیادہ متاثر نہیں کر سکی۔ حالاں کہ "پائریٹس آف دی کریبین" اور "دی لارڈ آف دی رِنگ" میں انھوں نے اپنی اداکاری کا عمدہ مظاہرہ کیا تھا۔دوسری جانب شامی اداکار "غسان مسعود" نے اپنے کردار میں صلاح الدین ایوبی کی شخصیت کی بھرپور عکاسی کی ہے ور بلاشبہ انھوں نے تاریخ اسلامیہ کے اس عظیم کردار کے ساتھ پورا انصاف کیا ہے۔

اب بات کرتے ہیں چند تاریخی حقائق کی، جنہیں فلم میں نظر انداز کیا گیا ہے یا پھر غلط پیش کیا گیا ہے۔سب سے پہلے یہ کہ "بیلین" جو اس فلم کا ہیرو ہے اور اسے ایک لوہار کے طور پر دکھایا گیا ہے، درحقیقت کوئی لوہار نہیں تھا بلکہ اسے شہر میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔اس کا باپ اطالیہ یعنی اٹلی کا رہنے والا تھا۔

بلین اور ملکہ "آئزابیلا" کے درمیان اس فلم میں عشقیہ تعلق دکھایا گیا ہے۔یہ دونوں یروشلم کا دفاع کرنے پر متفق تھے، لیکن ان میں کوئی عشقیہ تعلق نہیں تھا۔فلم میں دکھایا گیا ہے کہ یروشلم کا بادشاہ بالڈوین چہارم جو 1174ء سے 1185ء تک تخت نشیں رہا، درحقیقت جذام کے مرض میں مبتلا تھا اور اس کی بہن یعنی آئزابیلا کی شادی گائے دی لوزینیان سے ہی ہوئی تھی،یہ بالکل سچ ہے۔

اس فلم میں دکھایا گیا ہے صلاح الدین ایوبی کی بہن کا قتل ایک عیسائی پادری نے کیا تھا اور ایوبی نے جس ایلچی کو قصاص کے مطالبہ کیلئے بھیجا اس کو عیسائی کمانڈر نے قتل کر دیا، جس کے بدلے میں صلاح الدین نے یروشلم پر حملہ کر دیا۔جب کہ واقعہ یہ ہے کہ صلیبی سردار رینالڈ کے ساتھ صلاح الدین ایوبی کا 4سالہ معاہدۂ صلح ہو چکا تھا۔لیکن اس کے باوجود عیسائی مسلمانوں کے قافلوں پر حملہ کرتے اور اسے لوٹ لیتے تھے، جیسا کہ فلم میں دکھایا بھی گیا ہے۔1186ء میں عیسائیوں کے ایک ایسے ہی حملے میں رینالڈ نے یہ جسارت کی کہ بہت سے دیگر عیسائی امرا کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کی غرض سے حجازِ مقدس پر حملہ آور ہوا۔صلاح الدین ایوبی نے آپ ان کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے اقدامات کیے اور فوراً رینالڈ کا تعاقب کرتے ہوئے حطین میں اسے جالیا۔جہاں جنگ حطین پیش آئی اور رینالڈ کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

فلم میں بیت المقدس کی فتح بھی حقیقت کی رو سے نہیں دکھائی گئی ہے۔فلم میں دکھایا گیا ہے کہ صلاح الدین ایوبی کیلئے قلع سر کرنا مشکل ہو گیا تھا اس لئے اس نے سفید پرچم دکھا کر صلح کی پیشکش کی۔جب کہ سچ یہ ہے کہ یروشلم کا دفاع صلاح الدین ایوبی کے طاقتور لشکر کے سامنے ناممکن ہو گیا تھا۔ لہٰذا صلح کی پیشکش یروشلم کے سردار کی طرف سے ہوئی تھی۔ورنہ یروشلم کو بزور شمشیر سر کر لینے میں کوئی مجبوری صلاح الدین ایوبی کو حائل نہیں تھی۔

فلم کے ایک اداکار نیسن (رینالڈ کے باپ) نے حال ہی میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔

رپورٹ کا عنوان:۔______________________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

اپنے علاقے کی صفائی مہم پر رپورٹ۔ (مئی، جون: 2013)

عید الاضحیٰ گزرنے کے بعد پاکستان بھر میں صفائی کی مہم شروع ہو گئی تھی جس میں چھوٹے اور بڑے سبھی افراد نے حصہ لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عید کے موقع پر کثیر تعداد میں لوگوں نے قربانی کی اور جانوروں کی آلائشیں گھروں کے باہر گلیوں میں یا کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں میں پھینک دیں۔ میونسپل کمیٹی کے کارندے آئے اور انہیں اٹھا کر لے گئے۔

جن جگہوں پر وہ نہ آئے وہاں الائشوں نے پڑے پڑے بدبو پھیلانا شروع کر دیا۔ اس لیے ہمارے علاقے کے افراد اپنی مدد آپ کے تحت گلیوں اور چوکوں کی صفائی مہم کا آغاز کرتے ہیں تاکہ آنے جانے میں کسی کو کوئی دقت نہ ہو اور بدبو کی وجہ سے علاقے کی فضا خراب نہ ہو۔

اس کے لیے سب سے پہلے مسجد میں اعلان کیا گیا کہ سوموار سے صفائی مہم کا آغاز کیا جا رہا ہے اس لیے ہر گھر سے کم از کم ایک فرد اس میں عملی طور پر شامل ہو۔ صفائی کے لیے ہر شخص اپنے اپنے گھر سے جھاڑو بھی ساتھ لایا اور سب نے اپنی اپنی گلی میں صفائی شروع کر دی۔

سب سے پہلے نالیوں کی صفائی کی گئی اور اس کے بعد گلیوں سے کوڑا کرکٹ صاف کرنے کا آغاز ہوا۔ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر اپنی گلی کا کوڑا کرکٹ ایک جگہ جمع کیا اور اس میں جو کوڑا جلا کر تلف کرنے کے قابل تھا اس کو جلا دیا گیا۔ باقی کوڑے کے ڈھیر کو اپنی جگہ رہنے دیا۔

گلی کی صفائی ہو گئی تو اپنے گھر سے پانی کا پائپ باہر گلی تک نکالا اور ٹونٹی چلا کر گلی میں پانی کا چھڑکاؤ کیا تاکہ دھول مٹی اور گرد و غبار بیٹھ جائے اور سانس لیتے ہوئے کوئی شخص اسے نہ نگل سکے۔ اس صفائی اور چھڑکاؤ کے عمل میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہو گئے اور تھکاوٹ کے مارے برا حال ہو گیا۔ اتنی دیر میں کھانا پک کر تیار ہو گیا چنانچہ ہم دونوں نے گھر آ کر کھانا کھایا۔

پھر باہر نکل کر دیکھا کہ کچھ لوگ ابھی تک صفائی میں مصروف تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے گلی تنگ تھی اور قدرے چھوٹی تھی اس لیے اس کی صفائی جلد ہو گئی۔ اس کی نسبت دوسری گلیاں کشادہ اور طویل تھیں جب کہ ان میں صفائی کرنے والوں کی تعداد کافی نہیں تھی اس لیے وہ لوگ ابھی تک صفائی میں مصروف تھے۔

چنانچہ ہم دونوں نے دوسری گلی میں کام کرنے والے بچوں کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ یہ گلی ابھی تک کچی تھی اور اس میں پکی نالیاں بھی تعمیر نہیں کی گئی تھیں اس لیے یہاں کوڑا کرکٹ ادھر ادھر بکھرا پڑا تھا۔ ہم لوگوں نے پہلے بڑے شاپر اٹھا کر انہیں ایک طرف جمع کرنے کے بعد جلا دیا۔ اس کے بعد ادھر ادھر بکھرے ہوئے روڑے اور اینٹیں اٹھا کر انہیں ایک کونے میں جمع کیا اور پھر سب نے مل کر جھاڑو سے صفائی کرنے کے بجائے اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا تا مٹی زمین پر جم جائے۔ اس گلی کی بس یہی صفائی تھی۔

جو لوگ ہمارے علاقے سے کوڑا کرکٹ اکٹھا کرتے تھے وہ ایک ٹریکٹر اور ٹرالی لے کر آئے اور اس ٹرالی میں علاقے بھر کی الائشیں اور کوڑے کے شاپر وغیرہ رکھ کر لے گئے۔

اس مکمل سرگرمی میں تقریباً چار گھنٹے صرف ہوئے۔ دیگر کئی علاقے، جہاں ابھی تک الائشوں اور کوڑے کے ڈھیر کی وجہ سے بدبو کا سماں تھا، وہاں تک ہماری اس سرگرمی کی اطلاع پہنچی تو ان لوگوں نے بھی اپنے اپنے علاقے میں صفائی کا آغاز کیا۔

رپورٹ کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد   کل نمبر   دستخط استاد مع تاریخ

اسکول کی لائبریری سے متعلق رپورٹ اور بہتری کے لیے تجاویز۔(اکتوبر،نومبر:2014)

ہمارے اسکول میں تعلیمی بلاک میں ہی لائبریری کے لیے ایک ہال مختص ہے جس کے دروازے پر "سٹڈی روم" کا تختہ لٹک رہاہے۔لائبریری میں چار الگ الگ شعبے ہیں جن میں ہر شعبے سے متعلقہ کتب مقفل الماریوں میں رکھی گئی ہیں۔یہ شعبے ادب،سائنس،تاریخ اور مذہب ہیں۔لائبریری میں کتابیں طلبہ کے لیے جاری کرنے اور وہاں بیٹھ کر پڑھنے کی سہولت موجود ہے۔وہاں ہی بیٹھ کر مطالعہ کرنے والوں کے لیے ایک جانب کرسیاں لگائی گئی ہیں۔لائبریری ائیر کنڈیشنڈ ہے اور سردی ہو یا گرمی، مطالعہ کرنے میں موسم کی وجہ سے کبھی کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

لائبریری میں ٹھنڈے پانی کا کولر بھی رکھا گیاہے۔یہاں روشنی کے لیے روشن دان اور کھڑکیاں ہیں۔کتابوں کا خیال رکھنے اور لائبریری کا انتظام و انصرام سنبھالنے کے لیے ایک لائبریرین کا تقرر کیا گیا ہے جن کی وساطت سے کسی بھی موضوع پر لکھی گئی کتاب حاصل کرنا یا اس کتاب سے متعلق معلومات حاصل کرنا انتہائی آسان ہے۔

لائبریری میں ایک کونے میں دیوار کے ساتھ رکھے گئے میز پر روزانہ اخبارات رکھے جاتے ہیں جن کے ذریعے طلبہ حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہتے ہیں۔اخبارات کے علاوہ علمی و فکری رسالے بھی اس کے ساتھ ایک اور میز پر رکھے جاتے ہیں جن میں ماہنامہ گلوبل سائنس،ماہنامہ تعلیم و تربیت اور ماہنامہ پھول شامل ہیں۔طلبہ اپنے پسندیدہ لکھاریوں کی تحاریر ان رسالوں میں پڑھتے ہیں اور اس سے ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

لائبریری میں موجود سہولیات کے پیشِ نظر کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک مثالی دار المطالعہ ہے۔لیکن اپنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ یہ لائبریری کچھ ایسے پہلوؤں کی حامل بھی ہے جن کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔

طلبہ کا خیال ہے کہ ہر جماعت کے طلبہ کے لیے روزانہ بنیادوں پر ایک پیریڈ لائبریری کے لیے ہونا چاہیے تاکہ نصابی کتب کے ساتھ ساتھ غیر نصابی کتب کا مطالعہ کر کے وہ اپنے علم و فہم کو مزید وسیع کر سکیں۔اس ضمن میں حال ہی میں ایک درخواست پرنسپل صاحب کو پیش کی گئی ہے اور امید ظاہر کی جاتی ہے کہ وہ اس پر غور فرما کر جلد ہی اسے منظور کر لیں گے۔

لائبریری میں کتب کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ کنکشن والے کمپیوٹر بھی رکھنے چاہئیں کیونکہ کتابیں اپنے سنِ اشاعت تک کی معلومات پر مبنی ہوتی ہیں جب کہ انٹرنیٹ پر ہر روز نت نئی کتب اپ لوڈ کی جاتی ہیں اور ایسی معلومات بھی مہیا کی جاتی ہیں جو ابھی کتابوں کے مصنف تحریر نہیں کرتے۔

مزید یہ کہ کسی موضوع پر اگر کوئی کتاب لائبریری میں دستیاب نہ ہو اور لائبریرین کو بھی اس سے متعلق کچھ معلوم نہ ہو تو اس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کے لیے انٹرنیٹ کی "ای-لائبریری" ہی معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

لائبریری میں طلباء و طالبات کے لیے الگ جگہ ہونی چاہیے کیونکہ کچھ طالبات لائبریری میں بہت باتیں کرتی ہیں جس سے پڑھنے والوں کے انہماک میں خلل واقع ہوتا ہے اور وہ اپنی توجہ مطالعے پر مرتکز نہیں رکھ سکتے۔اسی طرح لڑکے کتابوں کے لیے ہاتھا پائی کرتے ہیں اور ان کی چھینا جھپٹی کے دوران کتابیں پھٹ جاتی ہیں۔اس مسئلہ کا بھی مناسب حل نکالا جانا چاہیے۔

رپورٹ کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

اسکول میں کھانے پینے کی سہولیات پر رپورٹ اور انہیں بہتر بنانے کی تجاویز۔ (اکتوبر، نومبر: 2015)

ہمارے اسکول میں ایک کنٹین اسکول کے داخلی دروازے کے پاس ہی واقع ہے جس میں طلبا کے لیے کھانے پینے کی اشیاء دستیاب ہیں۔ ان میں کچھ مصنوعات ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ ہیں جن میں چاکلیٹ، بسکٹ، ٹھنڈے مشروبات، چپس اور آئس کریم شامل ہے۔ یہ مصنوعات سارا سال کنٹین میں دستیاب رہتی ہیں اور طلبا انہیں کسی بھی وقت خرید سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ کنٹین میں چند ایسی مصنوعات بھی دستیاب ہیں جو کنٹین کے مالک اپنی نگرانی میں تیار کرواتے ہیں۔ ان میں دہی بھلے، سموسے، چکن رول، شوارما، رول پراٹھا اور چائے وغیرہ شامل ہیں۔ یہ چیزیں زیادہ تر اس وقت خریدی جاتی ہیں جب تفریح کا وقت ہو اور طلبا سخت بھوک محسوس کر رہے ہوں۔ کنٹین کے ساتھ بیٹھنے کے لیے چند میز اور کرسیاں رکھی گئی ہیں تا کہ طلبا آرام اور سکون سے اشیاءِ خورد کو مہذب انداز میں تناول کر سکیں۔ اس کے علاوہ اسکول انتظامیہ کی جانب سے تقریباً تین جگہ ٹھنڈے پانی کا انتظام کرنے کے لیے کولر لگائے گئے ہیں۔

کنٹین میں موجود اشیاء کی قیمتیں ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو کئی برسوں سے سلجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاہم مسئلہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے جوں کا توں ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی زیادہ تر مصنوعات پر ان کی قیمتیں تحریر کی گئی ہیں۔ اس کے باوجود کنٹین پر وہ مصنوعات مہنگی فروخت کی جا رہی ہیں۔ وہ اشیاء جو کنٹین کے مالک اپنی زیرِ نگرانی تیار کرواتے ہیں وہ بھی بازار سے مہنگی ہیں۔ قیمتوں کے اس واضح فرق کی بنا پر طلبا کھانے پینے کی چیزیں کنٹین سے خریدنے کے بجائے گھر سے ساتھ لے آتے ہیں۔ اس سے کنٹین والے کا کاروبار تو متاثر ہوتا ہی ہے، ساتھ ہی ساتھ طلبا گھر سے لایا ہوا باسی کھانا کھانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اگر کنٹین پر موجود اشیاء کے نرخ مناسب ہو جائیں تو فریقین اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اسکول انتظامیہ کی طرف سے یہ اصول بنا دیا گیا ہے کہ محض تفریح کے دورانیے میں ہی طلبا کنٹین کا رخ کر سکتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں تفریح کے دورانیے میں کنٹین پر طلبا کا رش بڑھ جاتا ہے اور وہاں بعض اوقات دھکم پیل اور ہاتھا پائی کی نوبت آ جاتی ہے۔ اگرچہ طلبا کی تعداد کے پیشِ نظر چھوٹی جماعتوں اور بڑی جماعتوں کے طلبا کی تفریح کا الگ الگ وقت ہے، دونوں الگ الگ وقت میں کنٹین پر جمع ہوتے ہیں لیکن وقت کی کمی اور طلبا کی تعداد کے زیادہ ہونے کی بنا پر تمام طلبا کے لیے چیزیں خریدنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر کچھ اساتذہ طلبا کو قطاروں میں کھڑا کرنے کے لیے موجود ہوتے ہیں جس سے دھکم پیل اور افراتفری میں کسی حد تک کمی واقع ہو جاتی ہے۔

کنٹین پر دستیاب تمام چیزیں تیز ذائقوں والی ہیں جن کے زیادہ استعمال کی عادت اس قدر راسخ ہو چکی ہے کہ طلبا اب آہستہ آہستہ قدرتی ذائقوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اسکول انتظامیہ کی جانب سے لگائے گئے پانی کے کولروں میں بعض اوقات پانی موجود نہیں ہوتا۔ کئی مرتبہ طلبا کو پیاس بجھانے کے لیے کنٹین سے پانی خریدنا پڑتا ہے۔ جو طلبا اس کی استطاعت نہیں رکھتے وہ سارا دن پیاسے رہتے ہیں۔ انتظامیہ کو چاہیے کہ پانی کے ان کولروں میں ہمہ وقت پانی کی دستیابی کو یقینی بنائیں۔

رپورٹ کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

تاریخی عمارت کی سیر کے بارے میں رپورٹ (اکتوبر، نومبر: 2018)

گزشتہ برس گرمیوں کی چھٹیوں میں میں نے اپنے والد کے ساتھ خیبر پختونخواہ کی سیر کی۔ اس صوبے میں مجھے درہ خیبر نے سب سے زیادہ متاثر کیا تھا۔ پاکستان کی شمال مغربی سرحد پر پشاور سے چند میل دور، 33 میل طویل ایک درہ۔ اونچے اونچے خشک اور دشوار گزار پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ چوڑائی ایک جگہ صرف دس فٹ ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان آمدورفت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ تاریخ میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے برصغیر میں شمال مغرب کی طرف سے جتنے فاتح آئے۔ اسی راستے سے آئے۔ انگریزوں نے 1879ء میں اس پر قبضہ کیا۔ درہ خیبر جمرود سے شروع ہوتا ہے اور تورخم تک چلا گیا ہے۔ جو پاک افغان سرحد کی آخری چوکی ہے۔ باب خیبر اور قلعہ جمرود پاس ہی واقع ہیں۔

مجھے بتایا گیا کہ مشہور زمانہ ڈیورنڈ لائن درہ خیبر کے بلند پہاڑوں سے گزرتی ہوئی اپنا طویل فاصلہ طے کرتی ہے یہ مشہور درہ جو تاریخی اہمیت کا حامل ہے، سلسلہ کوہ سلیمان میں پشاور سے ساڑھے 17 کلو میٹر (تقریباً 11 میل) کے فاصلے پر قلعہ جمرود سے شروع ہوتا ہے اور تورخم (پاک افغان سرحد)56 کلو میٹر (35 میل) تک پھیلا ہوا ہے برصغیر اور جنوبی ایشیاء کے وسیع میدانوں تک رسائی کے لیے چاہے وہ نقل مکانی کی خاطر ہو یا حملے کی، اس درے نے ہمیشہ تاریخ میں اہم مقام کا کردار ادا کیا ہے۔ یہ درہ قوموں، تہذیبوں، فاتحوں اور نئے نئے مذاہب کی بقاء اور فنا عروج اور زوال کی ایک مکمل تاریخ سمجھا جاتا ہے۔

وہاں موجود لوگوں سے پتہ چلا کہ اصل میں یہ رہ درہ جمرود کے کچھ آگے شادی گھیاڑ کے مقام سے شروع ہو کر پاک افغان سرحد پر واقع مقام طورخم تک پہنچتا ہے جو تقریباً 33 میل لمبا ہے۔ جمرود کے مقام پر درہ خیبر کی تاریخی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے شاہراہ پر ایک خوبصورت محرابی دروازہ بنایا گیا ہے جسے "باب خیبر" کہتے ہیں جو مقامی ثقافت کی ایک علامت بھی ہے۔ باب خیبر کا دروازہ جون 1963ء میں بنا۔ باب خیبر پر مختلف تختیاں بھی نصب ہیں جن پر اس درہ سے گزرنے والے حکمرانوں اور حملہ آوروں کے نام درج ہیں۔ باب خیبر کے پاس ایک جرگہ ہال بھی موجود ہے جہاں قبائلی نمائندوں کے اجلاس منعقد ہوا کرتے ہیں، جمرود میں ایک اونچے مقام پر مٹیالے رنگ کا قلعہ بھی ہے جس کی شکل و صورت ایک بحری جہاز کے ساتھ ملتی جلتی نظر آ رہی ہوتی ہے اس کو سکھ جرنیل ہری سنگھ نلوہ نے 1836ء میں درہ خیبر کی حفاظت کے لیے تعمیر کروایا تھا۔

واپسی پر والد صاحب نے میری معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے بتایا کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے تین بار درہ خیبر کا دورہ کیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد 1948ء میں قائد اعظم درہ خیبر آئے تو انہوں نے قبائلی عوام پر پورے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے قبائلی علاقوں سے فوجیں واپس بلالیں اور مقامی لوگوں کی تعریف کی۔ درہ خیبر پاکستان اور وسطی ایشیا کے درمیان تجارت اور آمد و رفت کا راستہ ہے۔

رپورٹ کا عنوان:۔_______________________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

اسکول سے ملنے والی اچانک اور غیر متوقع چھٹی کے دن کی سر گرمیوں پر رپورٹ۔

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

خاندان میں ہونے والے کسی جھگڑے کی رپورٹ۔

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ



تقریر نویسی

Speech Writing

مواد کے نمبر:5

زبان کے نمبر:15

کل نمبر:20

الفاظ کی مطلوب تعداد:200 تا 250

اس سوال میں کل مارکس حاصل کرنے کا طریقہ

اولیولز میں 200 سے 250 الفاظ تک امیدوار سے تقریر مطلوب ہوتی ہے۔ تقریر کسی بھی موضوع پر دی جا سکتی ہے البتہ مذہبی، سیاسی، قومی، لسانی اور معاشرتی تنازعات سے متعلق موضوع نہیں دیا جاتا۔

ذیل میں تقریر نویسی سے متعلق چند اصول دیے جاتے ہیں۔

تقریر نویسی کے سوال کا جواب لکھنے سے پہلے موضوع سے متعلق اپنی تمام معلومات اشاروں کی شکل میں رف صفحے پر لکھیں۔

ان اشاروں کو ترتیب دیں تاکہ جو بات پہلے لکھی جانی چاہیے اس کا اشارہ پہلے اور جو بعد میں لکھی جانی چاہیے اس کا اشارہ بعد میں آ جائے۔

اشاروں کو اس نسبت سے ترتیب دیں:۔(1)موضوع کا تعارف / مسئلہ کی وضاحت۔(2)موضوع / مسئلہ کی اہمیت / سنگینی۔(3)موضوع کی تفصیلات۔(4)تفصیلات بیان کرنے سے حاصل ہونے والے اسباق / نتائج / عبرتیں / نصائح۔

تقریر لکھتے ہوئے تقریر کا انداز اختیار کریں۔ مضمون یا رپورٹ کا انداز نہ اپنائیں۔

اسکول میں کسی تہوار پر کی جانے والی تقریر۔(اکتوبر،نومبر: 2004،2011ء)

محترم جناب پرنسپل صاحب،اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب رفقاء!السلام علیکم۔

آج اس اہم موقع پر میں آپ کے سامنے یہ نکتہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں موجود ہر قوم کا کوئی نا کوئی مقدس ،مذہبی یا معاشرتی تہوار ہوتا ہے۔

ہم عید مناتے ہیں تو ہندو دیوالی مناتے ہیں، مسیحی کرسمس مناتے ہیں تو یہودی یومِ نجات مناتے ہیں۔جس طرح ہم عید والے دن نماز عیدادا کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں۔معاشرے میں بسنے والے غرباء کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کیلئے انہیں صدقات اور فطرانہ ادا کرتے ہیں اسی طرح ہندو مندر جاتے ہیں، مسیحی گرجے میں جاتے ہیں،یہودی اپنے معبد میں جاتے ہیں۔وہ بھی اپنی مذہبی رسوم کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح ہم اپنے مناسک بجا لانے کے پابند ہیں۔

جنابِ صدر!دنیا میں ہر قوم کا ایک خاص دن ہوتا ہے۔بحثیتِ مسلم ہمارا خاص دن عید ہے۔بحثیت پاکستانی 14اگست کا دن ہمارا یوم آزادی ہے کیونکہ 14اگست 1947ء کو مسلمانانِ برصغیر نے انگریزوں کی غلامی سے آزادی حاصل اوروہ ایک خود مختار مملکت کے باسی بن گئے۔6ستمبر ہمارایومِ دفاع ہے کیونکہ اس روز پاکستان کی سرحدوں پر بھارتی افواج نے رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا اور ہماری افواج نے انہیں ناکوں چنے چبوا دیے۔پانچ فروری ہمارے ہاں یوم کشمیر کہلاتاہے جس میں ہم ہر سال مقبوضہ کشمیر کے مظلوم لوگوں سے اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں۔28مئی ہمارے لیے یومِ تکبیر ہے کیونکہ 28مئی 1999ء کے موقع پر پاکستان نے کامیاب ایٹمی تجربات کیے اور ہم دنیا کے نقشے پر ایک جوہری طاقت کے روپ میں ابھر کر سامنے آئے۔

محترم سامعین!پاکستان میں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے پیروکار بھی بستے ہیں۔مسلمانوں کے بھی مختلف مسالک کے حامی اس سر زمین پر آباد ہیں۔اس کے علاوہ مختلف سیاسی پارٹیوں اور اقوام کے لوگ بھی اس سر زمین سے وابستہ ہیں۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہاں ہر مہینے میں کسی نہ کسی طبقے کا کوئی نہ کوئی خاص دن ضرور ہوتا ہے اور اس خاص دن میں اس طبقے کے لوگ کسی جگہ اکٹھے ہو کر اپنی رسومات ادا کرتے ہیں۔یہ دوسرے لوگوں کے تحمل،برداشت اور صبر کے امتحان کا وقت ہوتا ہے۔

اگر ان تقریبات کا انعقاد پر امن طریقے سے کیا جائے،سڑکیں بلاک نہ کی جائیں،نفرت امیز نعرے نہ لگائے جائیں اور دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی تقاریر نہ کی جائیں تو ہمارا ملک کبھی بھی انتشار و افتراق اور لڑائی جھگڑوں کا مسکن نہیں بن سکتا۔اسی طرح دوسرے مسالک ،مذاہب اور سیاسی پارٹیوں کے افراد پتھراؤ کرنے،ہتھیار لے کر چڑھ دوڑنے اور تردید و انکار کرنے کی بجائے ان خاص دنوں کا احترام اور دوسروں کے جذبات کی تکریم کریں تو ،میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا۔

دوستو!ایک طالب علم کی حیثیت سے میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اپنے اسکول کی حدود میں ہم مذہب ،مسلک،رنگ ،نسل،زبان،علاقے اور قبیلے کی تخصیص سے بالا تر ہو کر انسانیت کے رشتے کو آپس میں مضبوط کریں اور ایک دوسرے سے محبت،پیار،اتفاق اور باہمی یگانگت کے ساتھ پیش آئیں۔ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم پڑھی،سنی اور یاد کی ہوئی امن و مان سے متعلق ان تمام تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کریں جو دنیا کے ہر مذہب میں سکھائی جاتی ہیں۔

میں آخر میں یہی کیوں گا کہ یہاں نہ کوئی سنی ہے نہ شیعہ،نہ وہابی نہ دیوبندی،نہ احمدی نہ غیر احمدی،نہ مسلمان نہ مسیحی،اس اسکول کی چار دیواری میں ہر کوئی صرف اور صرف پاکستانی ہے اور پاکستانیت کا رشتہ ہی ہمیں آپس میں مضبوط بھائی چارے میں پرو سکتا ہے۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد		کل نمبر		دستخط استاد مع تاریخ

والدین کے حقوق پر تقریر۔(مئی،جون:2005ء)

محترم جناب پرنسپل صاحب،اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب رفقاء!السلام علیکم۔

آج میں والدین کے حقوق ادا کرنے کی اہمیت سے آپ لوگوں کو روشناس کروانا چاہتا ہوں۔اس سے آپ یقیناً پہلے بھی باخبر ہیں۔والدین کی اہمیت کی وجہ سے ہی قرآن کریم نے ماں باپ کے حقوق ادا کرنے کا تذکرہ بار بار کیا ہے۔صرف قرآن ہی نہیں بلکہ بائبل میں بھی والدین کے حقوق پر اسی طرح زور دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیتے ہوئے انسان کو احساس دلایا ہے کہ جن افراد کی ہمدردی،شفقت اور محبت کے زیر سایہ وہ پروان چڑھا ہے ان کی خدمت و خاطر اور فرمانبرداری اس پر لازم ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے کہ "فلا تقل لھما اُفّ"یعنی اپنے ماں باپ کی کسی بات یا عمل پر اعتراض کرتے ہوئے اف تک مت کہو بلکہ "واجنح لھما جناح الذل"یعنی ان کے سامنے ہمہ وقت سرِ تسلیم خم کر کے رکھو۔قرآن کریم نے والدین کی غلطی پر ان کو جھڑکنے سے بھی منع فرمایا ہے اور انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ ماں باپ کے ساتھ بات کرتے ہوئے الفاظ نرم اور آواز دھیمی رکھے۔

میرے دوستو!قرآن نے ماں باپ کے لیے مانگی جانے والی دعا بھی سکھلائی ہے۔وہ دعا یہ ہے"رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا"اے اللہ !ان دونوں پر اسی طرح رحم فرما جس طرح ان دونوں نے مجھ پر رحم کیا تھا۔نبی کریم ﷺ نے صرف اپنے والدین ہی نہیں بلکہ دوسروں کے والدین کی عزت و توقیر کا حکم بھی دیا ہے۔بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بد ترین گناہوں میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دینے کا مرتکب ہو۔یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بھلا کیسے ممکن ہے؟کوئی انسان اپنے والدین کو گالی کیسے دے سکتا ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی انسان دوسروں کے والدین کو گالی دے گا تو بدلے میں وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے گا۔یہ بالکل اپنے ماں باپ کو خود گالی دینے کے مترادف ہے۔

سامعین!اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک آدمی جہاد میں شریک ہونے کے لیے آیا۔آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟اس نے جواب دیا کہ ہاں دونوں زندہ ہیں۔آپ ﷺ نے اس کو جہادی لشکر میں شامل ہونے سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ جاؤ اور جا کر اپنے ماں باپ کی خدمت کرو۔اللہ کے نزدیک تمھارا یہی عمل جہاد تصور کیا جائے گا۔

جنابِ صدر!یہاں میں ایک اور عمل کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم صرف مسلمانوں کو ہی نہیں دیا گیا بلکہ اسلام سے پہلے یہودیوں اور مسیحیوں کو بھی اس عمل کے سر انجام دینے کا حکم دیا گیا تھا۔

قرآنی آیت کی رو سے صدقہ اور خیرات دینے سے زیادہ ضروری ہے کہ مال والدین پر خرچ کیا جائے۔اللہ نے اکثر مقامات پر جہاں اپنی عبادت اور شرک سے اجتناب کا حکم دیا ہے وہاں اس کے ساتھ ہی والدین کی فرمانبرداری بھی لازم قرار دی ہے۔رسول ﷺ نے فرمایا کہ "اعلموا ان الجنۃ تحت اقدام الامھات"یعنی جان لو!کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ماں باپ سے حسن سلوک کو نبی ﷺ نے نماز کے بعد اہم ترین نیکی قرار دیا ہے۔

تاریخ میں ان تین افراد کا واقعہ محفوظ ہے جو دوران سفر ایک غار میں پھنس گئے اور ایک نے اللہ سے اپنے والدین کی خدمت کے بدلے میں نجات مانگی تو وہ غار سے آزاد ہو گئے۔آیئے اس فریضے کی ادائیگی کا عہد کریں اور اس عظیم ذمہ داری کو نبھانے کی ہر کوشش کریں۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

"محنت کی قدر و قیمت" پر تقریر۔(اکتوبر، نومبر:2006)

محترم جناب پرنسپل صاحب، اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو! آج میں جس موضوع پر آپ لوگوں کے سامنے اظہارِ خیال کرنا چاہتا ہوں وہ ہے "محنت کی قدر و قیمت"۔ سیانے کہتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز ایک نظام کے تحت مسلسل محنت کر رہی ہے۔ سورج کا کام ہے روشنی، حرارت اور توانائی دینا۔ اس لیے وہ مسلسل اپنا کام کر رہا ہے جس کی وجہ سے دنیا کا نظام قائم ہے۔

اگر بالفرض سورج حرارت اور توانائی مہیا کرنے کا کام چھوڑ دے تو اس سرزمین کا نظام تباہ و برباد ہو جائے۔ اسی طرح باقی چیزیں اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور ہر چیز کے کام کا براہ راست انسان کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ان چیزوں کی طرح انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کام کاج کرنے اور محنت و مشقت کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا ہے تاکہ اس کی کوششوں سے اس کا اور دوسروں کا فائدہ ہو سکے۔

دوستو! دنیا کا مشہور ترین مقولہ ہے کہ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ اگر کام چوری اور سستی و کاہلی کو اپنا لیا جائے اور ہڈ حرامی کو اپنا وتیرہ بنا لیا جائے تو اس کے نتیجے میں شاید اگلے وقت کی روٹی بھی نصیب نہیں ہو سکتی لیکن اگر انسان محنت، جفاکشی اور کام کرنے کو اپنے لیے فخر کا باعث سمجھے اور ضروری اوقات میں مصروف رہے تو اس کا پھل انسان کو خود ہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی ملتا ہے۔

میرے دوستو! آپ کسان کو ہی دیکھ لیں۔ وہ آج محنت کرنا چھوڑ دیں تو خود بے روزگار ہو جائیں گے اور ان کی وجہ سے دنیا فاقوں سے مر جائے گی۔ طالب علم محنت کرنا چھوڑ دیں تو ان کے نتائج برے آنے کی وجہ سے نہ صِرف ان کا اپنا وقت برباد ہو گا بلکہ ان کے والدین کی خون پسینے کی کمائی بھی ضائع ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر اساتذہ محنت نہ کریں تو لائق و فائق طلبہ تو شاید محنت کر کے کسی طرح پاس ہو ہی جائیں گے لیکن وہ طلبہ جو پڑھائی میں کمزور ہیں، وہ ناکامی و نامرادی کا شکار ہو جائیں گے۔

محترم اساتذہ کرام! حرکت میں برکت کا مقولہ اس وقت زبان زد عام ہے۔ سائنس کا قانون ہے کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے اور اگر عمل ہی نہ ہو تو ردعمل میں پھل بھی نہیں مل سکتا۔ علامہ اقبال نے اسی ضمن میں فرمایا تھا کہ:۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ‏ ‏ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ہمارے پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ مجھے اپنے ہاتھ کی کمائی سب کمائیوں سے زیادہ پسند ہے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام جو اپنے وقت کے بادشاہ تھے، وہ بھی اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا مقولہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ کام، کام اور صرف کام۔

سامعین کرام: ہر انسان اپنی محنت کا خود ذمہ دار ہے۔ کوئی کسی کے لیے زیادہ دیر لقموں کا بندوبست نہیں کرتا، کوئی کسی کی جگہ امتحان دے کر اسے پاس نہیں کرواتا اور کوئی کسی کی جگہ نوکری کر کے اسے تنخواہ نہیں دلواتا۔ اس لیے ہمیں عہد کرنا ہو گا کہ ہم سے جس طرح کی محنت مطلوب ہے، ہم اس سے بھی زیادہ محنت کر کے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کریں گے۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

دیہات میں تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کی اہمیت پر تقریر۔(مئی، جون: 2009)

محترم جناب پرنسپل صاحب، اساتذہ کرام، طلبہ، مہمانانِ گرامی اور سامعین! صرف کتابیں ہی نہیں بلکہ اب انسان بھی مان چکے ہیں کہ علم کے بغیر انسان ایک وحشی درندہ اور خطرناک حیوان ہے۔ اسی لیے ہر شہر میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے گلی گلی اسکول کھل رہے ہیں اور ہر علاقے میں کالجوں کا اجراء کیا جارہا ہے۔ ہر ضلع میں یونیورسٹیاں کھل رہی ہیں جو ملک بھر میں تعلیم کی شرح میں اضافہ کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ دیہاتی علاقے آج بھی تعلیم کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ جس کی وجہ سے شہروں میں تو خواندگی کی شرح بڑھ رہی ہے لیکن غریب دیہاتی عوام کی حالت ابھی بھی جوں کی توں ہے۔

میں بے شمار ایسے دیہاتوں کے اسکولوں کو دیکھ چکا ہوں جہاں سرے سے کسی اسکول کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔ اس وجہ سے آج بھی وہاں لوگوں کو خط پڑھوانے کے لیے بھی دوسرے علاقوں میں جانا پڑتا ہے۔ کچھ دیہاتوں میں اسکول کے نام پر ایک آدھ کمرے سے زیادہ عمارت نہیں ہوتی اور کئی دیہات ایسے بھی ہیں جن میں اسکولوں کی عمارتیں تو موجود ہیں لیکن وہاں نہ طلبہ کا نام ہے اور نہ اساتذہ کا نشان۔ بلکہ ان عمارتوں میں گاؤں کے چودھریوں، وڈیروں اور سرداروں کے مویشی بندھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ مناظر دیکھنے کے بعد انسان کفِ افسوس ملتا رہ جاتا ہے کیونکہ حکومت کی توجہ بار بار اس جانب مبذول کروانے کے باوجود کسی قسم کی کوئی تبدیلی دیکھنے کو نہیں مل سکی۔

جنابِ صدر! میں خود ایک گاؤں سے شہر میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ میں ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں اور شہر میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے اخراجات ادا کرنا میرے والدین کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ لیکن ہمارے گاؤں میں چونکہ کوئی تعلیمی ادارہ قائم نہیں ہوا جس میں میرے سمیت دوسرے طلبہ تعلیم حاصل کر سکیں اس لیے مجبوری کے باعث بھاری اخراجات برداشت کرکے میں شہر میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ اگر میرے گاؤں میں ایک ہائی اسکول اور کالج کھول دیا جائے تو وہ لوگ بھی تعلیم سے ہمکنار ہو سکیں گے جو سرمائے کی عدم موجودگی کے باعث شہر آکر تعلیم حاصل نہیں کر رہے بلکہ کھیتوں میں ہل جوت کر، مویشی پال کر اور مزدوری کر کے وقت گزار رہے ہیں۔

محترم سامعین! پاکستان کی ستر فیصد آبادی اس وقت دیہاتوں میں بس رہی ہے اور تیس فیصد آبادی شہروں میں آباد ہے۔ ترقی کا مطلب تیس فیصد لوگوں کی ترقی نہیں بلکہ سو فیصد آبادی کی ترقی ہے۔ اس لیے دیہاتوں میں تعلیمی سہولیات فراہم کرنا اتنا ہی اہم اور ضروری ہے جتنا شہروں میں۔ اگر ہم نے دیہات کو تعلیمی اعتبار سے نظر انداز کر دیا تو نہ صِرف وہاں کے عوام ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے بلکہ ان کے ساتھ پورا ملک زوال پذیر ہو جائے گا۔ مجھے، آپ سب کو، سیاست دانوں کو، تمام پاکستانیوں کو اس حساس ترین مسئلہ کی جانب توجہ دینا ہوگی تاکہ شہروں کے ساتھ ساتھ دیہاتوں میں بھی شرح خواندگی میں اضافہ ہو سکے اور ملک میں خوشحالی آسکے۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

یومِ آزادی کے جشن پر تقریر۔(مئی،جون:2010)

محترم جناب پرنسپل صاحب، اساتذہ کرام، طلبہ اور مہمانانِ گرامی! سال میں تین سو پینسٹھ ایام ہوتے ہیں اور ایک کے بعد دوسرا دن آتا ہے اور اس کے گزرنے کے بعد تیسرا دن آتا ہے۔ان ہی دنوں میں کچھ ایام خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جن میں یومِ آزادی 14 اگست بھی شامل ہے۔

یہ دن اس اعتبار سے خاص ہے کہ 14 اگست 1947 کو برصغیر کے مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی سے نجات ملی اور ایک آزاد ملک "پاکستان" نام سے دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوا۔ یہ دنیا کا پہلا ملک ہے جو ایک نظریے، ایک نصب العین اور ایک مقصدِ حیات کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا۔اس ملک کا بننا بیسویں صدی کا عظیم ترین معجزہ ہے کیونکہ پاکستان بننے کی جب بھی بات کی جاتی ،لوگ اسے احمق کا خیال اور دیوانے کا خواب سمجھ کر نظر انداز کر دیتے تھے۔

محترم سامعین! آزادی کے لیے فعال اور متحرک ہمارے بزرگوں کو تحریکِ پاکستان سے الگ کرنے کے لیے دولت اور حکومت کا لالچ دیا گیا، انہیں سولی اور پھانسی کا خوف دلایا گیا، ان کے گھروں کو جلانے کا عمل بھی شروع ہو گیا لیکن ان لوگوں نے فاقے کاٹے لیکن تحریک کے لیے ہر موقع پر چندہ دیا، انھوں نے ماریں کھائیں لیکن پاکستان کے لیے پیچھے ہٹنا گوارا نہ کیا، انھوں نے اولادیں قربان کیں لیکن پاکستان کا نعرہ بلند کرنا ختم نہ کیا، ان کی جائدادیں چھین لی گئیں لیکن انھوں نے آزادی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے سے پیچھے ہٹنا گوارا نہ کیا۔1940 سے 1947 تک برصغیر میں ایک نعرہ گونجتا تھا" سینے پہ گولی کھائیں گے، پاکستان بنائیں گے "۔ایک للکار گونج رہی تھی" مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ"۔ایک فلک شگاف پکار کانوں سے ہر دم ٹکراتی تھی" پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ"۔یہ جوش، یہ جذبہ، یہ ہمت، یہ شجاعت، یہ قربانیوں کی لازوال حقیقت دیکھ کر ہی قائد اعظم نے قیامِ پاکستان سے قبل ہی پیش گوئی کر دی تھی کہ" اب پاکستان کے قیام کو دنیا کی کوئی قوت اور طاقت روک نہیں سکتی"۔ محترم سامعین! قوموں کو عروج راتوں رات نہیں ملتا بلکہ اس کے لیے مہینوں، سالوں، عشروں بلکہ صدیوں محنت و مشقت اور جدوجہد کرنا ہوتی ہے۔ہمارے بزرگوں نے بھی عشروں تک اس سرزمین کے حصول کے لیے خون پسینہ ایک کیا۔

اس وقت ایک طرف سلطنتِ مغلیہ ختم ہو چکی تھی، دوسری طرف سلطنتِ عثمانیہ مٹ چکی تھی، پوری مسلم دنیا رنگ، نسل، زبان اور قوم کی بنیاد پر بستیوں اور قبیلوں میں بٹ چکی تھی۔ برطانوی سامراج کے پنجے برصغیر میں پیوست ہو چکے تھے۔ دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور ، جس کا دعویٰ تھا کہ اس کی سلطنت اس قدر وسیع ہے کہ اس پر کبھی سورج غروب نہیں ہو سکتا۔ایک سو نوے سال، مسلسل اس کی چیرہ دستیوں اور مظالم کے تحت ہمارے بزرگوں نے تحریکِ آزادی کسی نہ کسی صورت میں جاری رکھی، تب جا کر انہیں کامیابی نصیب ہوئی۔ آج انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہم اس بات پر لڑتے ہیں کہ قائد اعظم مسلمان تھے یا سیکولر؟ علامہ اقبال کا پاکستان بنانے میں کوئی کردار تھا یا نہیں؟ یہ ملک سنیوں کا ہے؟ وہابیوں کا ہے؟ دیوبندیوں کا ہے؟ احمدیوں کا ہے؟ شیعوں کا ہے؟ اسماعیلیوں کا ہے؟ سرمایہ داروں کا ہے؟ سیاست دانوں کا ہے؟ پنجابیوں، سندھیوں، پٹھانوں، سرائیکیوں یا بلوچیوں کا ہے؟ یا پھر یہ ملک کسی کا نہیں ہے بلکہ جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہو گی یہ ملک اسی کی بھینس ہو گا۔اس کا فیصلہ قائد نے کر دیا تھا کہ آپ سب پاکستانی ہیں اور یہ ملک آپ سب کا ہے۔ خدا حافظ

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　کل نمبر　　　دستخط استاد مع تاریخ

عورتوں کے حقوق کے پر تقریر۔(اکتوبر، نومبر:2010)

محترم جناب پرنسپل صاحب، معزز اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

دنیا کی عظیم ترین سچائیوں میں سے ایک سچائی یہ بھی ہے کہ جس طرح معاشرے میں مرد کا مقام اور کردار اہم ہے اسی طرح عورت کا مقام و مرتبہ اور اس کی قدر و منزلت بھی انتہائی اہم ہے۔ مرد کا مقام و مرتبہ اگر والد کا ہے تو عورت کی عزت و احترام کا درجہ ماں کا ہے۔ مرد اگر شوہر ہے تو خاتون بیوی ہے۔ مرد اگر بیٹا ہے تو عورت بیٹی ہے۔ مرد اگر بھائی ہے تو عورت بہن ہے۔ مرد دنیا کے ہر میدان میں جتنا اہم ہے اسی میدان میں اسی وقت عورت بھی اسی مرتبے میں مرد کی ہم پلہ ہوتی ہے۔ یہ ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں، اگر ایک پہیے سے گاڑی کو چلایا جائے تو وہ چلنے سے قاصر ہوتی ہے اسی طرح ان مرد اور عورت میں کسی ایک کو فراموش کر کے زندگی کا نظام چلانے کی کوشش کی جائے تو سوائے ناکامی و نامرادی کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا۔

محترم ساتھیو! جب اس امر سے انکار ہی ممکن نہیں کہ عورت مرد کے شانہ بشانہ چل کر زندگی کے ہر میدان میں ترقی کر سکتی ہے تو پھر تعلیم کے لیے بیٹوں پر زیادہ اور بیٹیوں پر کم توجہ کیوں؟ پھر بیٹوں کی پیدائش پر خوشی کا سماں اور بیٹی کی پیدائش پر غم ناک مناظر کیوں؟ پھر بھائیوں کا بہنوں کے ساتھ حقارت بھرا سلوک کیوں؟ پھر گھر گھر میں عورت کے حقوق کا استحصال کیوں؟

جنابِ صدر! میں اس سے بھی آگے بڑھ کر کہتا ہوں۔ اگر دورِ جہالت میں مشرکین اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے تو کیا ہم انہیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم کر کے انہیں ہر روز در گور نہیں کرتے؟ اگر ہندو "ستی" نامی رسم پر عمل کرتے ہوئے بیوہ عورت کو خاوند کے ہمراہ ہی جلا دیا کرتے تھے تو کیا ہم بیوہ خواتین کی حق تلفی کر کے اور ان کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کر کے انہیں ہر روز آگ کی بھینٹ نہیں چڑھاتے؟

اگر پرانی تہذیبوں میں عورت کو شر اور برائی کی نمائندہ سمجھا جاتا تھا تو کیا آج ہم بھی ہر غلط کام کو صرف عورت کے ساتھ نہیں جوڑتے؟ اگر چین میں عورت کو خاوند کی زر خرید لونڈی سمجھا جاتا تھا تو کیا آج ہمارے معاشرے میں تشدد کر کے عورتوں کی زندگیاں برباد نہیں ہو رہیں؟ وقت گزرتا جائے گا، میں پوچھتا جاؤں گا۔ آپ سنتے جائیں گے لیکن خواتین کے حقوق کی پامالی کی داستانیں بڑھتی ہی چلی جائیں گی اور ان سے اٹھنے والے سوالات کے جوابات نہ آپ کے پاس ہوں گے نہ میرے پاس۔ ہمارے پاس ہو گا تو صرف ایک جملہ، ایک بیوقوفانہ فلسفہ اور ایک احمقانہ سوچ۔۔۔ کہ عورت ہر برائی کی جڑ ہے۔

جنابِ عالی! اگر عورت کی عظمت بطور ماں دیکھی جائے تو اس کے قدموں میں جنت ہے، بیٹی کے روپ میں دیکھی جائے تو بیٹیوں کی پرورش اور تعلیم کا صلہ جنت میں نبی ﷺ کا ساتھ ہے

۔ عورت کو بیوی کے روپ میں دیکھا جائے تو وہ مرد کی عزت، شرم و حیا اور اس کے ایمان کی محافظ ہے۔ عورت کو بہن کے روپ میں دیکھا جائے تو وہ بھائی کے لیے غیرت مندی کا نشان ہے۔ اس لیے ہمیں صرف حقوقِ نسواں بل پاس کروانے اور عورتوں کے حقوق کے نام پر این جی اوز بنا کر چندہ ہڑپ کرنے کے بجائے اپنے اس شعور کو اجاگر کرنا ہو گا جو ہماری رہنمائی کرتے ہوئے ہمیں صحیح معنوں میں عورت کو عزت و احترام دینے کی طرف لے جائے تا کہ عورت خود کو محفوظ تصور کرے۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد کل نمبر دستخط استاد مع تاریخ

سکول یونیفارم کی مخالفت یا تائید میں تقریر۔(مئی،جون:2012)

محترم جناب پرنسپل صاحب! اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو! آج میں "یونیفارم" جیسے سلگتے ہوئے موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں جو صرف میری ہی نہیں بلکہ میرے ساتھ ساتھ ہر طالب علم کے دل کی پکار ہے۔یونیفارم ایک ایسی مصیبت ہے جسے اسکول کی انتظامیہ نظم ونسق قائم رکھنے کے لیے انتہائی ضروری قرار دیتی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا نظم ونسق سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔
دنیا میں بے شمار ایسے ادارے موجود ہیں جہاں نظم وضبط میں یونیفارم کو شامل نہیں کیا جاتا لیکن اس کے باوجود وہاں کسی قسم کا سنگین مسائلہ پیدا نہیں ہوتا جب کہ آپ کو ایسے بہت سارے ادارے ملیں گے جہاں یونیفارم کو ہی سب سے پہلے چیک کیا جاتا ہے اور یونیفارم نہ پہننے والوں کو سخت ترین سزائیں بھی دی جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں بے شمار اور انتہائی سنجیدہ قسم کے مسائل جنم لیتے رہتے ہیں۔
میں اپنے ہی اسکول کی مثال آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ہمارے ادارے میں یونیفارم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور اگر کوئی طالب علم یا طالبہ یونیفارم کے علاوہ دوسرا لباس پہن کر آجائے تو اسے کمرہ جماعت میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔
یہاں میں انتہائی ادب واحترام اور عزت واکرام سے اسکول انتظامیہ سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس سے اسکول میں نظم وضبط کے تمام مسائل حل ہو رہے ہیں؟ کیا صرف یونیفارم کی وجہ سے اسکول میں امن وامان قائم ہے؟ میرا، آپ کا اور ہم سب کا صرف ایک ہی جواب ہو گا اور وہ جواب ہے "نہیں"۔
عزیز طلبہ! حقیقت تو یہ ہے کہ اسکول کا یونیفارم نظم وضبط کے لیے نہیں بلکہ اسکول کے چلتے پھرتے اشتہار سجانے کے لیے رکھا جاتا ہے تا کہ طالب علم یا طالبہ جہاں بھی جائے وہ اسکول کا اشتہار بن کر جائے۔اگر یونیفارم ہی ہر وقت پہنے رکھیں گے تو ہماری اپنی شناخت کا کیا ہو گا؟ سب یہ تو کہیں گے کہ یہ فلاں اسکول کی طالبہ یا طالب علم ہے لیکن کوئی یہ جاننے کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا کہ اس طالب علم یا طالبہ کی اپنی بھی کوئی ذاتی پہچان ہے یا نہیں۔
جنابِ صدر! اگر اسکول انتظامیہ کو چلتے پھرتے اشتہاروں کا اتنا ہی شوق ہے تو اس کے لیے ذرائع ابلاغ سے رابطہ کرنا چاہیے، بچوں کی آزادی کو قربانی کا بکرا نہیں بنانا چاہیے۔
اساتذہ کرام! ہم چھ سات گھنٹے اسکول میں گزارتے ہیں اور ہم میں سے اکثر طلبہ اسکول سے ہی اکیڈمی میں چلے جاتے ہیں اور وہاں شام تک پڑھتے ہیں۔اس وجہ سے انہیں سارا دن اسکول یونیفارم میں ہی رہنا ہوتا ہے۔اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان کے لیے اس گھٹن بھرے لباس میں رہنا کس قدر مشکل ہوتا ہو گا۔ہم اپنی پسند کے کپڑے خرید کر گھر میں رکھتے ہیں لیکن وہ پہننے کا موقع ہی نہیں ملتا کیوں کہ زیادہ وقت ہمیں اسکول یونیفارم میں گزارنا ہوتا ہے۔
ہمارے پسندیدہ کپڑے گھر میں پڑے رہتے ہیں اور پھر انہیں یا تو کام والی عورتیں چرا کر لے جاتی ہیں اور جا کر اپنے بچوں کو پہناتی ہیں۔یا ہمارے کزن وغیرہ آتے ہیں تو ہمارے والدین انہیں دے دیتے ہیں۔ہماری اپنی پسند وناپسند کا کسی کو کوئی خیال ہی نہیں ہے۔اگر یونیفارم اتنا ہی ضروری ہے تو میری گزارش ہے کہ اساتذہ کو بھی کسی یونیفارم کا پابند کیا جائے۔پرنسپل صاحب کو بھی پابند کیا جائے۔امید ہے کہ چند روز اس کی پابندی کرنے سے ہمارے دکھوں کا آپ لوگوں کو احساس ہو گا۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد		کل نمبر		دستخط استاد مع تاریخ

"صحت مند زندگی کی اہمیت" پر تقریر۔ (اکتوبر، نومبر: 2013)

محترم جناب پرنسپل صاحب، معزز اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو! صحت مند زندگی سے مراد ایسی زندگی ہے جس میں تندرستی اور چستی ہو۔ ایسی زندگی جس میں انسان بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ رہے۔ موذی جراثیموں سے اپنا دامن محفوظ رکھے اور زندگی کے ہر میدان میں تیزی اور قوت کا مظاہرہ کرنے میں پیش پیش رہے۔ صحت مند زندگی میں انسان اپنی صحت کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے اور بیماریوں کے لاحق ہونے تمام خطرات سے آگاہ رہتا ہے۔

بیماری ایک ایسا عذاب ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات انسان اپنے جسم کو حرکت دینے سے بھی قاصر ہوتا ہے اور اپنی تمام تر ضروریات کے لیے وہ دوسروں کے تعاون کا محتاج ہوتا ہے۔ پانی پینا ہو، کھانا کھانا ہو، کسی سے ملنا ہو حتیٰ کہ بیت الخلا جانا ہو تو اس کے لیے بھی دوسروں کی مدد کا محتاج ہوتا ہے۔

اگر کسی نے بیماری کی شدت میں انسان کی بے بسی کو دیکھنا ہو تو اسے چاہیے کہ کسی ہسپتال میں جا کر دیکھے کہ وہاں مریض کس حال میں زندگی گزارتے ہیں۔ ہسپتالوں کا ایک دورہ کرنے سے ہی انسان کو اپنی صحت اور تندرستی کی اہمیت کا احساس ہو سکتا ہے۔ ہسپتالوں میں لوگ زندگی اور موت کی کشمکش میں نہ صِرف خود عذاب کی کیفیت میں مبتلا ہوتے ہیں بلکہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہلِ خانہ کے سکون و چین کو برباد کرنے کا سبب بنے ہوتے ہیں۔

جنابِ صدر! بیماری ہی انسان کو لاغر اور کمزور بنا دیتی ہے اور اگر بر وقت بیماری کا علاج نہ کیا جائے تو یہ انسان کو موت کے منہ میں بھی دھکیل دیتی ہے۔ دنیا میں بے شمار ایسی مہلک اور خطرناک بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں جن کی وجہ سے انسان سالوں اور مہینوں میں نہیں بلکہ ہفتوں اور دنوں بلکہ گھنٹوں میں موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر کا انسان کو اس وقت احساس ہوتا ہے جب وہ اس کے پاس نہیں ہوتیں۔ ان میں سے ایک چیز صحت ہے اور دوسری چیز فارغ وقت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم صحت کا احساس اس کی موجودگی میں کر لیں اور صحت کی حفاظت کے لیے وہ تمام اقدام کریں جو ہماری صحت کے لیے ضروری اور مفید ہیں۔

میرے دوستو! صحت مند زندگی کے لیے ہفتے میں چار یا پانچ مرتبہ چالیس سے ساٹھ منٹ کی ورزش کرنا ضروری ہے جس سے انسان دل کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ورزش کے عمل کو اعتدال کے ساتھ سرانجام دینا بھی لازم ہے تاکہ زیادہ سانس نہ پھولنے پائے۔

انسان کو مناسب ، متوازن اور معیاری خوراک استعمال کرنی چاہیے جو حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہو۔ خوراک میں پھل، دودھ اور سبزیوں کا کثرت سے استعمال کرنا چاہیے۔ تیل اور گھی میں تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان میں کولیسٹرول کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے دل اور معدہ کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔

سامعین! ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ خوراک میں بازاری مصالحہ جات کا استعمال کم کرنا چاہیے۔ رات کو سونے سے قبل ایک یا دو گلاس پانی کو اپنا معمول بنا لینا چاہیے اور رات کا کھانا سورج غروب ہونے کے فوراً بعد کھا لینا چاہیے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اقدام کر کے انسان اپنی صحت اور تندرستی کو قائم رکھ سکتا ہے۔

تقریر کا عنوان:۔ ______________________________

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

"طلبہ کے فرائض" سے متعلق تقریر۔(مئی،جون:2014)

محترم جناب پرنسپل صاحب!معزز اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو! آج میں آپ کی توجہ ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے ماحول کی جانب یا اپنے والدین اور اساتذہ کی ذمہ داریوں کی جانب نہیں بلکہ اپنی ذمہ داریوں کی جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم سب اس بات کا رونا ہر دم روتے ہیں کہ ہمارا یہ حق ہے، ہمارا وہ حق ہے لیکن ہم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ ہمارے صرف حقوق ہی حقوق ہیں یا فرائض بھی ہیں؟

ہم اپنے حقوق سے متعلق واویلا کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے لیکن جیسے ہی ہمارے فرائض کی بات ہوتی ہے تو ہم اسے ایسے نظر انداز کر دیتے ہیں جیسے یہ ہمارے لیے نہیں بلکہ یہ بھی ہمارے والدین اور اساتذہ یا حکومتِ وقت کے ہیں۔

عزیز دوستو!ہمارے ماں باپ، جو خون پسینہ ایک کر کے، دفتروں، کچہریوں، تھانوں، فیکٹریوں اور مختلف اداروں میں ملازمت کر کے اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ ہماری تعلیم پر خرچ کر دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہم ان کی محنت اور مزدوری کی کمائی کا ایک پیسا بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے بلکہ اپنی تعلیمی زندگی کا ایک ایک لمحہ محنت کر کے امتحانات میں اچھے اور نمایاں نتائج حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ہمارا سب سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ ہم ان والدین کی امیدوں، خواہشوں، تمناؤں اور آرزوؤں پر پورا اترنے کی کوشش میں کوئی کسر نہ چھوڑیں۔ نصاب کے لیے ملی ہوئی ہر کتاب، اس کتاب سے جڑا ہوا ہر عنوان اور اس عنوان میں پوشیدہ اسرار و حقائق ہمیں ایسے یاد ہونے چاہئیں جیسے ہمیں اپنے نام یاد ہیں۔ تاکہ امتحان میں بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کر کے ہم اپنا، اپنے ادارے کا، اپنے والدین کا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکیں۔

میرے ساتھیو!جس طرح زمین کی صحت کا اندازہ اس کی ہریالی سے ہو جاتا ہے اسی طرح علم کا اندازہ انسان کے اخلاق و کردار سے ہوتا ہے۔ اگر کتابیں رٹ لی جائیں لیکن زبان سے گالیوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہو، اگر اسباق یاد کر لیے جائیں لیکن اخلاق باختہ گفتگو میں وقت ضائع کیا جا رہا ہو، اگر الفاظ ذہن نشین کر لیے جائیں لیکن الفاظ سکھانے اور پڑھانے والے اساتذہ کا ادب و احترام نہ کیا جا رہا ہو تو، میرا خیال ہے کہ پھر انسان اس گدھے جیسا ہو جاتا ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لادا گیا ہو لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ان کتابوں کا عملی زندگی میں استعمال کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے کردار کی بھی مثبت پیرایوں میں تشکیل کریں تاکہ ہمارے دلوں اور دماغوں میں موجود علم کے نور سے ہماری شخصیتوں کو نکھرنے اور چمکنے کا موقع مل سکے۔

عزیز طلبہ !ہماری طرح اس معاشرے میں بے شمار خاندان ایسے ہیں جن کے پاس غربت و افلاس کی وجہ سے اسکولوں کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے سرمایہ نہیں ہے اور ان کے بچے ہمیں گندگی کے ڈھیر پر کاغذ اکٹھے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، کہیں ان کے بچے بھیک مانگتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہیں ان کے بچے چھوٹی چھوٹی عمروں میں غربت کی وجہ سے چوری اور ڈکیتی کے جرائم میں ملوث ہو کر پولیس کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور پھر ان کی زندگی جرم اور سزا کے گرد گھومتی رہتی ہے۔ ہمارا فریضہ بنتا ہے کہ ہم ایسی کوئی انجمن بنائیں جس کے تحت ایسے نادار اور لاچار بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا جائے تاکہ وہ بھی قوم کے لیے مفید فرد بن سکیں۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　کل نمبر　　دستخط استاد مع تاریخ

"انٹرنیٹ کی تعلیمی اہمیت" پر تقریر۔(اکتوبر، نومبر:2015)

جناب پرنسپل صاحب، معزز اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو! یہ حقیقت اب کسی سے مخفی نہیں رہی کہ انٹرنیٹ انسانی زندگی میں انقلاب برپا کرچکاہے۔اس کی بدولت زندگی کاہر شعبہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کررہاہے۔ان شعبوں میں تعلیم کا شعبہ سرِفہرست ہے۔

اسکول میں ٹی وی کی سہولت نہ ہونے کے باعث انٹرنیٹ کے ذریعے طلباحالات وواقعات، بروقت اور تازہ ترین خبروں کا آگاہ رہ سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ پر بنے ہوئے مختلف بلاگ، جو ہر شعبہ کے ماہرین کے زیر نگرانی چل رہے ہیں، طلبا کی معلومات اور ان کے فکری ارتقا میں انتہائی مدو معاون ہیں۔ان کی مدد سے ہر موضوع پر معلومات اور ہر شعبے میں ہونے والی نئی تحقیقات کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔نہ صرف معلومات کا حصول کامیاب ہوتاہے بلکہ ان بلاگوں کو چلانے والے ماہرین سے سوالات کے جوابات حاصل کرنے کی بھی سہولت ہوتی ہے۔اساتذہ کرام اپنے ان بلاگوں کی مدد سے اپنے طلباکے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں کیونکہ اساتذہ اپنے بلاگوں پر معلومات لگاکر اپنے طلبا کو انٹرنیٹ کے ذریعے تعلیم سے بہرہ ور کرسکتے ہیں۔انٹرنیٹ کی مدد سے طلبااور اساتذہ ای میل کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ معلومات کاتبادلہ کرسکتے ہیں۔ایک ہی وقت میں متعدد طلباواساتذہ کو ای میل بھیج کرنت نئے تصورات سے آگاہ کیاجاسکتاہے۔

وہ کتابیں جو عام طور پر بازار میں دستیاب نہیں ہیں اور انہیں خریدنے کے لیے بعض اوقات پورے شہر کی خاک چھاننا پڑتی ہے، اب وہ کتابیں ان کے ناشرین کی ویب سائٹوں کے ذریعے گھر بیٹھے بیٹھے خریدی جاسکتی ہیں۔کچھ کتابیں اس قدر مہنگی ہیں کہ ہر کوئی انہیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا، وہی کتابیں انٹرنیٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کرکے پڑھی جاسکتی ہیں۔مختلف مضامین کے امدادی نوٹس بھی انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں جن کی مدد سے تمام مشکل موضوعات کو سمجھا جاسکتاہے۔

میرے دوستو! انٹرنیٹ پر کثیر تعداد میں دستاویزی فلمیں موجود ہیں جن کی مدد سے تحقیقی مواد ہم تک تصاویر اور ویڈیوز کی شکل میں پہنچادیا گیا ہے۔چنانچہ اب صرف مطالعہ کرنے تک ہی نہیں بلکہ مشاہدہ کرنے تک انٹرنیٹ نے ہماری مدد کردی ہے۔

انٹرنیٹ نے کثیر تعداد میں آن لائن اسکول بھی متعارف کروادیے ہیں۔ان آن لائن اسکولوں میں پڑھنے اور پڑھانے کے نظام کو تیزی سے مقبولیت مل رہی ہے۔پاکستان میں ورچوئل یونیورسٹی اسی آن لائن تعلیمی نظام کی اہم مثال ہے۔ایک کامیاب استاد کے پاس ہمہ وقت اس کے مضمون کے تمام معلوماتی ذرائع کاموجود ہوتاضروری ہے اور انٹرنیٹ نے یہ پیچیدہ اور دقیق مسئلہ حل کررکھاہے۔طلباکے لیے تمام تعلیمی نظاموں نے اپنی اپنی ویب سائٹ بناکر ان پر ضروری معلومات فراہم کررکھی ہیں اور کسی بھی ضرورت کے تحت گھر بیٹھے بیٹھے ان سے استفادہ کیاجاسکتاہے۔

عزیز طلبا! میں آخر میں آپ سب کو پاکستان میں چلنے والی ایک ویب سائٹ کے بارے میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں جس پر جماعت اول سے لے کر انٹر میڈیٹ تک کے تمام مضامین ،اور ان تمام مضامین کے تمام عنوانات کی تدریسی ویڈیوز موجود ہیں۔وہ ویب سائٹwww.sabaq.pk ہے۔آپ اس کی ویب سائٹ پر تمام اسباق مفت سیکھ سکتے ہوں۔یہ ویب سائٹ پاکستان میں تعلیمی مقاصد کے لیے انٹرنیٹ کے مثبت کردار کی بہت بڑی مثال ہے۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

"ماحول کی حفاظت" کے موضوع پر تقریر۔(مئی،جون:2016)

جنابِ پرنسپل صاحب، معزز اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو! آج میں جس موضوع پر لب کشائی کی سعادت حاصل کر رہا ہوں وہ ہے "ماحول کی حفاظت"۔ماحول کی حفاظت میں بنیادی کردار جنگلات کا ہے۔پاکستان میں جنگلات کا خاتمہ ایک سنگین مسئلہ ہے جس پر عوام و خواص سب خاموش ہیں۔

ہمارے پڑوسی ملک انڈیا میں 23 فیصد علاقہ جنگلات اور چائنا میں 26 فیصد علاقہ جنگلات پر مشتمل ہے۔ ہمارے ملک میں یہ شرح 5.2 فیصد ہے اگر ہم نے جنگلات کو بڑھانے کے لئے کچھ نہ کیا تو ہر سال سیلابی تباہی بڑھتی جائے گی۔جنگلات سیلابی پانی کو روک لیتے ہیں جس کے بعد پانی زیر زمین چلا جاتا ہے اور بعد میں چشموں اور ندی نالوں کی صورت میں باہر آکر فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں پانی کے ذخائر کی بہت قلت ہے چاہے وہ زیر زمین ہو یا زمین کی سطح پر۔پانی کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ڈیم بنانے ضروری ہیں لیکن پاکستان میں افسوس ناک مسئلہ یہ ہے کہ اس میں ڈیم کو بنیاد بنا کر اس پر سیاست ہوتی رہتی ہے۔

شہری علاقوں میں بلند و بالا عمارات کی تعمیر کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے جبکہ ان میں نکاسیِ آب، بجلی اور گیس کا نظام غیر معیاری ہے جس سے نئے نئے مسائل سر اٹھا رہے ہیں۔ گاڑیوں اور کارخانوں کی چمنیوں سے نکلنے والے دھویں کی بدولت صاف ہوا کے فقدان کا مسئلہ پیدا ہو چکا ہے۔ پلاسٹک کے تھیلوں کے نقصانات سے متعلق ہر دوسرا شخص تقریر کرتا ہے لیکن باہر نکل کر دیکھیں تو ہر طرف پلاسٹک کے تھیلے ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

دراصل ہم اپنی ذمہ داری دوسروں کے کاندھوں پر ڈال دیتے ہیں۔ ہم آہستہ آہستہ قدرت سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ہمیں یہ شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے کہ قدرتی ماحول ہی انسان کا سب سے بڑا ہمدرد ہے اگر ہم قدرت کے قریب جا کر دیکھیں گے تو ہمیں اتنی ہی ذہنی و جسمانی توانائی ملے گی۔مگر اس کے لئے قدرتی ماحول کی حفاظت کرنا ضروری ہے کیونکہ اگر قدرتی ماحول کی حفاظت ہو گی تب ہی لوگوں کی زندگیاں بھی محفوظ ہوں گی۔اس کے لئے عوام میں تعلیم کے ذریعے شعور کی بیداری بہت ضروری ہے۔معاشرے کے تمام طبقات ماحول کے اچھے اور برے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں اس لئے انہیں مل کر اس کی حفاظت کرنا ہو گی۔

ماحول کے تحفظ کے لئے بنائے گئے قوانین تمام لوگوں کے لئے برابر ہیں اور ان کی خلاف ورزی جرم ہے اور اس لیے ماحول کو منفی اعتبار سے متاثر کرنے کی پاداش میں سزا دی جانی چاہیے۔

ہم نے بحثیتِ قوم نے اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مطابق قدرتی وسائل کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے مختلف ادوار میں ماحولیات کے بارے میں عالمی اور ملکی سطح پر قوانین بنائے گئے ہیں اور قومی سطح پر ماحولیات کونسل قائم کی گئی ہے۔اس کونسل کے سربراہ وزیر اعظم پاکستان ہیں۔ چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ اس کے نمائندے ہیں ۔اسی طرح صوبائی سطح پر ماحولیاتی حفاظتی ایجنسیاں قائم کی گئی ہیں، جنہوں نے تمام اداروں میں ماحولیاتی نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لئے قوانین وضع کئے ہیں۔

میں آخر میں کہنا چاہوں گا کہ ان قوانین اور اصول و ضوابط کا فائدہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر ہم مجموعی طور پر ماحول کے تحفظ کے لیے ہمارا انفرادی اور اجتماعی کردار ادا کریں۔

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

"وقت کی اہمیت" پر تقریر۔ (مئی، جون: 2017)

محترم جناب پرنسپل صاحب! اساتذہ کرام! اور میرے ہم مکتب ساتھیو! آج میں جس موضوع پر لب کشائی کرنے جارہاہوں وہ ہے "وقت کی اہمیت"۔ میں اپنی گفتگو کا آغاز ایک حکایت سے کرناچاہوں گا۔ کسی دانش ور نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ! اس کائنات میں قیمتی ترین چیز کیا ہے؟ کسی نے سونے کو قیمتی چیز قرار دیا تو کسی نے ہیرے کو، کسی نے اولاد کو تو کسی نے وطن کو۔ الغرض جتنے منہ اتنی باتیں تھیں لیکن دانش ور کسی کے جواب سے بھی مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر خود ہی جواب ارشاد فرمایا کہ دنیا میں قیمتی ترین شے "وقت" ہے۔ انسان اگر محنت کرے تو دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر اُس کے پاس وقت نہیں تو وہ ایک سوئی بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ چناں چہ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو وقت کو غنیمت جان کر رضائے الٰہی کے حصول میں لگ جاتے ہیں اور نہ صرف دنیا کو پا لیتے ہیں بلکہ آخرت میں جنت جیسی ابد الآباد نعمتوں کے بھی مستحق قرار پاتے ہیں۔ لیکن یہی لوگ جب وقت کو صرف عیش کوشی اور خرمستیوں میں ضائع وبرباد کردیتے ہے تو جہنم کا ایندھن بن کے رہ جاتے ہے۔

میرے دوستو! قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جا بجا "وقت" کی قدر و اہمیت کا پتا اور اس کے گزارنے کے روشن اصول ملتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختلف اوقات کی قسم کھائی ہے۔ سورۃ الفجر میں، وقتِ فجر اور عشرہ ذوالحجہ کی قسم کھائی ہے۔ پھر ایک مقام پر رات اور دن کی قسم بھی کھائی۔ فرمایا: رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور دن کی قسم جب وہ چمک اُٹھے۔

اسی طرح سورۃ الضحیٰ میں وقت چاشت کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: قسم ہے وقتِ چاشت کی۔ ' جب کہ سورہ عصر میں زمانے کی قسم کھائی۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا (مفہوم) "صحت اور فراغت اللہ کی طرف سے دو ایسی نعمتیں ہیں کہ جس کے بارے میں لوگ اکثر خسارے میں رہتے ہیں۔" اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کو جسمانی صحت اور فراغتِ اوقات کی انمول نعمتوں سے نوازتا ہے، تو اُن میں سے اکثر نادان انسان یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہمیشہ ساتھ رہیں گی اور انہیں کبھی زوال نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف شیطانی چال اور وسوسہ ہوتا ہے، جس کی بِنا پر انسان اِدھر اُدھر کے فضول اور بے سود کاموں میں اپنے آپ کو مصروف کر بیٹھتا ہے، جس کا دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی آخرت کا کوئی سامان۔

آپ ﷺ کا فرمانِ ہے کہ "قیامت کے دن بندہ اُس وقت تک (بارگاہِ الٰہی میں) کھڑا رہے گا جب تک اس سے چار چیزوں کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے۔ (۱) زندگی کیسے گزاری؟ (۲) جو علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا؟ (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا (۴) جسم کس کام میں کھپائے رکھا۔" حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (۲) بیماری سے پہلے صحت کو (۳) محتاجی سے پہلے تونگری کو (۴) مصروفیت سے پہلے فراغت کو (۵) موت سے پہلے زندگی کو۔"

سامعین! اگر ہم اپنی زندگی کے شب و روز، درج بالا سطور کے تناظر میں دیکھیں تو کیا ہم خود کو مطمئن پائیں گے؟ یقیناً نہیں! ہم تو اپنی زندگی کا بیش تر حصہ اور لمحات کھانے پینے، گھومنے پھرنے، فضول گپ شپ کرنے، فلمیں ڈرامیں دیکھنے، ایک دوسرے پر الزام تراشی اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے دل دکھانے میں صرف کر دیتے ہیں۔ یوں گزرنے والے دن، رات اور ماہ و سال ماضی کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ گزرا "وقت" واپس نہیں آتا مگر آنے والا ہر لمحہ اور ہر صبح، طلوع ہونے والے سورج کی کرنوں سے پھوٹنے والی روشنی "امید" کا پیغام ضرور دیتی ہے۔ یہی ایک امید ہی تو ہے جس پر یہ دنیا قائم ہے۔ "مایوسی" کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ ربِ قدوس کے ہاں دیر تو ہے مگر اندھیر نہیں۔ وقت کی قدر کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر دن کو آخری دن سمجھے اور ہر لمحہ جواب دہی کے احساس کے ساتھ گزارے تو نہ صرف بہت سارے کام اس احساس کے باعث قوت عمل پیدا ہونے کی وجہ سے پورے ہو جائیں گے بلکہ معاشرے میں بھی ایک مثبت تبدیلی پیدا ہوگی۔ آج ہماری نوجوان نسل میں بالخصوص وقت کی ناقدری کا عنصر بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ دن بھر موبائل فون پر لگے رہنا، موقع ملتے ہی ٹی وی اور کمپیوٹر پر بیٹھ کر فضول کاموں میں وقت برباد کر نا عام ہے۔ ایسا کر کے نہ صرف وہ اپنا قیمتی وقت برباد کر رہے ہیں بلکہ اپنی قسمت کے دروازے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے بند کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوان نسل جو کہ قوم کی معمار ہے وقت کی قدر کرے اور اُسے بروئے کار لائے۔ اللہ ہم سب کو ہدایت کا راستہ دے۔ (آمین)

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　　کل نمبر　　　　دستخط استاد مع تاریخ

اپنے پسندیدہ ٹیچر کی ریٹائر منٹ کے موقع پر ان کے اعزاز میں ایک تقریر (اکتوبر، نومبر: 2017)

محترم جناب پرنسپل صاحب، اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب رفقاء!

میرے لیے اپنے استاد محترم جناب پروفیسر محمد اکرم صاحب کے لیے منعقد کی گئی اس الوداعی تقریب میں گفتگو کرنا کسی اعزاز سے کم نہیں ہے۔ ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ آج ہم لوگوں میں تحریری، تقریری، کلامی، فکری اور علمی صلاحیتوں کا دارومدار ہمارے اساتذہ کی محنت پر ہے جن کی محنتِ شاقہ کی بدولت ہم اس مقام و مرتبے سے ہم کنار ہوئے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس قبیل کے انتہائی لائق، فائق اور شفیق استاد کو تعلیمی ادارے سے باقاعدہ طور پر الوداع کرنا انتہائی صدمے اور غم کا باعث ہے جو محض ایک معلم ہی نہیں بلکہ روحانی والد کی طرح ہماری تعلیم و تربیت میں ہمیشہ مصروفِ عمل رہے ہیں۔ اس کے باوجود ہم سب مل کر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کیونکہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو انسانوں کا شکر گزار نہیں بن سکتا وہ خدا کا شکر گزار بھی نہیں بن سکتا۔

ہمارے دیگر اساتذہ کی علمی قابلیت اور پیشہ ورانہ خوبیوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ پروفیسر محمد اکرم صاحب کو ہم نے ہمیشہ تعلیمی قابلیت سے معمور پایا ہے۔ ہم جب بھی کوئی سوال یا کوئی مسئلہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، ان کی طرف سے ہمیں ہر مسئلہ کا علمی و منطقی حل ملا ہے۔ استاد محترم ہمیشہ شفقت کے اعلیٰ معیار پر کھڑے رہے ہیں۔ جب بھی کسی طالب علم سے کوئی خطا سرزد ہوئی، آپ نے نہ صرف کشادہ دلی سے اس کو معاف کیا بلکہ انتہائی محبت کے ساتھ یوں سمجھایا کہ طالب علم نے ہمیشہ سے اس غلطی کے ارتکاب سے توبہ کر لی۔ آپ نے ہمیشہ ہمارے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے نت نئے تصورات اور خیالات کی بنیاد پر مثبت انداز میں آگے بڑھنے کی ترغیب دی۔ کبھی بھی کتابی معلومات کے یاد کرنے پر اکتفا کرنے کی نصیحت نہیں کی بلکہ عملی اور حقیقی و تجرباتی دنیا کی مثالوں کی مدد سے ہمیں زندگی سے متعلق ایسے اسباق بھی سکھائے جن کا نصابی کتب کی ذکر تک نہیں ہے۔ استاد محترم کی شخصیت و کردار کی اہم خوبی، جس کا ہم سب نے ہمیشہ مشاہدہ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کے قول و عمل میں کبھی کسی قسم کا کوئی تضاد دیکھنے کو نہیں ملا ہے۔ آپ کمرہ جماعت میں جو نصیحت فرماتے، اس پر عملی طور پر خود بھی پورے اتر کر مثال قائم کرتے رہے ہیں۔ آپ ہمیشہ وقت کی پابندی کرنے کی تاکید کرتے رہے ہیں اور خود بھی وقت کے پابند رہے ہیں۔ آپ کی اسی خوبی کے پیشِ نظر انتظامیہ کی جانب سے آپ کو اسکول میں تاخیر سے آنے والوں کی اصلاح، تربیت اور ان کی سرزنش کی ذمہ داری تفویض کی گئی تھی۔ انھی اوصاف کی بنا پر پروفیسر صاحب کو نہ صرف انتظامیہ اور اساتذہ میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ طلبہ بھی ان کے لیے انتہائی عقیدت رکھتے ہیں۔

آج استاد محترم اپنی باقاعدہ تدریسی ذمہ داری سے ریٹائر ہو رہے ہیں۔ ایک طویل عرصہ تعلیم کے میدان میں اپنی خدمات پیش کرنے کی بنا پر ہم ان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور دنیا و آخرت میں اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (اکتوبر، نومبر: 2017)

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد کل نمبر دستخط استاد مع تاریخ

خیراتی کام کرنے کی اہمیت پر تقریر (اکتوبر، نومبر: 2018)

محترم جناب پرنسپل صاحب، اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دنیا کا ہر معاشرہ تین اقسام کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ پہلی قسم کو اشرافیہ کیا جاتا ہے۔ یہ ان لوگوں کا طبقہ ہے جو مالی طور پر انتہائی مستحکم ہوتے ہیں اور ان کے ہاں پیسے کی ریل پیل ہوتی ہے۔ دوسری قسم متوسط طبقے کی ہے۔ یہ طبقہ اپنی ضروریات کے مطابق پیسا کماتا ہے اور اپنی آمدنی میں سے کچھ رقم کی بچت کر کے مشکل وقت کے لیے سنبھال کر رکھ سکتا ہے۔ تیسرا طبقہ غربا اور مساکین کا طبقہ ہے۔ اس طبقے کے لوگ اپنی ضروریات کے مطابق پیسا کمانے سے قاصر ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کو اکثر اوقات مالی بحران کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

میرے دوستو! جب ہمیں معاشرے میں رہنے والے تینوں طبقات کی مالی حالت کا پتہ چل گیا تو اگلا ہدف یہ ہے کہ ہم یہ بھی جان لیں کہ امراء اور شرفاء کے ساتھ ساتھ متوسط طبقے کے افراد کا فرض ہے کہ وہ غربت میں زندگی گزارنے والے لوگوں کے معاشی حالات کا خیال رکھے اور جب مالی بحران پیدا ہو، ربا اور مفلس و نادار لوگوں کی مدد اور مالی اعانت کرنے میں کوتاہی کا ارتکاب نہ کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے یہی افراد لوٹ مار اور چوری جیسے جرائم میں ملوث ہو سکتے ہیں جس سے معاشرے کا امن و امان تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ اسلام نے دولت مندوں کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ زکوٰۃ کی صورت میں اپنے مال کا اڑھائی فیصد حصہ مستحقین میں تقسیم کریں۔ اسی طرح فصل کی کٹائی کے موقع پر کل پیداوار کا دس فیصد بطور عُشر غریبوں میں تقسیم کریں۔ عید کے موقع پر فطرانہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی خوشی کے مواقع پر غربا اور مساکین کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح بائبل میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے کہ وہی شخص کامیابی اور اچھائی کا حق دار ہے جو سخی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ خوش قسمت وہ نہیں ہے جس کے پاس دولت ہے بلکہ خوش قسمت وہ ہے جو دولت کو غریبوں کی بھلائی میں استعمال کرتا ہے۔

محترم سامعین! ان سب چیزوں کے بعد ایک اہم نقطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جہنم کی آگ کی وعید سنائی ہے جن کے پاس مال و زر موجود ہے لیکن وہ اس کو جمع کر کے، بچا بچا کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے مستحقین کی زندگیوں کی آسانی پیدا نہیں کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے کہ اپنے معاشرے میں ایسے لوگوں کو تلاش کر کے صدقات دو جو اپنی خودداری، حیاء اور سفید پوشی کی بنا پر لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے ہیں۔ اسلام بھیک مانگنے کا سخت مخالف ہے۔ حدیث کے مطابق بھیک مانگنے والے قیامت کے روز اس حال میں اٹھائے جائیں گے کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہو گا۔ اس لیے فٹ پاتھ، سڑک، بازار، منڈی اور گلی محلے میں آ کر بھیک مانگنے والے گداگروں کو ایک پیسا تک مت دیں بلکہ مستحقین کو خود تلاش کر کے ان کا حق ان تک پہنچائیں۔ اس کے نتیجے میں معاشرے میں موجود حقیقی غربا کے معاشی حالات میں آسودگی پیدا ہو گی اور کام چور گداگروں کی حوصلہ شکنی ہو گی جس کے بعد وہ محنت و مشقت والا رستہ اپنا کر باعزت روزگار کے حصول میں مصروف ہو جائیں گے۔ (اکتوبر، نومبر: 2018)

تقریر کا عنوان:۔

الفاظ کی تعداد　　　　　کل نمبر　　　　　دستخط استاد مع تاریخ

ترجمہ نویسی

Translation Writing

کل نمبر:20

اس سوال میں کل مارکس حاصل کرنے کا طریقہ

ترجمہ نویسی کے سوال میں امیدوار سے لفظ بالفظ ترجمہ طلب نہیں کیا جاتا بلکہ انگریزی عبارت کا اردو میں مفہوم لکھ دینا ہی کفایت کر جاتا ہے۔

(1) مکمل عبارت کو جملوں میں (.) کے ذریعے تقسیم کیا جاتا ہے۔ آپ ہر (.) کی نشاندہی ہائی لائٹر سے کریں۔

(2) ایک جملے کو (,) کے ذریعے مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ آپ ہر (,) کی نشاندہی ہائی لائٹر سے کریں۔

نوٹ: (.) اور (,) کی نشاندہی کرنے کے لیے الگ الگ ہائی لائٹر استعمال کریں جیسے:۔

Human beings are animals, but we are different from other animals because of our ability to talk.However, we can also communicate in many other ways, like other animals do. A smile is a sign that a person is happy, we cry, scream and sometimes even groan.

(3) ان تمام الفاظ کو خط کشیدہ (انڈر لائن) کریں جن کے معانی آپ کو معلوم ہیں۔ جن الفاظ کے معانی آپ نہیں جانتے ان کے گرد دائرہ لگائیں۔ جیسے:۔

Human beings are animals, but we are [different] from other animals because of our ability to talk.

(4) اب جملے کا ترجمہ شروع کریں اور ترجمہ میں وہی ترتیب رکھیں جو انگریزی جملے میں موجود ہے۔یعنی انگریزی جملے کو جس طرح (،) کے ذریعے مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اسی طرح اردو ترجمہ کو بھی (،) کے ذریعے مختلف اجزاء میں تقسیم کریں۔ نیز جس لفظ کا معانی معلوم نہ ہو اس کی جگہ خالی چھوڑ دیں۔ جیسے:۔

Human beings are animals, but we are [different] from other animals because of our ability to talk.

انسان حیوان ہیں، لیکن ہم دوسرے جانوروں سے ہیں اپنی بولنے کی صلاحیت کی وجہ سے۔

However, we can also [communicate] in many other ways, like other animals do.

پھر بھی، ہم بہت سے دوسرے طریقوں سے بھی کرسکتے ہیں، جیسے دوسرے حیوان کرتے ہیں۔

A smile is a [sign] that a person is happy, we cry, scream and sometimes even [groan].

ایک مسکراہٹ ایک ہے کہ ایک شخص خوش ہے، ہم روتے ہیں، چیختے ہیں اور کبھی کبھی ہم بھی ہیں۔

(5) اب ان خالی جگہوں میں ایسے مناسب الفاظ لکھیں جن سے ان جملوں کا مفہوم واضح ہو جائے۔ جیسے:۔پہلے جملے کی خالی جگہ میں مناسب لفظ "مختلف" ہو گا۔ دوسری خالی جگہ میں مناسب لفظ "بات چیت، گفتگو، رابطہ قائم وغیرہ" ہو گا اور اسی طرح تیسری خالی جگہ میں مناسب لفظ "علامت، نشانی، اشارہ وغیرہ" ہو گا۔

نوٹ: اگر فوری طور پر کوئی مناسب لفظ ذہن میں نہ آئے یا ایک سے زیادہ مناسب الفاظ ذہن میں آجائیں تو جلد بازی نہ کریں بلکہ اس خالی جگہ کو جوں کا توں رہنے دیں اور باقی عبارت کا ترجمہ لکھیں۔باقی عبارت کا سیاق واضح کر دے گا کہ اس خالی جگہ میں کون سا لفظ آسکتا ہے۔

مئی،جون:2004

Human beings are animals,

انسان حیوان ہیں

but we are different from other animals because of our ability to talk.

مگر ہم اپنی بولنے کی صلاحیت کی وجہ سے دوسرے حیوانات سے مختلف ہیں۔

However, we can also communicate in many other ways, like other animals do.

بحر حال / تاہم، ہم دوسرے حیوانات کی طرح متعدد طریقوں سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

We send silent signals to each other all the time.

ہم ہر وقت ایک دوسرے کو خاموش اشارے ارسال کرتے ہیں / بھیجتے ہیں۔

A smile is a sign that a person is happy,

ایک مسکراہٹ نشانی ہے کہ ایک انسان خوش ہے

we cry, scream and sometimes even groan.

،ہم روتے ہیں، چلاتے ہیں اور کبھی کبھار کراہتے ہیں / آہ وزاری کرتے ہیں۔

A dog can tell simply by the tone of its owner's voice that it is being told off!

ایک کتا آسانی سے اپنے مالک کے لہجے سے پہچان سکتا ہے کہ کیا کہا جارہا ہے۔

However, we also have a unique way of using words.

بحر حال / تاہم ہمارے پاس الفاظ استعمال کرنے کا ایک منفرد انداز ہے۔

The use of language makes it possible for us to work effectively with one another.

زبان کا استعمال ہمارے لیے ایک دوسرے کے ساتھ موثر انداز میں کام کرنا ممکن بناتا ہے۔

It also helps us to plan ahead and do things that animals would find impossible to do.

یہ آئندہ کے متعلق منصوبہ بنانے میں ہماری مدد کرتا ہے اور وہ کام کرنے میں (بھی مدد کرتا ہے) جن کا کرنا جانوروں کو ناممکن لگے۔

The ability to use language means we can argue, reach agreement and explain our views to others.

زبان کا استعمال کرنے کا مطلب ہے کہ ہم تبادلہ خیال کر سکتے ہیں، کسی فیصلے پر پہنچ سکتے ہیں، اور اپنے خیالات کی دوسروں تک وضاحت کر سکتے ہیں۔

We can record our feelings, thoughts and ideas.

ہم اپنے احساسات، خیالات اور تصورات کو قلم بند کر سکتے ہیں / محفوظ کر سکتے ہیں۔

Most importantly we can benefit from the knowledge of past generations and the information, we acquire in our lifetime, can be presented.

سب سے اہم یہ کہ ہم سابقہ نسلوں کے علم اور معلومات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، جو ہم اپنی زندگی میں حاصل کرتے ہیں، اسے پیش کیا جا سکتا ہے۔

So that future generations may be able to make use of it.

تاکہ مستقبل کی نسلیں اسے استعمال کرنے کے قابل ہو سکیں۔

اکتوبر، نومبر: 2004

People used to count on their fingers.

لوگ اپنی انگلیوں پر گنا کرتے تھے۔

This is why we use the numbers one to ten when we count.

یہی وجہ ہے کہ جب ہم گنتے ہیں تو ایک سے دس تک ہندسے استعمال کرتے ہیں۔

The abacus, the first counting machine, was invented in China about 5,000 years ago.

پہلی شمار کرنے والی مشین ایبیکس، چین میں پانچ ہزار سال قبل ایجاد کی گئی تھی۔

If we count out a pile of beads, we group them into units, tens and hundreds.

اگر ہم موتیوں کے ایک ڈھیر کو گنتے ہیں، ہم انہیں اکائیوں، دہائیوں اور سینکڑوں میں اکٹھا کرتے ہیں۔

On the abacus, beads are placed on wires.

ایبیکس پر، موتی تاروں میں رکھے جاتے ہیں۔

Ten beads in the units line can be replaced by one bead in the tens line,

اکائیوں کی قطار میں موتیوں کو دہائیوں کی قطار کے ایک موتی سے بدلا جا سکتا ہے۔

while one bead in the hundreds line will take the place of ten beads in the tens line.

جب کہ سینکڑوں کی قطار میں ایک موتی دہائیوں کی قطار میں دس موتیوں کی جگہ لے گا۔

In this way the abacus helps us to count and store the results.

اس طرح ایبیکس گننے اور نتائج محفوظ کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔

A computer works so quickly and efficiently that it seems to have magical powers!

ایک کمپیوٹر اتنی تیزی سے اور موثر انداز میں کام کرتا ہے کہ لگتا ہے کہ اس کے پاس جادوئی طاقتیں ہیں۔

In fact, it is just a machine that only does what it is told to do.

دراصل، یہ محض ایک مشین ہے جو صرف وہی کرتی ہے جو اسے کرنے کو کہا جاتا ہے۔

Instructions must always be simple.

ہدایات ہمیشہ سادہ ہونی چاہئیں۔

If we had to work out long and difficult calculations, we could spend a whole day doing it and would probably grow tired and bored.

اگر ہمیں طویل اور مشکل حساب کرنا ہو تو، اس کام کرنے میں ہمارا پورا دن لگ سکتا ہے اور غالباً ہم تھک کر بیزار ہو سکتے ہیں۔

We might also make mistakes.

ہم غلطیاں بھی کر سکتے ہیں۔

We could spend the rest of our lives doing work that computers can do in a few seconds.

ہم اپنی باقی زندگیاں ایسے کام کرنے میں گزار سکتے ہیں جو کمپیوٹر چند لمحات میں کر سکتا ہے۔

مئی، جون(2005)

Martin Luther King came from a black family

مارٹن لوتھر کنگ سیاہ فام خاندان سے تعلق رکھتا تھا / آیا تھا۔

and so could not sit with his white friends on the buses or in the cinema.

اس لیے وہ اپنے سفید فام دوستوں کے ہمراہ بسوں یا سینما میں بیٹھ نہیں سکتا تھا۔

He could not even attend the same school as they did.

حتیٰ کہ وہ ان کی طرح اس اسکول میں (تعلیم حاصل کرنے کے لیے) بھی نہیں جا سکتا تھا۔

The law in the USA said that black people could not do the same things as whites or live in the same way.

امریکہ میں قانون کہتا تھا کہ سیاہ فام لوگ سفید فام لوگوں جیسے کام نہیں کر سکتے یا ان کی طرح نہیں رہ سکتے۔

King became a priest like his father.

کنگ اپنے والد کی طرح پادری بن گیا۔

He tried to improve the conditions of black people in America without using violence.

اس نے تشدد کے استعمال کے بغیر امریکہ میں سیاہ فام لوگوں کے حالات بہتر کرنے کی کوشش کی۔

In 1955 a black woman was arrested after refusing to give up her seat on a bus to a white man.

1955 میں ایک سیاہ فام خاتون کو بس میں ایک سفید فام آدمی کو سیٹ دینے سے انکار کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

All the black people protested by refusing to use the buses in the city.

تمام سیاہ فام لوگوں نے شہر کی بسوں کے استعمال سے انکار کرتے ہوئے احتجاج کیا۔

This forced the bus company to change their rules.

اس نے بس کمپنی کو اصول بدلنے پر مجبور کر دیا۔

After a few years more and more black people began to demand equal rights.

مزید چند سال بعد زیادہ سے زیادہ سیاہ فام لوگوں نے مساوی حقوق کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔

Unfortunately, many white people did not want blacks to have equal rights.

بدقسمتی سے، زیادہ تر سفید فام لوگ نہیں چاہتے تھے کہ سیاہ فام لوگ مساوی حقوق حاصل کریں۔

In 1963 King made a famous speech in Washington. 1963 میں کنگ نے واشنگٹن میں ایک مشہور تقریر کی۔

He said that he had a dream that one day people would be judged by how good they were, not by the colour of their skin. اس نے کہا کہ یہ اس کا خواب ہے کہ ایک روز لوگوں کو ان کی اچھائی کے ذریعے پرکھا جائے گا نا کہ ان کی جلد کے ذریعے۔

The following year he won a Nobel Prize for his work to bring peace to the people of the USA.

اگلے سال اس نے امریکہ کے لوگوں میں امن لانے کے لیے اپنے کام کے عوض نوبل انعام جیتا۔

Not long afterwards he was shot dead byone of his enemies.

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس کے دشمنوں میں سے ایک نے اسے گولی مار کر قتل کر دیا۔

اکتوبر، نومبر: 2005

On the island of Mauritius, near Africa, lived a large bird that could not fly.

موریشش کے جزیرے پر، افریقہ کے نزدیک، ایک بڑا پرندہ رہتا تھا جو اڑ نہیں سکتا تھا۔

Because it was the biggest animal on the island it had no enemies.

چونکہ یہ جزیرے پر سب سے بڑا جانور تھا اس لیے اس کا کوئی دشمن نہیں تھا۔

It weighed up to 14 kg and was very good to eat. It was called the dodo.

اس کا وزن چودہ کلو گرام تک تھا اور کھانے میں بہت اچھا (ذائقے دار) تھا۔ اس کو ڈوڈو کہا جاتا تھا / اس کا نام ڈوڈو تھا۔

The dodo was first seen by Europeans in 1507. ڈوڈو کو پہلے یورپیوں نے 1507 میں دیکھا تھا۔

They introduced domestic animals as well as rats and monkeys to the island,

(1) انھوں نے پالتو جانوروں کی طرح جزیرے میں چوہوں اور بندروں کو متعارف کرایا۔

(2) انھوں نے چوہوں اور بندروں کی طرح جزیرے میں پالتو جانوروں کو متعارف کرایا۔

and these started killing the bird and taking its place.

اور ان (جانوروں) نے اس پرندے کو قتل کرنا اور اس کی جگہ لینا شروع کر دیا۔

In addition to this, forest clearing destroyed the bird's habitat.

اس پر مزید یہ کہ جنگلات کی صفائی نے اس پرندے کی رہائش گاہ کو تباہ کر دیا۔

This meant that the dodo population began to decline rapidly.

اس کا مطلب یہ ہوا / اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ڈوڈو کی آبادی تیزی سے زوال پذیر ہونا شروع ہو گئی۔

By 1681 there were no dodos left. 1681 تک وہاں کوئی ڈوڈو نہیں بچا۔

In the present day, there is much more information available about animals and birds that are in danger of dying out.

موجودہ دور میں ان جانوروں اور پرندوں کے بارے میں بہت سی معلومات دستیاب ہے جن کے ختم ہو جانے کا خطرہ ہے۔

Some animals are hunted for their skins, such as the tiger and polar bear, or for their meat and oils, such as the whale.

کچھ جانوروں کا ان کی کھال کے لیے شکار کیا جاتا ہے، جیسے کہ چیتا اور قطبی ریچھ، یا ان کے گوشت یا تیل کے لیے (شکار کیا جاتا ہے)، جیسے وہیل (ایک مچھلی کا نام)۔

Scientists are trying to make people aware of the need to protect all living things.

سائنس دان تمام زندہ چیزوں کی حفاظت کی ضرورت سے لوگوں کو آگاہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

They warn us that some animals will soon die out completely.

وہ ہمیں خبردار کرتے ہیں کہ چند جانور جلد ہی مکمل طور پر ختم ہو جائیں گے۔

People need to protect these animals from being killed and traded illegally, otherwise history will repeat itself.

لوگوں کو چاہیے کہ وہ غیر قانونی شکار اور تجارت سے ان جانوروں کی حفاظت کریں۔ وگرنہ تاریخ خود کو دوہرائے گی۔

مئی، جون: 2006

Sofia had a very bad temper.

صوفیہ کا مزاج بہت برا تھا۔

When she was frustrated

جب وہ دماغی کھینچاؤ کا شکار ہوتی

she would get angry and throw things at her friends

تو غصے میں آکر اپنی سہیلیوں پر چیزیں پھینکتی

and slam doors around the house.

اور گھر کے دروازے زور زور سے بجاتی۔

One day her mother told her that every time she lost her temper

ایک روز اس کی امی نے اسے کہا کہ جب بھی اس کا مزاج بگڑے

she must hammer a nail into the back of the fence.

وہ جنگلے کے عقبی حصے میں ایک کیل ٹھونک دیا کرے۔

She soon discovered that it was easier to control her temper than to hit those nails into the fence.

جلد ہی اس نے دریافت کر لیا کہ غصے کو قابو کرنا جنگلے میں کیل ٹھونکنے سے زیادہ آسان ہے۔

The number of nails hammered each day went down — ہر روز ٹھوکے جانے والے کیلوں کی تعداد کم ہوتی گئی

until Sofia didn't lose her temper at all.

یہاں تک کہ صوفیہ کا مزاج اب ذرا بھی نہیں بگڑتا تھا۔

Her mother then suggested that Sofia pull out one nail for each day

تب اس کی امی نے تجویز دی کہ وہ ہر روز ایک کیل کو اکھاڑے۔

that she was able to hold her temper. — تب وہ اپنے غصے کو سنبھالنے کے قابل تھی۔

The days passed and she was finally able to tell her mother that all the nails were out.

دن گزرتے گئے اور آخر کار وہ اپنی امی کو یہ بتانے کے قابل ہو گئی کہ تمام کیل نکل چکے تھے۔

Sofia's mother took her daughter by the hand and led her to the fence.

صوفیہ کی امی نے اپنی بیٹی کا ہاتھ تھاما اور اسے جنگلے کی طرف لے گئیں۔

"You have done really well, Sofia," she said, "but can you see the holes that are left in the fence?

"صوفیہ! تم نے یقیناً اچھا کیا ہے"۔ انھوں نے کہا۔ "لیکن کیا تم ان جنگلے میں باقی رہ جانے والے ان سوراخوں کو دیکھ سکتی ہو؟"۔

Sometimes saying things in anger can hurt people and leave scars like these even if you say you are sorry.

کبھی کبھار غصے میں بولی ہوئی باتیں لوگوں کو اذیت دے سکتی ہیں اور اسی طرح اپنے نشان چھوڑ سکتی ہیں۔ چاہے تم اس کے لیے معذرت ہی کر لو۔

You must be careful how you express your thoughts and feelings, so that you consider other people."

تمھیں اپنے خیالات اور احساسات کے اظہار کے وقت محتاط رہنا چاہیے، تاکہ تم دوسرے لوگوں کا خیال رکھو۔

اکتوبر، نومبر: 2006

Khalid found the cocoon of a butterfly.

خالد کو ایک تتلی کا کویا (خول / ککون) ملا۔

Quite soon afterwards he saw a small opening begin to appear.

اس کے بعد جلد ہی اس نے ایک چھوٹا سا سوراخ ظاہر ہوتا ہوا دیکھا۔

He sat and watched the butterfly for several hours as it struggled to force its body through the little hole.

وہ بیٹھا اور کئی گھنٹوں تک تتلی کو اپنے جسم کی طاقت سے اس چھوٹے سوراخ سے باہر آنے کے لیے کوشش کرتے ہوئے دیکھتا رہا۔

But then the butterfly stopped and it seemed as if it couldn't go any further.

لیکن پھر تتلی رک گئی اور ایسا لگنے لگا کہ گویا وہ مزید آگے نہیں بڑھ سکتی۔

So Khalid decided to help the butterfly.

چنانچہ خالد نے تتلی کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔

He took a pair of scissors and cut off the remaining bit of the cocoon.

اس نے ایک قینچی لی اور خول کے باقی ماندہ حصے کو کاٹ دیا (تاکہ تتلی با آسانی باہر نکل سکے)۔

The butterfly then emerged easily but it had a swollen body.

تب تتلی با آسانی باہر آگئی لیکن اس کا جسم سوجا ہوا تھا۔

Khalid continued to watch the butterfly because he expected that,

خالد تتلی کو دیکھتا رہا کیوں کہ اس کو توقع تھی کہ

at any moment, its wings would expand to support its body.

کسی بھی وقت اس کے جسم کو سہارا دینے کے لیے اس کے پر کھلیں گے۔

But, in fact, nothing more happened.

لیکن، در حقیقت، مزید کچھ نہ ہوا۔

The butterfly spent the rest of its life crawling around and could not fly.

تتلی نے اپنی باقی ماندہ زندگی ادھر ادھر رینگتے ہوئے گزار دی اور اڑ نہ پائی۔

Khalid in his kindness and haste had not understood that the struggle required for the butterfly to get through the tiny opening was essential.

خالد اپنی جلد بازی اور ہمدردی میں یہ نہ سمجھ سکا کہ اس چھوٹے سے سوراخ سے باہر نکلنے کی کوشش اس تتلی کے لیے ضروری تھی۔

It was God's way of forcing blood from the body of the butterfly into its wings and enabling it to fly.

تتلی کے جسم سے اس کے پروں میں خون پہنچانے اور اسے اڑنے کے قابل بنانے کے لیے یہ خدا (قدرت) کا طریقہ تھا۔

Sometimes the struggles that we face in our life allow us to grow.

بعض اوقات جو جدوجہد ہم اپنی زندگی میں کرتے ہیں / سہتے ہیں وہ ہمیں آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔

مئی، جون: 2007ء

Bill Gates, the founder of Microsoft, is the richest man in the world.

بِل گیٹس، مائیکروسافٹ کا بانی، دنیا میں امیر ترین آدمی ہے۔

Even he doesn't know how much money he has in the bank!

یہاں تک کہ اسے خود بھی معلوم نہیں کہ بینک میں اس کے پاس کتنی دولت ہے۔

He gives millions of dollars away to charities, and his good works include funding research into ways to combat malaria.

وہ خیرات میں میں لاکھوں ڈالر دیتا ہے، اور اس کے اچھا کاموں میں ملیریا کے خلاف لڑائی کے طریقوں میں تحقیقات میں سرمائے سے مدد کرنا شامل ہے۔

Having so much money it must be difficult to know how to spend it!

اتنی زیادہ دولت کا مالک ہوتے ہوئے یہ جاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ اسے کہاں خرچ کیا جائے۔

Recently an article appeared in a Spanish newspaper which reported that Bill needed a bigger house for his family.

حال ہی میں ایک ہسپانوی اخبار میں ایک مضمون چھپا جس میں اطلاع دی گئی کہ بِل کو اپنے اہلِ خانہ کے لیے ایک زیادہ بڑھا گھر درکار ہے۔

Of course it is only natural to want to have a big comfortable house in which to bring up one's family.

یقیناً اپنے اہلِ خانہ کے رہنے اور ان کی پرورش کرنے کے لیے ایک بڑے اور آرام دہ گھر کی خواہش رکھنا ہی ایک فطری بات ہے۔

He is married and has four children, two of whom are adopted.

وہ شادی شدہ ہے اور اس کے چار بچے ہیں۔ ان میں سے دو لے پالک / گود لیے ہوئے ہیں۔

Let me tell you about his house which he considers too small.

میں آپ کو اس گھر کے بارے میں بتاتا / بتاتی ہوں جسے وہ چھوٹا خیال کرتا ہے / چھوٹا سمجھتا ہے۔

There are over twenty bedrooms, each with their own bathroom, eight sitting rooms and an indoor gym and swimming pool in the basement.

اس میں بیس سے زیادہ آرام گاہیں (آرام کرنے کے کمرے) ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ غسل خانہ ہے، آٹھ دیوان خانے اور ایک گھریلو ورزش خانہ ہے۔ تہہ خانے میں ایک تیراکی کا تیلاب ہے۔

Outside there are two tennis courts and parking for about fifty cars.

بیرونی جانب دو ٹینس کے میدان اور تقریباً پچاس گاڑیاں کھڑی کرنے کی جگہ ہے۔

There is even a twenty-four seat cinema.

چوبیس نشستوں کا ایک سینما بھی ہے۔

Anyway, according to the newspaper, he needed a bigger house.

بحر حال، اخبار کے مطابق، اسے ایک زیادہ بڑے گھر کی ضرورت ہے۔

The funniest part was that the journalist gave the article the headline "Poor Bill!"

انتہائی مضحکہ خیز/مزاحیہ/ہنسانے والی بات یہ تھی کہ صحافی نے اس مقالے/مضمون/تحریر کو "غریب بِل" عنوان دیا تھا۔

اکتوبر،نومبر: 2007

Fifty years or so ago, it was very unusual to see Asian people outside the big British cities.

پچاس برس یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ قبل، ایشیائی لوگوں کا بڑے برطانوی شہروں کے باہر دکھائی دینا بہت غیر معمولی بات تھی۔

Nowadays, of course, it is only strange in very small towns and villages.

آج کل، یقیناً، یہ صرف چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں میں عجیب ہے۔

The reason for this is that nearly every town in the country has at least one Indian restaurant.

اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک کے ہر قصبے کے نزدیک کم از کم ایک ہندوستانی ریسٹورنٹ ہے۔

In fact most of these restaurants are run by Bangladeshis,

دراصل ان میں سے زیادہ تر ریسٹورنٹ بنگلہ دیشی چلاتے ہیں۔

and many of the dishes are not normally found in the subcontinent!

اور زیادہ تر کھانے عام طور پر برصغیر میں نہیں پائے جاتے۔

The most popular dish in Britain is 'Chicken Tikka Masala' which, I am told, was invented in London.

برطانیہ میں مقبول ترین کھانا "چکن تکہ مصالحہ" ہے، مجھے بتایا گیا ہے، یہ لندن میں ایجاد ہوا تھا۔

The latest trend is Balti

جدید ترین رجحان بالٹی ہے

which first became popular in Pakistani restaurants in Birmingham.

جو سب سے پہلے برمنگھم میں پاکستانی ریستورانوں میں مقبول ہوئی تھی۔

Last month, a TV programme looked into the origins of the word 'balti'.

گزشتہ ماہ، ایک ٹی وی پروگرام نے لفظ بالٹی کی اصل تلاش کرنے کی کوشش کی / بالٹی کا ماخذ تلاش کرنے کی کوشش کی / بالٹی کی بنیاد تلاش کرنے کی کوشش کی۔

Most Pakistanis thought that it came from the Urdu word for bucket,

زیادہ تر پاکستانیوں کا خیال تھا کہ یہ اردو کے لفظ بکٹ (ڈول) سے آیا ہے۔

but one Sikh cooking pot manufacturer said

لیکن کھانے کے برتن بنانے والے ایک سکھ نے کہا

it was from the Punjabi word 'baati' which is a metal cooking pot.

کہ یہ پنجابی لفظ "باٹی" سے تھا جو ایک دھاتی، کھانے والا برتن ہے۔

In my opinion, it is most probably from Baltistan in the Northern Areas of Pakistan

میرے خیال میں یہ غالباً پاکستان کے شمالی علاقہ جات بلتستان سے ہے۔

and the cooking style was adopted by the Mughals in the seventeenth century.

اور سترہویں صدی میں مغل بادشاہوں نے پکانے کا انداز اپنایا تھا۔

مئی،جون:2008

I moved to England from Turkestan in 1998 for political reasons.

میں 1998 میں سیاسی وجوہات کی بنا پر ترکستان سے انگلینڈ منتقل ہو گیا۔

I worked in a Turkish leather shop and learned English. I am happy here.

میں نے ایک ترکی چمڑے والی دوکان میں کام کیا اور انگریزی سیکھی۔ میں یہاں خوش ہوں۔

England respects the rights of Muslims and I can pray anywhere.

انگلینڈ میں مسلمانوں کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے اور میں کہیں بھی نماز ادا کر سکتا ہوں۔

As it is easy to acquire knowledge, I would like to become a computer engineer.

جیسا کہ یہاں علم حاصل کرنا آسان ہے، میں ایک کمپیوٹر انجینئر بننا پسند کروں گا۔

I met my wife at college five years ago – we talked and fell in love.

میں اپنی بیوی سے کالج میں پانچ سال قبل ملا۔ ہم نے بات کی اور ہمیں محبت ہو گئی۔

We have lived in East London since February.

ہم مشرقی لندن میں فروری سے رہ رہے ہیں۔

I feel lonely because there are not as many Turkish people here as there are in North London.

میں تنہائی محسوس کرتا ہوں کیونکہ یہاں اتنے ترکی لوگ نہیں ہیں جتنے شمالی لندن میں ہیں۔

I applied for a government flat but there weren't any available, so temporary accommodation has been arranged for us.

میں نے ایک سرکاری گھر کے لیے درخواست دی لیکن کوئی بھی دستیاب نہیں تھا۔ لہذا ہمارے لیے عارضی رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔

I pray before dawn, study until my daughter wakes and then I take her to school.

میں صبح سے پہلے نماز ادا کرتا ہوں، اپنی بیٹی کے جاگنے تک مطالعہ کرتا ہوں اور پھر اسے اسکول لے جاتا ہوں۔

After that I help my wife give breakfast to our other children.

اس کے بعد میں اپنے دوسروں بچوں کو ناشتہ بنا کر دینے میں اپنی بیوی کی مدد کرتا ہوں۔

Every Friday I go to the mosque for an hour, then study in the library.

ہر جمعہ کو میں ایک گھنٹے کے لیے مسجد جاتا ہوں، پھر لائبریری میں مطالعہ کرتا ہوں۔

I pick my daughter up from school and help her with her homework.

میں اپنی بیٹی کو اسکول سے لیتا ہوں اور اس کے گھر کے کام میں اس کی مدد کرتا ہوں۔

At seven we have dinner, then the children go to bed.

سات بجے ہم شام کا کھانا کھاتے ہیں، پھر بچے سو جاتے ہیں۔

I study until eleven, say my prayers and go to bed.

میں گیارہ بجے تک مطالعہ کرتا ہوں، اپنی نماز ادا کرتا ہوں اور بستر پر چلا جاتا ہوں۔

اکتوبر، نومبر 2008

Prince Charles' visit to Pakistan in November 2006 was a very important event, especially for him.

نومبر 2006 میں شہزادہ چارلس کا پاکستان کا دورہ انتہائی اہم واقعہ تھا، بالخصوص اس کے لیے۔

For the many years he has been waiting to become king,

کئی سالوں سے وہ بادشاہ بننے کا انتظار کر رہا ہے۔

it has been difficult for him to find a suitable role in life,

اس کے لیے زندگی میں موزوں کردار تلاش کرنا مشکل رہا ہے۔

though he has many interests. He helps young people in difficulty make the most of their lives.

اگرچہ اس کے متعدد مشاغل ہیں۔ وہ نوجوانوں کی مشکل وقت میں مدد کر کے ان میں سے زیادہ تر نوجوانوں کی زندگیاں بنا دیتا ہے۔

He takes a great interest in ways of farming that produce food without using artificial methods.

وہ ایسے زراعت کے طریقوں میں بہت دلچسپی لیتا ہے جو مصنوعی طریقے استعمال کیے بغیر اناج اگاتے ہیں۔

He has set up organisations in the UK where companies can donate their surplus goods to charities, helping to avoid unnecessary waste.

غیر ضروری چیزیں ضائع کرنے سے بچنے کے لیے / پرہیز کرنے کے لیے، اس نے برطانیہ میں تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں جہاں کمپنیاں اپنی اضافی / فالتو / ناکارہ چیزیں خیرات کر سکتی ہیں۔

In recent years he has become better known as a supporter of equal rights for the followers of all the different faiths in Britain.

موجودہ دور میں برطانیہ میں تمام مذاہب کے پیروکاروں کے لیے برابر حقوق کے حمایتی کے طور پر وہ زیادہ معروف ہوا ہے۔

On many occasions, he has tried to bring together religious leaders of all faiths

بہت سے مواقع پر، اس نے تمام مذاہب کے رہنماؤں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے۔

so they can discuss matters which affect them,

جیسے نسل پرستی، ناانصافی، تعلیم اور بے روزگاری۔

such as racism, injustice, education and employment.

تاکہ وہ ان معاملات پر تبادلہ خیال کر سکیں جو ان کے لیے موثر ہیں۔

He has worked hard to promote understanding between the communities.

اس نے معاشروں کے درمیان ذہنی مطابقت پیدا کرنے کو فروغ دینے کے لیے سخت محنت کی ہے۔

In my opinion he should be praised for doing so, whatever the British media might say or write about him.

میرے خیال میں اس کام کے کرنے پر اس کی تعریف کرنی چاہیے۔ چاہے برطانوی ذرائع ابلاغ اس کے بارے میں کچھ بھی کہیں یا لکھیں۔

Even though the British media love to criticise him, he still has many devoted supporters.

اگرچہ برطانوی ذرائع ابلاغ اس پر تنقید کرنا پسند کرتے ہیں، اس کے ابھی بھی بہت سے حمایتی ہیں۔

مئی، جون 2009

One of the things I enjoy most is listening to radio stations via the internet

انٹرنیٹ کے ذریعے ریڈیو اسٹیشن سننا ان چیزوں میں سے ہے جن سے میں سب سے زیادہ لطف اندوز ہوتا ہوں۔

whilst I am working at my computer.

جب میں کمپیوٹر پر کام کر رہا ہوتا ہوں۔

Sometimes I miss programmes that I like because I am at a meeting or travelling.

بعض اوقات میں اپنے پسندیدہ پروگرام گنوا دیتا ہوں / نہیں دیکھ پاتا کیونکہ میں سفر کر رہا ہوتا ہوں یا کسی مجلس میں ہوتا ہوں۔

Luckily for me the BBC has come up with a brilliant and simple idea. It's called 'Listen again'.

خوش قسمتی سے میرے لیے بی بی سی نے ایک شاندار اور سادہ تصور / طریقہ متعارف کرایا ہے۔ اس کو "دوبارہ سنو" کہا جاتا ہے۔

You go to their website and click on the programme you want even if it was broadcast earlier in the week.

آپ ان کی ویب سائٹ پر جاتے ہیں اور اس پروگرام پر کلک کرتے ہیں جسے آپ (دیکھنا) چاہتے ہیں۔ چاہے وہ ہفتے کے عین شروع میں نشر کیا گیا ہو۔

This way you never have to miss your favourite programmes.

اس طرح آپ اپنے پسندیدہ پروگرام کو کبھی بھی نہیں گنواتے۔

I listened to a very interesting programme on the radio yesterday.

میں نے کل ریڈیو پر ایک بہت دلچسپ پروگرام سنا۔

The presenter was talking to two travellers

پروگرام پیش کرنے والا شخص ان دو مسافروں سے باتیں کر رہا تھا

who had made a journey across the world's largest continent.

جنہوں نے دنیا کے عظیم ترین براعظم کا سفر کیا تھا۔

Sam Manicom rode his motorbike from Indonesia to Germany, after first visiting Africa and Australia, in a trip that lasted eight years.

سیم مینی کام نے اپنی موٹر بائیک پر ایک تفریحی دورے میں افریقہ اور اسٹریلیا کا پہلا دورہ کرنے کے بعد، انڈونیشیا سے جرمنی کا سفر آٹھ سال میں کیا۔

Tim Cope took three years to ride from Mongolia to Hungary on horseback

ٹم کوپ نے منگولیا سے ہنگری تک کا سفر گھوڑے کی پشت پر کیا۔

following the route taken by Genghis Khan and his armies in the 13th century.

اس نے وہ رستہ اختیار کیا جو گنگش خان اور اس کی افواج نے تیرہویں صدی میں اختیار کیا تھا۔

How I love the radio.

مجھے ریڈیو سے کتنا پیار ہے۔

it lets me travel all over the world without leaving the comfort of my own home!

یہ مجھے اپنے گھر کی اسائشات ترک کیے بغیر تمام دنیا کی سیر کراتا ہے ۔

اکتوبر، نومبر 2009ء

More than ten thousand people attended a charity concert in London

دس ہزار سے زیادہ افراد نے لندن میں خیراتی کنسرٹ میں شرکت کی

to raise money for war-torn Darfur.

تاکہ ڈرفر کی جنگ کے متاثرہ افراد کے لیے پیسے جمع کیے جائیں۔

The show on Sunday at Wembley Arena was intended to highlight the crisis in the Sudanese region

ویمبلے ایرینا میں اتوار کے روز یہ شو اس لیے منعقد کیا گیا کہ سوڈانی علاقے میں ہونے والے بحران کا واضح کیا جائے۔

and featured some of the Muslim world's biggest stars.

مسلمان دنیا کے چند بڑے ستاروں نے بھی اس میں شرکت کی۔

Among them was Sami Yusuf, sometimes called the Islamic Bono

ان میں سمیع یوسف تھے، جنہیں بعض اوقات اسلامی بونو کہا جاتا ہے۔

and Texan country and western singer Kareem Salama.

اور ٹیکسن کنٹری (شخص کا نام) اور کریم سلامہ مغربی گلوکار بھی تھے۔

Jehangir Malik said the event was the biggest show put on by and for British Muslims,

جہانگیر ملک نے کہا "یہ واقعہ برطانوی مسلمانوں کا پیش کیا گیا سب سے بڑا نظارہ تھا"۔

although people of many different faiths attended and enjoyed themselves.

اگرچہ متعدد مختلف مذاہب کے لوگوں نے اس میں شرکت کی اور وہ لطف اندوز بھی ہوئے۔

"We felt this was an important event for the British Muslim community to be able to raise their voices and say,

ہم محسوس کرتے ہیں کہ برطانوی مسلمانوں کے لیے اپنی آواز بلند کرنے کے لیے اور (یہ) کہنے کے لیے یہ ایک اہم موقع تھا۔

"Look, we need to do something about Darfur."

" دیکھو، ہمیں ڈارفر کے لیے اور زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے"۔

It was a challenge for us because people are so busy getting on with their daily lives.

یہ ہمارے لیے ایک للکار تھی کیونکہ لوگ اپنی روزمرہ زندگی میں بہت مصروف ہیں۔

We are very lucky to live in comfort and, need to do considerably more to help the poor in other countries."

ہم اسائشات میں رہنے کی وجہ سے خوش قسمت ہیں۔ ہمیں ممکنہ طور پر دوسرے ممالک کے غربا کی زیادہ مدد کرنے کی ضرورت ہے۔

Mr Malik said British Muslims had already raised £2 million for Darfur

ملک صاحب نے کہا کہ برطانوی مسلمانوں نے پہلے سے دو ملین (بیس لاکھ) پاؤنڈ جمع کر رکھے ہیں۔

and he hoped the concert would generate another million pounds.

اور انھوں نے امید کی کہ کنسرٹ سے ایک اور ملین پیدا کیا جا سکے گا۔

The concert coincided with the end of Ramadan and the celebrations associated with Eid.

رمضان کے اختتام اور عید کے ہمراہ کنسرٹ ایک ہی وقت میں منعقد ہو گیا۔

Vultures play a very important role in the Indian sub-continent.

ہندوستانی برصغیر میں گدھ بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

They are unusual looking birds with only a few feathers on their head and neck.

وہ سر اور گردن پر چند پروں کے ساتھ غیر معمولی نظر آنے والے پرندے ہیں۔

They survive by eating dead animals

وہ مردہ جانوروں کو کھا کر زندہ رہتے ہیں

and by doing so they stop the spread of diseases.

اور ایسا کرنے سے وہ بیماریوں کے پھیلنے کو روکتے ہیں۔

Farmers leave dead animals out in the fields knowing that they will be cleaned up by the vultures.

کسان مردہ جانوروں کو کھیتوں میں یہ جانتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں کہ گدھ ان کا صفایا کر دیں گے۔

During the last decade the number of vultures in some regions has fallen greatly.

گزشتہ عشرے کے دوران کچھ علاقوں میں گدھوں کی تعداد بہت زیادہ کم ہو گئی ہے۔

The reason for this is that vultures are harmed by some medicines

اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ ایسی دواؤں کے ذریعے گدھوں کا نقصان کیا جاتا ہے

that farmers feed to their cattle.

جو کسان اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہیں۔

As a result there are many more dead animals left in the fields,

نتیجے میں بہت زیادہ تعداد میں مردہ جانور کھیتوں میں پڑے رہتے ہیں۔

causing an increase in disease-carrying germs and insects.

جن کی وجہ سے بیماریاں پھیلانے والے جراثیم اور کیڑے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

According to one scientist, because vultures are quite ugly birds, no-one has been too worried about them dying out.

ایک سائنس دان کے مطابق، چونکہ گدھ بالکل بدصورت پرندے ہیں، کوئی بھی ان کے ختم ہونے پر زیادہ رنجیدہ نہیں رہا ہے۔

Now people are beginning to realise the important job they do

اب لوگوں کو احساس ہونا شروع ہوا ہے کہ وہ کتنا ضروری کام کرتے ہیں

and why they need to be protected.

اور ان کی حفاظت کرنے کی ضرورت کیوں ہے۔

A surprising effect of the shortage of vultures is an increase in the number of wild dogs who eat the corpses.

گدھوں کی کمی سے ایک حیران کن اثر جنگلی کتوں کی تعداد میں اضافہ ہونا ہے جو ان مردوں / لاشوں کو کھا جاتے ہیں۔

With more wild dogs around there is a greater risk of people catching rabies.

جنگلی کتوں میں اضافے سے لوگوں کو ریبیز (بیماری کا نام) لاحق ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔

Ahmed Faraz, like his tutor, Faiz Ahmed Faiz, was never afraid to stand up for his principles.

احمد فراز، اپنے استاد کی طرح، جو فیض احمد فیض ہیں، اپنے اصولوں کی خاطر کھڑے ہونے سے کبھی بھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔

People loved him, especially the young, and nobody wrote with more feeling about love.

لوگ انہیں چاہتے تھے، بالخصوص نوجوان، اور محبت سے متعلق ان سے زیادہ احساس کے ساتھ کسی نے بھی نہیں لکھا۔

All were able to understand his simple but elegant style

ان کے سادہ لیکن شاندار اندازِ تحریر کو سب سمجھ سکتے تھے / سمجھنے کے قابل تھے۔

and the greatest singers of the age loved to set his verses to music.

اس دور کے عظیم ترین گلوکار ان کے اشعار کو دھن پر چڑھانا پسند کرتے تھے / ان کے اشعار کو گانا پسند کرتے تھے۔

An old friend remembered:

ایک پرانے ساتھی کو یاد آیا:

"Faraz was a year senior to me when I joined Islamia College, Peshawar in 1954.

"فراز ایک سال مجھ سے سینئر تھے جب میں نے 1954 میں اسلامیہ کالج پشاور میں داخلہ لیا"۔

He was very handsome and full of energy.

وہ بہت خوبصورت اور طاقت سے بھرپور تھے۔

He would gather students around him and read out his romantic poems.

وہ طلبہ کو اپنے گرد جمع کرتے اور اپنی رومانوی نظمیں سناتے۔

There was not much mixing of male and female students in those days.

ان دنوں طلباء وطالبات کا زیادہ اختلاط / میل جول نہیں تھا۔

But somehow his poems managed to reach girl students

لیکن کسی طرح ان کی نظمیں طالبات تک بھی پہنچ ہی جاتیں

as well and he would receive dozens of letters from them.

اور انہیں ان کی طرف سے درجنوں خطوط ملتے۔

The rich ones would have their servants deliver their letters

امیر لڑکیوں کے ملازم ہوتے جو ان کے خطوط پہنچا دیتے۔

while others would drop them in front of Faraz at bus stops".

جب کہ دوسری ان (خطوط) کو بس اڈوں پر فراز کے سامنے گرا دیتیں۔

Ahmed Faraz won many prizes for his poetry.

احمد فراز نے اپنی شاعری کی بدولت کئی انعامات جیتے۔

He died in Islamabad on 25 August 2008.

وہ 25 اگست 2008 کو اسلام آباد میں وفات پا گئے۔

Along with many other nations, Pakistan's fishing industry is facing numerous problems.

دوسری کئی اقوام کی ساتھ پاکستان کی مچھلی کی صنعت متعدد مسائل کا سامنا کر رہی ہے۔

Sea levels are rising,

سمندر کی سطحیں بلند ہو رہی ہیں،

so salt water is flowing further into rivers and is affecting freshwater fish.

اس طرح نمکین پانی مزید دریاؤں میں بہہ رہا ہے اور تازہ پانی کی مچھلیوں کو متاثر کر رہا ہے۔

Ocean fish stocks are also declining because of over-fishing and pollution.

سمندری مچھلیوں کے ذخائر مچھلیوں کے زیادہ شکار اور زیادہ آبادی کی وجہ سے زوال کا شکار ہو رہے ہیں

Fishing with nets is the most common method in Pakistan.

پاکستان میں جال کے ذریعے مچھلی کا شکار کرنا بہت عام ہے۔

Repairing them is mostly done by hand as little modern machinery is available.

ان کو زیادہ تر ہاتھ سے ٹھیک کیا جاتا ہے جبکہ قلیل تعداد میں جدید مشینیں (بھی اس کام کیلئے) دستیاب ہیں۔

Boats are usually brightly painted and vary from large motor boats to small rowing boats.

کشتیاں عام طور پر چمکدار رنگوں میں رنگی جاتی ہیں ۔بڑی موٹر والی کشتیاں اور چھوٹے چپوؤں سے چلائی جانے والی کشتیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔

Some fishermen have had to become expert mechanics

کچھ مچھیروں کو مشینوں کے کام میں ماہر بننا پڑا ہے۔

because they have to rely on their engines while far out at sea.

کیونکہ انہیں ،سمندر میں سفر کے دوران انہیں(کشتیوں) کے انجن پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

Nowadays many fishermen are deciding to become full time motor mechanics

آج کل کچھ مچھیرے کل وقتی موٹر میکینک بننے کا فیصلہ کر رہے ہیں۔

because it is a more reliable source of income

کیونکہ یہ زیادہ بھروسے کے لائق ذریعہ آمدن ہے۔

than relying on an uncertain future at sea. بسنت سمندر میں ایک غیر یقینی مستقبل پر بھروسا کرنے کے ۔

The average catch is now less than two tonnes a day ایک دن میں اب اوسط شکار دو ٹن سے کم ہوتا ہے

whereas only twenty years ago it was as much as six or seven tonnes a day.

جبکہ صرف بیس سال قبل یہ ایک دن میں چھ یا سات ٹن ہوتا تھا۔

About twenty five percent of this catch is exported, mainly to Europe,

شکار کا تقریبا پچیس فیصد حصہ برامد کر دیا جاتا ہے ،زیادہ تر یورپ کو،

bringing in over 200 million dollars annually.

سالانہ دو سو سے بھی زیادہ ڈالروں کمانے کے عوض / درآمد کے عوض / قیمت کے بدلے میں۔

اکتوبر، نومبر 2011ء

Many firms are producing less and losing money because office staff spends too long on social networking sites,

بہت سے ادارے کم پیسے کما رہے ہیں یا پیسے گنوا رہے ہیں کیونکہ دفتری عملہ زیادہ پیسے سماجی رابطے کی ویب سائٹوں پر زیادہ وقت صرف کرتا ہے۔

a government survey says. The survey questioned 4,000 employees between the ages of 21 and 60.

ایک سرکاری سروے / ملاحظے / معائنے سے معلوم ہوا ہے۔ سروے میں اکیس سے ساٹھ برس عمر کے 4000 ملازمین سے سوالات پوچھے گئے۔

According to this survey, workers use Facebook, MySpace and other sites for "romancing" and other purposes.

سروے کے مطابق، ملازمین رومانوی اور دوسری مقاصد کے لیے فیس بک، مائی سپیس اور دوسری ویب سائٹیں استعمال کرتے ہیں۔

Office employees questioned in the survey spent average an hour a day on such sites,

دفتری ملازم جن سے اس سروے میں سوال کیے گئے، ایک دن میں ایک گھنٹہ اوسطاً ایسی ویب سائٹوں پر گزارتے ہیں۔

leading to a loss of production of nearly 12%.

جس سے پیداوار میں بارہ فیصد تک کمی واقعہ ہو رہی ہے۔

"As a matter of fact, the growing use of these sites can be dangerous for business,

ایک حقیقی معاملے کے طور پر، ان سائیٹوں کا بڑھتا ہوا استعمال کاروبار کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔

and some IT companies have already installed software to restrict its use", a government spokesman said.

اور کچھ آئی ٹی کمپنیوں نے پہلے ہی اس کو روکنے کے لیے سافٹ ویئر انسٹال کر رکھا ہے / لگا رکھا ہے۔ ایک سرکاری ترجمان نے کہا۔

Nearly half of the office employees surveyed accessed Facebook during work time.

تقریباً نصف ملازمین جن کا سروے کیا گیا، کام کے اوقات میں فیس بک استعمال کرتے ہیں۔

Some 83% saw nothing wrong in surfing the net at work during office hours.

کچھ 83 فیصد لوگوں نے دفتری اوقات میں کام کے دوران نیٹ سرف کرنے / نیٹ کے ذریعے معلومات حاصل کرنے / نیٹ پر تفریح کرنے کے بارے میں کچھ غلط نہیں کہا۔

Only 40% of the employees interviewed said that their companies allowed staff full access to social networking sites.

صرف چالیس فیصد ملازمین جن کا انٹرویو کیا گیا، نے کہا کہ ان کی کمپنیاں اپنے عملے کو سماجی نیٹ ورک کی سائٹوں تک مکمل رسائی کی اجازت دیتی ہیں۔

The survey also showed that 84% of people surveyed show signs of internet addiction:

سروے سے یہ بھی پتہ چلا کہ 84 فیصد لوگوں میں، جن کا سروے کیا گیا، انٹرنیٹ کے عادی ہونے کے اثرات ہیں۔

they do not take breaks at appropriate times,

وہ مناسب اوقات میں وقفے بھی نہیں لیتے۔

they spend more than a "normal" amount of time online, and can get angry if they are interrupted while surfing.

وہ عام اوسط وقت سے زیادہ آن لائن گزار دیتے ہیں۔ سرفنگ کے دوران اگر خلل آ جائے تو وہ غصیلے ہو جاتے ہیں۔

In September, a Town Council in England banned staff from accessing Facebook on its computers

ستمبر میں، انگلینڈ میں ایک ٹاؤن کونسل نے اپنے کمپیوٹروں پر سٹاف کے فیس بک استعمال کرنے پر پابندی عائد کر دی۔

after it was revealed they spent on average 400 hours on the site every month.

اس کے بعد یہ بتایا گیا کہ وہ ہر مہینے ایسی سائٹوں پر اوسطاً 400 گھنٹے گزارتے ہیں۔

A few years ago people used to enjoy going out in the car with the family

چند سال قبل لوگ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ گاڑی میں باہر جا کر لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔

to a beauty spot or a restaurant in the evening or at the weekend, but not any more.

شام کے وقت یا ہفتے کے اختتام پر، کسی خوبصورت مقام یا ایک ریسٹورنٹ میں، لیکن مزید اب نہیں۔

Now there are so many vehicles on the roads that to get stuck in traffic jam is a common experience all over the world.

اب سڑک پر اتنی زیادہ گاڑیاں ہو چکی ہیں کہ ٹریفک جام میں پھنس جانا دنیا بھر میں عام تجربہ ہے۔

I read in the newspaper last month about the world's biggest traffic jam.

میں نے گزشتہ ماہ دنیا کے سب سے بڑے ٹریفک جام کے بارے میں اخبار میں پڑھا۔

No traffic could move for nine days on a main road near the capital of China.

چین کے دار الحکومت کے نزدیک نو دن کے لیے بڑی سڑک پر کوئی گاڑی حرکت نہ کر سکی۔

Most of the vehicles were Lorries and they were in a 100 kilometre long queue because roads were being repaired.

زیادہ تر لمبی گاڑیاں تھیں جو 100 کلو میٹر لمبی قطار میں کھڑی تھیں کیونکہ سڑک کی مرمت ہو رہی تھی۔

According to a Chinese newspaper, there is much more traffic on the roads because the economy is growing so fast.

چینی اخبار کے مطابق، معیشت تیزی سے بڑھ رہی ہے اس لیے سڑکوں پر بہت زیادہ ٹریفک ہے۔

The old roads are too weak and too narrow to bear the load of such heavy modern lorries.

ان جدید وزنی گاڑیوں کا بوجھ برداشت کرنے کے لیے پرانی سڑکیں بہت تنگ اور بہت کمزور ہیں۔

New roads are needed to bring coal from the mines to the big factories in the area.

علاقوں کی بڑی فیکٹریوں تک کانوں سے کوئلہ لانے کے لیے نئی سڑکیں درکار ہیں۔

Some time later I read that it took two or three more days to clear the road.

کچھ عرصہ بعد میں نے پڑھا کہ سڑک صاف کرنے میں مزید دو یا تین روز لگ گئے۔

نوٹ: Lorries لفظ کا مطلب ہے ایسی گاڑی جو چار پہیوں پر چلتی ہے۔ یہ لفظ ٹرک، بس، کار، ٹھیلے یا چھکڑے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس انگریزی عبارت میں Lorries کے ساتھ vehicles بھی لکھ دیا گیا۔ vehicles کا مطلب "گاڑیاں" ہے اس لیے اس لفظ کا معانی اول الذکر لفظ میں مدغم کر کے لکھا گیا ہے۔ نیز Clear the road کا معنیٰ سڑک صاف کرنا ہی مستعمل ہے جبکہ یہاں صاف کرنا حقیقی نہیں بلکہ مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جس کا معنیٰ ہے "سڑک سے ٹریفک کا رش ختم کرنا"۔

اکتوبر، نومبر 2012ء

It is said that the only thing that English people are happy to talk about is the weather.

کہا جاتا ہے کہ صرف موسم ایسی چیز ہے جس کے بارے میں انگریز خوشی سے گفتگو کرتے ہیں۔

Whenever they meet someone,

جب کبھی وہ کسی سے ملتے ہیں۔

they will say something like

وہ کچھ ایسا کہیں گے

"lovely weather isn't it?" or "do you think it's going to rain today?"

"اچھا موسم ہے، ہے ناں؟"۔یا "کیا آپ کا خیال ہے؟ / آپ سمجھتے ہیں؟ / آپ کو لگتا ہے کہ آج بارش ہونے والی ہے؟۔

The reason for this is that in England nobody knows whether

اس کی وجہ یہ ہے کہ انگلینڈ میں کوئی نہیں جانتا کہ

it will be sunny, rainy, foggy or snowy from one hour to the next.

اگلے ایک گھنٹے یا اس کے بعد موسم اچھا ہو گا؟ بارانی ہو گا؟ دھندلا ہو گا؟ یا برفانی ہو گا؟۔

In the subcontinent, the weather is not a very interesting thing to talk about.

برصغیر میں، گفتگو کرنے کے لیے موسم دلچسپ چیز نہیں ہے۔

For example, if you are in Lahore in April it will be hot and sunny,

مثال کے طور پر، اگر آپ اپریل میں لاہور میں ہیں تو یہ (موسم) گرم اور روشن / خوشگوار ہو گا۔

while in August it will be very hot and rainy.

جب کہ اگست میں یہ انتہائی گرم اور بارانی ہو گا۔

In November it will be pleasantly cool and clear.

نومبر میں یہ صاف اور خوشگوار انداز میں ٹھنڈا ہو گا۔

Everyone knows what the weather will be like in a particular season

ہر کوئی جانتا ہے کہ کسی مخصوص رت میں کیسا موسم / سماں ہو گا۔

so there really is no need to talk about it!

لہٰذا اس کے بارے میں بات کرنے کی واقعی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نوٹ: Season اور weather دونوں کو اردو میں موسم کہتے ہیں البتہ بعض اوقات اول الذکر کے لیے سماں اور رت الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

Sunny کا مطلب ہے "چمک دار، روشن، خوبصورت، لاڈلا اور خوشگوار وغیرہ"۔اس عبارت میں سیاق و سباق کے اعتبار سے اس کا معنٰی "اچھا، روشن، خوشگوار" کیا گیا ہے۔

یہ عبارت اس حقیقت کی شاہد ہے کہ کیمبرج میں آنے والی انگریزی عبارت کے الفاظ کی تعداد مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ممتحن پر منحصر ہے کہ آیا وہ طویل عبارت کا ترجمہ طلب کرتا ہے یا مختصر عبارت کا۔

ہمارے مشاہدے کے مطابق 2004 سے اب تک ترجمہ کے لیے دی جانے والی عبارات میں یہ عبارت مختصر ترین ہے۔

مئی، جون 2103ء

Not only in the west but also in other parts of the world,

نہ صرف مغرب میں بلکہ دنیا کے دوسرے علاقوں میں بھی

modern lifestyles are having an increasingly negative effect on our young people.

آپ کے نوجوان لوگوں پر جدید طرزِہائے زندگی کے بڑھتے ہوئے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

Children are sitting at home on their own in front of their computers or games machines,

بچے اپنے گھروں میں اپنے بل بوتے پر کمپیوٹروں یا گیم مشینوں کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں۔

and they only go out to play when they are forced to.

اور وہ صرف اسی وقت کھیلنے کے لیے باہر جاتے ہیں جب انہیں جانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

Often both parents have to go out to work to earn enough money to support the family.

اکثر دونوں والدین کو اہلِ خانہ کی پرورش کے لیے کافی پیسا کمانے کے لیے کام کرنے باہر جانا ہوتا ہے

They not only have less time to spend with their children,

نہ صِرف ان کے پاس اپنے بچوں کے ساتھ گزارنے کے لیے وقت نہیں ہوتا۔

but also do not have time to prepare healthy food at home.

بلکہ گھر میں صحت افزا کھانا تیار کرنے کے لیے بھی وقت نہیں ہوتا۔

This means that more and more families are eating fast food.

اس کا مطلب ہے کہ زیادہ سے زیادہ خاندان فاسٹ فوڈ/ بازاری کھانا/ فوری تیار ہونے والا کھانا کھا رہے ہیں۔

These foods are very tasty but they are high in fat

یہ کھانے بہت ذائقے دار ہیں لیکن ان میں چکنائی زیادہ ہوتی ہے۔

which experts say is bad for our health.

جو ماہرین کے بقول ہماری صحت کے لیے غلط ہے۔

Young people whose families are lucky enough to have plenty of money

نوجوان لوگ جن کے اہلِ خانہ خوش قسمتی سے کثیر دولت کے مالک ہیں۔

are also facing an unhealthy future due to lack of exercise and poor diet.

وہ بھی ورزش کی کمی اور غلط کھانے کی وجہ سے غیر صحت مند مستقبل کا سامنا کر رہے ہیں

On the other hand there are still far too many unfortunate children in the world

دوسری جانب دنیا میں بہت زیادہ ایسے بد قسمت بچے ابھی تک ہیں

who are dying from not having enough to eat.

جن کے پاس کفایت کرنے والی خوراک نہ ہونے کی وجہ سے وہ مر رہے ہیں۔

For people who live in cities parking is one of the most stressful aspects of everyday life.

جو لوگ شہروں میں رہتے ہیں ان کے لیے گاڑی کھڑی کرنا روزمرہ زندگی کا مشکل ترین / پیچیدہ ترین / دماغ پر دباؤ ڈالنے والا پہلو ہے۔

Illegal parking blocks roads,

غیر قانونی طور پر گاڑی کھڑی کرنا سڑکوں کو بند کر دیتا ہے۔

causes accidents and makes people very angry.

حادثوں کا باعث بنتا ہے اور لوگوں کو غصہ دلاتا ہے۔

Sometimes they cannot get into their own homes because someone has left their car in the way.

کبھی کبھار وہ اپنے گھروں میں داخل نہیں ہو سکتے کیوں کہ کوئی اپنی کار راستے میں کھڑی کر جاتا ہے۔

The problem has got so great in some cities that cars are now banned from some areas.

مسئلہ کچھ شہروں میں اتنا بڑا بن چکا ہے کہ کچھ علاقوں میں کاروں پر پابندی لگ چکی ہے۔

A recent You Tube video showed one city mayor in Eastern Europe had created a unique solution.

حال ہی میں یوٹیوب کی ایک ویڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ مغربی یورپ کے ایک شہر کے میئر نے ایک منفرد حل نکالا ہے۔

He drove a tank over a car which was illegally parked and crushed it!

اس نے ایک گاڑی پر ٹینک چڑھا کر اسے کچل دیا، جو غیر قانونی طریقے سے کھڑی کی گئی تھی۔

When the driver of the car returned he could not believe what had happened to his car.

جب گاڑی کا ڈرائیور واپس آیا، اسے یقین نہ آ سکا کہ اس کی کار کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا۔

The mayor just said 'This is what happens if you break the law in my city!'

میئر نے محض یہ کہا "میرے شہر میں اگر تم قانون توڑتے ہو اس کا انجام یہ ہوتا ہے"۔

In fact the video was a fake.

دراصل ویڈیو جعلی تھی۔

The mayor said, I made this film to show people

میئر نے کہا، میں نے یہ فلم لوگوں کو یہ دکھانے کے لیے بنائی ہے

that having a car doesn't give people the right to park it anywhere they want.

کہ گاڑی ہونے سے لوگوں کو یہ حق نہیں مل جاتا کہ وہ اسے جہاں چاہتے ہیں، کھڑی کر دیں۔

He has received hundreds of messages from people all over the world

اس نے دنیا بھر سے لوگوں کے سینکڑوں پیغامات وصول کئے ہیں۔

saying that the idea should be introduced in their cities!

جو کہتے ہیں کہ یہ نظریہ ان کے شہروں میں بھی متعارف کرانا چاہیے۔

مئی، جون:2014

Why do you swim? For the health benefits to your heart and lungs?

تم کیوں تیرتے ہو؟ اپنے دل اور پھیپھڑوں کی صحت کے فائدے کے لیے؟

For the chance to be with some of your friends at the pool?

تالاب میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ ہونے کے لیے؟

Because, in your case, running every day hurts?

کیوں کہ آپ کے معاملے میں روزانہ دوڑنا تکلیف دیتا ہے (اس لیے)؟

Because just being in the water is relaxing? Or is it something else?

کیونکہ پانی میں رہنا آرام دہ ہے (اس لیے؟) یا یہ کوئی اور وجہ ہے؟

If you are looking to get away from the heat of the summer,

اگر آپ موسم گرما کی گرمی سے دور ہٹنا / بچنا چاہتے ہیں۔

then a dip in the water is exactly what you need; it is a good way for you to cool off.

تب پانی میں ایک ڈبکی ہی آپ کی حقیقی ضرورت ہے۔ یہ ٹھنڈک پانے کے لیے آپ کے لیے اچھا طریقہ ہے۔

Perhaps you have been doing some other form of exercise,

غالباً آپ کچھ اور طریقوں کی ورزش کرتے رہے ہیں۔

and now an injury prevents you from putting weight on a knee or ankle.

اب زخم نے آپ کو گھٹنے یا ٹخنے پر وزن ڈالنے سے روک رکھا ہے۔

Swimming can help you exercise almost the entire body – heart, lungs, and muscles – with very little pain.

تیراکی آپ کے سارے جسم، دل پھیپھڑوں اور اعصاب کی ورزش کرنے میں بہت کم تکلیف کے ساتھ مدد کر سکتی ہے۔

Spending time with your friends swimming is a great pastime.

اپنے دوستوں کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے تیراکی بہترین وقت گزاری (کا ذریعہ) ہے۔

Exchanging stories, challenging each other, and sharing in the hard work make swimming with others a rewarding experience.

کہانیوں کا تبادلہ کرنا، ایک دوسرے کو للکارنا، سخت محنت میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا، دوسروں کے ساتھ تیراکی کرنے کو صلہ خیز / انعام دینے والا / نوازنے والا تجربہ بنا دیتا ہے۔

It is great for general fitness, but unless you swim very fast for hours and hours

یہ عمومی (جسمانی) مناسبت کے لیے بہترین ہے۔ لیکن جب تک آپ کئی گھنٹوں کے لیے بہت تیز تیراکی نہ کرو۔

it is not a great way to drop excess kilos

یہ فالتو وزن کم کرنے کا اچھا ذریعہ نہیں ہے۔

اکتوبر، نومبر: 2014

Should boys learn to cook?

کیا لڑکوں کو کھانا پکانا سیکھنا چاہیے؟

Yes, in the twenty first century times are changing rapidly

ہاں، اکیسویں صدی میں حالات / اوقات تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔

and boys not only need to learn to cook,

اور لڑکوں کو نہ صِرف کھانا پکانا سیکھنا چاہیے

but to do all the other household tasks too.

بلکہ گھر کے دوسرے کام کرنا بھی سیکھنا چاہیے۔

It is not only better for their present but also for their future.

یہ نہ صِرف ان کے حال کے لیے بلکہ ان کے مستقبل کے لیے بھی بہتر ہے۔

Nowadays many households consist of a small family

آج کل بہت سے گھرانے چھوٹے کنبوں پر مشتمل ہیں۔

and very often both parents are working.

اور اکثر دونوں والدین کام کر رہے ہوتے ہیں۔

If the mother is away or unwell then the son or husband should be able to handle the cooking,

اگر ماں دور / باہر ہے یا بیمار ہے تب بیٹے یا شوہر کو کھانا پکانا آنا چاہیے۔

the cleaning and all the other domestic jobs very easily.

صفائی کرنا اور دوسرے گھریلو کام با آسانی کرنا (بھی آنا چاہیے)

Since, in the modern world, men and women are sharing the responsibility for earning a living,

چونکہ، جدید دنیا میں، مرد و خواتین روزی کمانے کے لیے ذمہ داریاں بانٹ رہے ہیں / ذمہ داریوں میں شریک ہو رہے ہیں۔

then it is only fair that both of them play their part at home.

تب ان دونوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ گھر میں بھی اپنا کردار ادا کریں۔

Nowadays people frequently change jobs and are always on the move,

آج کل لوگ انتہائی جلد بازی میں اپنی ملازمتیں بدلتے ہیں اور ہمیشہ حرکت / کام کاج میں رہتے ہیں۔

and it is not always convenient to eat food from cafes or to get takeaways.

اور ہمیشہ کیفے / ڈھابے سے کھانا کھانا یا منگوانا آسان نہیں ہے۔

If he knows how to cook a man will be happy and will remain healthy too.

اگر اس (لڑکے / آدمی) کو پتا ہو کہ کھانا کیسے پکانا ہے، تو وہ آدمی خوش رہے گا اور صحت مند بھی رہے گا۔

مئی،جون:2015

If you go to live in a different country you may have to face new and sometimes unexpected difficulties .

اگر آپ ایک مختلف ملک میں رہنے کے لیے جائیں تو شاید آپ کو نئی اور کبھی کبھار غیر متوقع مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

Clearly you may have to learn a new language,

واضح طور پر آپ کو نئی زبان سیکھنا ہو گی،

and that takes some time to be fluent.

اور اس میں روانی آنے میں کچھ وقت لگ جاتا ہے۔

In some countries people drive on the other side of the road

کچھ ممالک میں لوگ سڑک کی دوسری جانب گاری چلاتے ہیں

and that means you have to be extra careful when crossing the road.

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو سڑک پار کرنے میں زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

Going to a new school in a new country can be very worrying too.

نئے ملک میں اسکول جانا بھی پریشان کن ہو سکتا ہے۔

There are new rules to understand, new teachers, new daily routines and even new subjects to learn.

وہاں سمجھنے کے لیے نئے اصول ہیں، نئے اساتذہ ہیں، روز مرہ کا نیا معمول ہے اور سیکھنے کے لیے نئے مضامین ہیں۔

Even learning how to put on a tie is a new experience for some students !

کچھ طلبا کے لیے تو ٹائی باندھنا بھی ایک نیا تجربہ ہوتا ہے۔

When I first went to school in England the biggest lesson I had to learn was how to talk to teachers.

جب میں انگلینڈ میں پہلی مرتبہ اسکول گیا تو میں نے وہاں پہلا سبق یہ سیکھا کہ استاد سے بات کیسے کرنی چاہیے۔

In my country we would never dare to look our teachers in the eye when talking to them

میرے ملک میں ہم استاد سے بات کرتے ہوئےان کی آنکھوں میں دیکھنے کی جرات تک نہ کرتے تھے،

, it is considered very rude.

یہ سخت گستاخی شمار کی جاتی ہے۔

But when you have to stand in front of a teacher over here the first thing they will say to you is

لیکن جب یہاں آپ کو اپنے استاد کے سامنے کھڑا ہونا پڑے تو وہ پہلی بات یہی کہیں گے کہ

“Look at me when I’m talking to you.”!

"جب میں تم سے بات کر رہا ہوں تو میری آنکھوں میں دیکھو۔

اکتوبر،نومبر:2015

It has happened to all of us.

یہ ہم سب کے ساتھ ہو چکا ہے۔

You're walking down the street and the sound of an incoming text message becomes too hard to resist.

آپ گلی سے گزر رہے ہیں اور تحریری پیغام کی آمد کی آواز اس قدر سخت ہو جاتی ہے کہ مزاحمت نہیں کی جاسکتی۔

As you start to reply

جوں ہی آپ جواب دینا شروع کرتے ہیں

you walk straight into a passer-by doing exactly the same thing.

آپ ایک ایسے راہ گیر سے ٹکرا جاتے ہیں جو یہی کر رہا ہے۔

If you watch YouTube videos of careless people colliding with lamp posts and dustbins,

اگر آپ یوٹیوب پر ان لاپرواہ لوگوں کو روشنی کے کھمبوں اور کوڑے دانوں سے ٹکراتے ہوئے دیکھتے ہیں

it is very funny .

،یہ بہت مزاحیہ ہے۔

However the consequences won't always make you laugh.

البتہ نتائج ہمیشہ ہنسانے والے نہیں ہوتے۔

According to a professor of medicine in London,

اگر آپ کھمبے سے ٹکرا جائیں تو آپ کے لیے بڑے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔

if you walk into a lamp post it can cause you a lot of damage.

لندن میں طب کے ایک پروفیسر کے مطابق

You can expect injuries to your face such as a broken nose,

آپ کو چہرے پر سخت زخم آسکتے ہیں جیسے ٹوٹی ہوئی ناک

but if you fall over, then you're much more likely to suffer hand injuries and broken wrists.

اگر آپ گر جائیں تو ہاتھ پر چوٹ یا کلائی ٹوٹ جانے کا بہت زیادہ امکان ہے۔

But the big danger comes if you are hit by a car.

لیکن اگر کسی کار سے آپ کو ٹکر لگ جائے تو یہ واقعی خطرناک ہے۔

It is reported that 59% of deaths or injuries are caused by people not looking where they are going.

کہا جاتا ہے کہ پچاس فیصد زخم یا موت ان لوگوں کو پہنچتی ہے جو یہ نہیں دیکھتے کہ وہ کہاں چل رہے ہیں۔

The professor suggests that

پروفیسر یہ تجویز دیتے ہیں کہ

people should look at their phones only when it is safe to do so.

لوگوں کو چاہیے کہ وہ فون اسی وقت دیکھیں جب یہ کرنا بالکل محفوظ ہو۔

مئی، جون:2016

Let's be honest, life can be tough for young people these days.

ایمانداری سے کہا جائے تو ان دنوں نوجوانوں کے لیے زندگی مشکل ہو سکتی ہے۔

Wherever you live, it can be hard to find a good job.

آپ جہاں بھی رہتے ہیں، اچھی ملازمت تلاش کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔

One thing that helps is having computer skills,

ایک چیز جو اس میں مدد کر سکتی ہے وہ کمپیوٹر کی صلاحیت ہے۔

especially if you know how to write computers' own languages.

بالخصوص اگر آپ کمپیوٹر کی اپنی زبانیں لکھنا جانتے ہیں۔

In the modern world this has become a new trend,

جدید زمانے میں یہ ایک نیا رواج بن چکا ہے۔

mainly because it is a very useful and practical skill.

خاص طور پر، کیونکہ یہ ایک بہت مفید اور عملی مہارت ہے۔

Nowadays, classes have been set up for young people in many countries,

آج کل بہت سے ممالک میں نوجوانوں کے لیے جماعتیں شروع کی گئی ہیں۔

where they can learn to write different programmes.

جن میں وہ مختلف پروگرام لکھنا سیکھ سکتے ہیں۔

Experts run these classes teaching young people how to build websites and games.

یہ جماعتیں ماہرین چلاتے ہیں اور نوجوانوں کو ویب سائٹیں اور گیمیں بنانا سکھاتے ہیں۔

The only condition is that students are expected to pass on their knowledge and skills to others.

اس کی شرف صرف یہ ہے کہ طلبا سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنا علم اور ہنر دوسروں تک پہنچائیں۔

The organiser of these classes said "You learn more when you're learning together with different people.

ان جماعتوں کے منتظم کا کہنا ہے کہ جب آپ دوسروں کے ساتھ ہوتے ہیں تو زیادہ سیکھتے ہیں۔

If you want to get on in this world of computers then you have to be familiar with its language.

اگر آپ کمپیوٹر کی اس دنیا میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کی زبان سے واقف ہونا ہوگا۔

Computers have their own language and the best programmers are like poets

کمپیوٹر کی اپنی زبان ہے اور بہترین پرگرامر شاعروں کی طرح ہوتے ہیں۔

who can use it to produce beautiful work.

جو اسے استعمال کر کے خوبصورت کام پیش کر سکتے ہیں۔

اکتوبر، نومبر:2016ء

When it comes to solving a problem or making tough decisions

جب کوئی مسئلہ حل کرنا ہو یا مشکل فیصلہ کرنا پڑے

don't stay awake for hours worrying about it

تو گھنٹوں تک جاگ کر اس پر فکر مند نہ رہیں

go to bed, get a good night's sleep

بستر پر جائیں اور رات کی نیند اچھی طرح پوری کریں

and then the answer to your problem often proves to be much more simple than you thought.

تو اکثر آپ کے مسئلہ کا حل آپ کے خیال سے بھی زیادہ آسان ثابت ہوتا ہے۔

A recent report suggests that when your mind is at rest,

ایک حالیہ رپورٹ تجویز کرتی ہے کہ، جب آپ کا ذہن پُرسکون ہو۔

making complicated decisions like choosing school subjects is usually much easier.

تو مشکل فیصلے، جیسے کہ اسکول کے مضامین کا انتخاب کرنا، عام طور پر کافی آسان ہو جاتا ہے۔

This is because people can only focus on a limited amount of information at one time.

یہ اس لیے ہے کہ لوگ ایک وقت میں صرف محدود معلومات پر توجہ دے سکتے ہیں۔

The experts say that we should spend time thinking about simple choices

ماہرین کا خیال ہے کہ ہمیں آسان چیزیں سوچنے میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہیے

like what to have for lunch or what shoes to buy.

جیسے دوپہر کے کھانے میں کیا کھائیں یا کون سے جوتے خریدیں۔

This may seem strange but it is a very effective way of thinking.

ہو سکتا ہے کہ یہ بات عجیب لگے لیکن یہ سوچنے کا بہت موثر طریقہ ہے۔

The first and most important step is to gather all the information you need

پہلا اور سب سے اہم قدم ساری معلومات کو جمع کرنا ہے جس کی آپ کو ضرورت ہے۔

and then you can make a good decision.

تو پھر آپ ایک اچھا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

The best method is to get a good night's sleep or concentrate on something else.

سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ آپ رات بھر آرام سے سوئیں یا کسی دوسری چیز کی طرف توجہ دیں۔

Then your brain can more easily solve the big problem

پھر آپ کا ذہن زیادہ آسانی سے بڑے مسئلے کو حل کر سکے گا۔

مئی،جون:2017

One of the best ways to feel well is to get enough sleep.

اچھا محسوس کرنے کا ایک بہترین طریقہ مناسب نیند کا ملنا ہے۔

However, if you think you haven't had a good night's sleep, don't worry.

تاہم، اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اچھی طرح نہیں سو سکے تو آپ پریشان نہ ہوں۔

It's perfectly natural to wake up still feeling tired.

جاگنے پر تھکاوٹ محسوس کرنا بالکل قدرتی سی بات ہے۔

It's always a good idea to drink a glass of water in the morning

صبح کے وقت ایک گلاس پانی پینا ہمیشہ اچھا خیال ہے۔

because your body has had to go for eight hours without anything to drink.

کیونکہ آپ کے جسم کو کچھ پیے بغیر آٹھ گھنٹے تک رہنا پڑا۔

If you are feeling half-awake when you get out of bed,

اگر آپ نیم بیداری محسوس کر رہے ہیں جب آپ بستر سے اٹھے

you may only be suffering from a lack of water.

تو ہو سکتا ہے کہ آپ صرف پانی کی کمی محسوس کر رہے ہیں / پانی کی کمی کا شکار ہیں۔

Secondly, getting enough sunlight in your morning routine is very important.

دوسری، اپنے صبح کے معمول میں کافی دھوپ ملنا بہت اہم ہے۔

It helps your body to find its natural daily rhythm

یہ آپ کے جسم میں روزانہ قدرتی توازن ڈھونڈنے میں مدد کرتی ہے۔

and wakes both your brain and body for the day.

اور دن کے لیے آپ کے دماغ اور جسم دونوں کو جگاتی ہے۔

Go outside and have a short walk in the fresh air and sunshine.

باہر جا کر تازہ ہوا اور دھوپ میں تھوڑی سی چہل قدمی کریں

This is more important in places like northern Europe

یہ شمالی یورپ جیسے علاقوں یا جگہوں میں زیادہ اہم ہے۔

where the days are much shorter in the winter.

جہاں سردیوں میں دن بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔

My friend from Bradford says that he doesn't need to drink much coffee to wake up

بریڈ فورڈ میں رہنے والا میرا دوست کہتا ہے کہ اسے جاگنے کے لیے زیادہ کوفی پینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

but he is completely unbearable

لیکن وہ سراسر ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

if he doesn't get enough sunlight in the long dark winter months.

اگر اسے سردیوں کے دوران طویل اور تاریک مہینوں میں مناسب دھوپ نہ ملے۔

اکتوبر، نومبر: 2017

It is said that playing team sports brings people closer together.

کہا جاتا ہے کہ ٹیم میں کھلے جانے والے کھیل لوگوں کو قریب لاتے ہیں۔

In most cases, they are very enjoyable ways of not only keeping fit but of learning how to deal with life's ups and downs.

زیادہ تر / اکثر یہ نہ صرف تندرست رہنے کے مزے دار / تفریحی (طریقے ہیں) بلکہ زندگی کے اتار چڑھاؤ پر قابو پانا سیکھنے کے طریقے ہیں۔

These lessons include working together as a team and accepting winning and losing without getting too upset.

ان میں ٹیم کے طور پر اکٹھے کام کرنا اور زیادہ مایوس / پریشان / افسردہ ہوئے بغیر ہار جیت کو ماننا شامل ہے۔

But you must remember that the main purpose of any sport is simply to have fun and spend time with your friends.

لیکن آپ کو یہ لازمی یاد / ذہن نشین رکھنا ہو گا کہ کسی بھی کھیل کا اہم / اصل مقصد محض / صرف / بس اپنے دوست کے ساتھ وقت گزارنا اور لطف اندوز ہونا ہے۔

However, some people in the modern world we live in think that it is more important to win at all costs.

البتہ / بہر حال / تاہم / پھر بھی اس جدید دنیا میں جہاں ہم رہ رہے ہیں کچھ لوگوں کے خیال میں / کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ کسی بھی قیمت پر / ہر حالت میں / ہر صورت میں جیتنا زیادہ ضروری / اہم ہے۔

Team coaches can get their young teams to play too hard

ٹیم کے کوچ اپنی جوان ٹیموں کو حد سے زیادہ زور سے کھیلنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

and sometimes this result in fights on the pitch.

اور بعض اوقات / کبھی کبھی اس کے نتیجے میں / اس کی وجہ سے میدان میں لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔

One very experienced coach's opinion is that this may be happening because sport is now seen as a way out of poverty,

ایک بہت تجربہ کار کوچ کی رائے میں / کے خیال میں یہ سب ہو سکتا ہے کیوں کہ آج کل کھیل غربت سے نکلنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

And, quite naturally, young people will do almost anything to improve their own and their families' lives

اور بالکل قدرتی طور پر، نوجوان لوگ اپنی اور اپنے خانوانوں کی زندگیاں بہتر بنانے کے لیے تقریباً سب کچھ کر گزریں گے۔

The domestication of animals was one of the most important stages in human history.

پالتو جانوروں کو پالنا/گھروں میں رکھنا/پرورش کرنا انسانی تاریخ کے اہم ترین مراحل میں سے ایک تھا۔

When we think of man's best friend, many people will think of the dog. It's probably better to think of humans as dogs' best friends.

جب ہم انسان / آدمی کے بہترین / اچھے دوست کے بارے میں سوچتے ہیں تو کئی لوگوں کے ذہن میں کتے کا خیال آتا ہے۔

Scientists now think that dogs became close to people because they could get free food and a home.

اب سائنس دانوں کا خیال ہے / سائنس دان سوچتے ہیں کہ کتے انسانوں کے قریب اس لیے آئے تاکہ مفت خوراک اور گھر مل سکے۔

In return for this the dogs could help protect humans from other wild animals.

اس کے عوض / نتیجے / بدلے میں کتے انسانوں کو دوسرے جنگلی جانوروں سے محفوظ رکھنے میں مدد کر سکیں۔

However, many people now think that the most useful relationship has been between men and camels.

البتہ / جب کہ / پھر بھی / حالانکہ / مگر / گو کہ / تا ہم اب بہت سے / کئی لوگ یہ سوچتے / سمجھتے ہیں کہ انسانوں کا سب سے کارآمد / سود مند / فائدہ مند / مفید تعلق اونٹوں سے رہا ہے۔

Camels have been used for thousands of years and they can carry heavier loads than elephants!

اونٹ ہزاروں سال سے استعمال کیے جارہے ہین اور یہ ہاتھیوں سے بھی زیادہ بھاری سامان اٹھاتے ہیں۔

They can travel up to fifty kilometers a day in an extremely hot and dry climate.

وہ ایک دن میں انتہائی / بے حد / شدید / سخت گرم اور خشک آب وہوا میں پچاس کلومیٹر تک سفر کر سکتے ہیں۔

Despite what most people think, the camel's hump contains fat, not water.

اکثر لوگوں کے خیال کے باوجود اونٹ کی کوہان میں چربی ہوتی ہے نہ کہ پانی

But the most amazing thing is their ability to travel long distances without food and water.

لیکن سب سے حیران کن / عجیب بات یہ ہے کہ وہ بغیر کھانے اور پینے کے لمبے فاصلے طے کرنے کی صلاحیت / قابلیت رکھتے ہیں۔

They can also close their ears and noses to stop the sand getting in.

وہ ریت کو اپنے اندر گھسنے / داخل ہونے سے روکنے کے لیے اپنے کان اور ناک بند رکھ سکتے ہیں۔

How did humans survive in deserts without them?

ان کے بغیر انسانوں نے صحراؤں / ریگستانوں میں کیسے گزارہ کیا / گزارہ کیا ہوگا۔

اکتوبر، نومبر: 2018

Ask an Englishman what is the hardest thing to learn

کسی انگریز / انگلستانی سے یہ پوچھا جائے / پوچھو کہ سیکھنے / کرنے کی سب سے مشکل چیز / بات کیا ہے؟

and he will probably tell you that learning a foreign language is top of the list.

اور شاید / غالباً وہ آپ سے کہے گا کہ غیر ملکی زبان سیکھنا سرِ فہرست / فہرست کے سب سے اوپر ہے۔

This is because England is a country where most of the populations speak only one language.

یہ اس لیے ہے کیونکہ برطانیہ / انگلینڈ ایک ایسا ملک ہے جہاں آبادی کی اکثریت / زیادہ تر آبادی صرف ایک ہی زبان بولتی ہے۔

This means that they don't get many chances to hear people speaking other languages.

اس کا مطلب ہے کہ انھیں لوگوں کی دوسری زبانیں بولتے ہوئے سننے کے بہت زیادہ مواقع نہیں ملتے۔

On the other hand, in many parts of the world it is not unusual for people to speak several languages.

دوسری طرف / اس کے برعکس دنیا کے بہت سے حصوں میں لوگوں کا کئی زبانیں بولنا کوئی غیر معمولی / عام بات نہیں ہے۔

Take my old Pakistani friend Ghulam Ali as an example.

میرے پرانے پاکستانی دوست غلام علی کی مثالیں لے لیں۔

His mother tongue is Hindko but because he grew up in Peshawar he also speaks Pashtu.

اس کی مادری زبان ہندکو ہے لیکن کیونکہ وہ پشاور میں پروان چڑھا ہے / پلا بڑا ہے، وہ پشتو بھی بولتا ہے۔

His parents taught him Urdu and he went to a private school where he learnt English.

اس کے والدین نے اس کو اردو سکھائی اور وہ ایک نجی / پرائیویٹ اسکول میں پڑھتا تھا / پڑھنے کے لیے گیا تھا جہاں اس نے انگریزی سیکھی۔

He studied Arabic at the mosque when he was a child .

وہ بچپن سے مسجد میں عربی سیکھتا رہا۔

As well as these languages, he has taught himself Persian because he loves the poetry.

ان زبانوں کے ساتھ ساتھ / علاوہ اس نے خود فارسی سیکھی کیون کہ اس کو شاعری بہت پسند ہے / اسے شاعری سے محبت ہے۔

It is said that you need a special talent to learn languages, but I think that is wrong.

کہا جاتا ہے کہ زبانیں سیکھنے کے لیے آپ کو خاص صلاحیت کی ضرورت ہے لیکن میرے خیال میں یہ غلط ہے۔

You need strong willpower and as many chances to use it as possible.

آپ کو اس کے لیے پکا ارادہ کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے استعمال کرنے کے لیے جتنا ممکن ہو، زیادہ مواقع ملنے چاہییں۔

Most important of all, you have to be prepared to make lots of mistakes and be laughed at.

سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ کو اس بات کے لیے تیار رہنا ہو گا کہ آپ بہت سی غلطیاں کریں اور لوگ آپ پر ہنسیں گے / مذاق اڑائیں گے۔

ترجمہ نویسی کی عملی مشقیں

مئی، جون:2004

Human beings are animals, but we are different from other animals because of our ability to talk.

However, we can also communicate in many other ways, like other animals do.

We send silent signals to each other all the time.

A smile is a sign that a person is happy, we cry, scream and sometimes even groan.

A dog can tell simply by the tone of its owner's voice that it is being told off!

However, we also have a unique way of using words.

The use of language makes it possible for us to work effectively with one another.

It also helps us to plan ahead and do things that animals would find impossible to do.

The ability to use language means we can argue, reach agreement and explain our views to others.

We can record our feelings, thoughts and ideas.

Most importantly we can benefit from the knowledge of past generations and the information, we acquire in our lifetime, can be presented.

So that future generations may be able to make use of it.

اکتوبر،نومبر:2004

People used to count on their fingers.

This is why we use the numbers one to ten when we count.

The abacus, the first counting machine, was invented in China about 5,000 years ago.

If we count out a pile of beads, we group them into units, tens and hundreds.

On the abacus, beads are placed on wires.

Ten beads in the units line can be replaced by one bead in the tens line,

while one bead in the hundreds line will take the place of ten beads in the tens line.

In this way the abacus helps us to count and store the results.

A computer works so quickly and efficiently that it seems to have magical powers!

In fact, it is just a machine that only does what it is told to do.

Instructions must always be simple.

If we had to work out long and difficult calculations,

we could spend a whole day doing it and would probably grow tired and bored.

We might also make mistakes.

We could spend the rest of our lives doing work that computers can do in a few seconds.

مئی، جون: 2006

Martin Luther King came from a black family

and so could not sit with his white friends on the buses or in the cinema.

He could not even attend the same school as they did.

The law in the USA said that black people could not do the same things as whites or live in the same way.

King became a priest like his father.

He tried to improve the conditions of black people in America without using violence.

In 1955 a black woman was arrested after refusing to give up her seat on a bus to a white man.

All the black people protested by refusing to use the buses in the city.

This forced the bus company to change their rules.

After a few years more and more black people began to demand equal rights.

Unfortunately, many white people did not want blacks to have equal rights.

In 1963 King made a famous speech in Washington.

He said that he had a dream that one day people would be judged by how good they were, not by the colour of their skin.

The following year he won a Nobel Prize for his work to bring peace to the people of the USA.

Not long afterwards he was shot dead byone of his enemies.

اکتوبر، نومبر:2005

On the island of Mauritius, near Africa, lived a large bird that could not fly.

Because it was the biggest animal on the island it had no enemies.

It weighed up to 14 kg and was very good to eat. It was called the dodo.

The dodo was first seen by Europeans in 1507.

They introduced domestic animals as well as rats and monkeys to the island,

and these started killing the bird and taking its place.

In addition to this, forest clearing destroyed the bird's habitat.

This meant that the dodo population began to decline rapidly.

By 1681 there were no dodos left.

In the present day, there is much more information available about animals and birds that are in danger of dying out.

Some animals are hunted for their skins, such as the tiger and polar bear, or for their meat and oils, such as the whale.

Scientists are trying to make people aware of the need to protect all living things.

They warn us that some animals will soon die out completely.

People need to protect these animals from being killed and traded illegally, otherwise history will repeat itself.

مئی، جون:2006

Sofia had a very bad temper.

When she was frustrated

she would get angry and throw things at her friends

and slam doors around the house.

One day her mother told her that every time she lost her temper

she must hammer a nail into the back of the fence.

She soon discovered that it was easier to control her temper than to hit those nails into the fence.

The number of nails hammered each day went down

until Sofia didn't lose her temper at all.

Her mother then suggested that Sofia pull out one nail for each day

that she was able to hold her temper.

The days passed and she was finally able to tell her mother that all the nails were out.

Sofia's mother took her daughter by the hand and led her to the fence.

"You have done really well, Sofia," she said, "but can you see the holes that are left in the fence?

Sometimes saying things in anger can hurt people and leave scars like these even if you say you are sorry.

You must be careful how you express your thoughts and feelings, so that you consider other people."

اکتوبر،نومبر:2006

Khalid found the cocoon of a butterfly.

Quite soon afterwards he saw a small opening begin to appear.

He sat and watched the butterfly for several hours as it struggled to force its body through the little hole.

But then the butterfly stopped and it seemed as if it couldn't go any further.

So Khalid decided to help the butterfly.

He took a pair of scissors and cut off the remaining bit of the cocoon.

The butterfly then emerged easily but it had a swollen body.

Khalid continued to watch the butterfly because he expected that,

at any moment, its wings would expand to support its body.

But, in fact, nothing more happened.

The butterfly spent the rest of its life crawling around and could not fly.

Khalid in his kindness and haste had not understood that the struggle required for the butterfly to get through the tiny opening was essential.

It was God's way of forcing blood from the body of the butterfly into its wings and enabling it to fly.

Sometimes the struggles that we face in our life allow us to grow.

مئی، جون:2007ء

Bill Gates, the founder of Microsoft, is the richest man in the world.

Even he doesn't know how much money he has in the bank!

He gives millions of dollars away to charities, and his good works include funding research into ways to combat malaria.

Having so much money it must be difficult to know how to spend it!

Recently an article appeared in a Spanish newspaper which reported that Bill needed a bigger house for his family.

Of course it is only natural to want to have a big comfortable house in which to bring up one's family.

He is married and has four children, two of whom are adopted.

Let me tell you about his house which he considers too small.

There are over twenty bedrooms, each with their own bathroom, eight sitting rooms and an indoor gym and swimming pool in the basement.

Outside there are two tennis courts and parking for about fifty cars.

There is even a twenty-four seat cinema.

Anyway, according to the newspaper, he needed a bigger house.

The funniest part was that the journalist gave the article the headline "Poor Bill!"

اکتوبر، نومبر: 2007

Fifty years or so ago, it was very unusual to see Asian people outside the big British cities.

Nowadays, of course, it is only strange in very small towns and villages.

The reason for this is that nearly every town in the country has at least one Indian restaurant.

In fact most of these restaurants are run by Bangladeshis,

and many of the dishes are not normally found in the subcontinent!

The most popular dish in Britain is 'Chicken Tikka Masala' which, I am told, was invented in London.

The latest trend is Balti

which first became popular in Pakistani restaurants in Birmingham.

Last month, a TV programme looked into the origins of the word 'balti'.

Most Pakistanis thought that it came from the Urdu word for bucket,

but one Sikh cooking pot manufacturer said

it was from the Punjabi word 'baati' which is a metal cooking pot.

In my opinion, it is most probably from Baltistan in the Northern Areas of Pakistan

and the cooking style was adopted by the Mughals in the seventeenth century.

مئی،جون :2008

I moved to England from Turkestan in 1998 for political reasons.

I worked in a Turkish leather shop and learned English. I am happy here.

England respects the rights of Muslims and I can pray anywhere.

As it is easy to acquire knowledge, I would like to become a computer engineer.

I met my wife at college five years ago – we talked and fell in love.

We have lived in East London since February.

I feel lonely because there are not as many Turkish people here as there are in North London.

I applied for a government flat but there weren't any available, so temporary accommodation has been arranged for us.

I pray before dawn, study until my daughter wakes and then I take her to school.

After that I help my wife give breakfast to our other children.

Every Friday I go to the mosque for an hour, then study in the library.

I pick my daughter up from school and help her with her homework.

At seven we have dinner, then the children go to bed.

I study until eleven, say my prayers and go to bed.

اکتوبر،نومبر 2008

Prince Charles' visit to Pakistan in November 2006 was a very important event, especially for him.

For the many years he has been waiting to become king,

it has been difficult for him to find a suitable role in life,

though he has many interests. He helps young people in difficulty make the most of their lives.

He takes a great interest in ways of farming that produce food without using artificial methods.

He has set up organisations in the UK where companies can donate their surplus goods to charities, helping to avoid unnecessary waste.

In recent years he has become better known as a supporter of equal rights for the followers of all the different faiths in Britain.

On many occasions, he has tried to bring together religious leaders of all faiths

so they can discuss matters which affect them,

such as racism, injustice, education and employment.

He has worked hard to promote understanding between the communities.

In my opinion he should be praised for doing so, whatever the British media might say or write about him.

Even though the British media love to criticise him, he still has many devoted supporters.

مئی، جون2009

One of the things I enjoy most is listening to radio stations via the internet

whilst I am working at my computer.

Sometimes I miss programmes that I like because I am at a meeting or travelling.

Luckily for me the BBC has come up with a brilliant and simple idea. It's called 'Listen again'.

You go to their website and click on the programme you want even if it was broadcast earlier in the week.

This way you never have to miss your favourite programmes.

I listened to a very interesting programme on the radio yesterday.

The presenter was talking to two travellers

who had made a journey across the world's largest continent.

Sam Manicom rode his motorbike from Indonesia to Germany, after first visiting Africa and Australia, in a trip that lasted eight years.

Tim Cope took three years to ride from Mongolia to Hungary on horseback

following the route taken by Genghis Khan and his armies in the 13th century.

How I love the radio.

it lets me travel all over the world without leaving the comfort of my own home!

اکتوبر، نومبر 2009ء

More than ten thousand people attended a charity concert in London

to raise money for war-torn Darfur.

The show on Sunday at Wembley Arena was intended to highlight the crisis in the Sudanese region

and featured some of the Muslim world's biggest stars.

Among them was Sami Yusuf, sometimes called the Islamic Bono

and Texan country and western singer Kareem Salama.

Jehangir Malik said the event was the biggest show put on by and for British Muslims,

although people of many different faiths attended and enjoyed themselves.

"We felt this was an important event for the British Muslim community to be able to raise their voices and say,

"Look, we need to do something about Darfur."

It was a challenge for us because people are so busy getting on with their daily lives.

We are very lucky to live in comfort and, need to do considerably more to help the poor in other countries."

Mr Malik said British Muslims had already raised £2 million for Darfur

and he hoped the concert would generate another million pounds.

The concert coincided with the end of Ramadan and the celebrations associated with Eid.

مئی، جون 2010ء

Vultures play a very important role in the Indian sub-continent.

They are unusual looking birds with only a few feathers on their head and neck.

They survive by eating dead animals

and by doing so they stop the spread of diseases.

Farmers leave dead animals out in the fields knowing that they will be cleaned up by the vultures.

During the last decade the number of vultures in some regions has fallen greatly.

The reason for this is that vultures are harmed by some medicines

that farmers feed to their cattle.

As a result there are many more dead animals left in the fields,

causing an increase in disease-carrying germs and insects.

According to one scientist, because vultures are quite ugly birds, no-one has been too worried about them dying out.

Now people are beginning to realise the important job they do

and why they need to be protected.

A surprising effect of the shortage of vultures is an increase in the number of wild dogs who eat the corpses.

With more wild dogs around there is a greater risk of people catching rabies.

اکتوبر، نومبر2010ء

Ahmed Faraz, like his tutor, Faiz Ahmed Faiz, was never afraid to stand up for his principles.

People loved him, especially the young, and nobody wrote with more feeling about love.

All were able to understand his simple but elegant style

and the greatest singers of the age loved to set his verses to music.

An old friend remembered:

“Faraz was a year senior to me when I joined Islamia College, Peshawar in 1954.

He was very handsome and full of energy.

He would gather students around him and read out his romantic poems.

There was not much mixing of male and female students in those days.

But somehow his poems managed to reach girl students

as well and he would receive dozens of letters from them.

The rich ones would have their servants deliver their letters

while others would drop them in front of Faraz at bus stops".

Ahmed Faraz won many prizes for his poetry.

He died in Islamabad on 25 August 2008.

مئی، جون 2011ء

Along with many other nations, Pakistan's fishing industry is facing numerous problems.

Sea levels are rising,

so salt water is flowing further into rivers and is affecting freshwater fish.

Ocean fish stocks are also declining because of over-fishing and pollution.

Fishing with nets is the most common method in Pakistan.

Repairing them is mostly done by hand as little modern machinery is available.

Boats are usually brightly painted and vary from large motor boats to small rowing boats.

Some fishermen have had to become expert mechanics

because they have to rely on their engines while far out at sea.

Nowadays many fishermen are deciding to become full time motor mechanics

because it is a more reliable source of income

than relying on an uncertain future at sea.

The average catch is now less than two tonnes a day

whereas only twenty years ago it was as much as six or seven tonnes a day.

About twenty five percent of this catch is exported, mainly to Europe,

bringing in over 200 million dollars annually.

اکتوبر، نومبر 2011ء

Many firms are producing less and losing money because office staff spends too long on social networking sites,

a government survey says. The survey questioned 4,000 employees between the ages of 21 and 60.

According to this survey, workers use Facebook, MySpace and other sites for "romancing" and other purposes.

Office employees questioned in the survey spent average an hour a day on such sites,

leading to a loss of production of nearly 12%.

"As a matter of fact, the growing use of these sites can be dangerous for business,

and some IT companies have already installed software to restrict its use", a government spokesman said.

Nearly half of the office employees surveyed accessed Facebook during work time.

Some 83% saw nothing wrong in surfing the net at work during office hours.

Only 40% of the employees interviewed said that their companies allowed staff full access to social networking sites.

The survey also showed that 84% of people surveyed show signs of internet addiction:

they do not take breaks at appropriate times,

they spend more than a "normal" amount of time online, and can get angry if they are interrupted while surfing.

In September, a Town Council in England banned staff from accessing Facebook on its computers

after it was revealed they spent on average 400 hours on the site every month.

مئی، جون 2012ء

A few years ago people used to enjoy going out in the car with the family

to a beauty spot or a restaurant in the evening or at the weekend, but not any more.

Now there are so many vehicles on the roads that to get stuck in traffic jam is a common experience all over the world.

I read in the newspaper last month about the world's biggest traffic jam.

No traffic could move for nine days on a main road near the capital of China.

Most of the vehicles were Lorries and they were in a 100 kilometre long queue because roads were being repaired.

According to a Chinese newspaper, there is much more traffic on the roads because the economy is growing so fast.

The old roads are too weak and too narrow to bear the load of such heavy modern lorries.

New roads are needed to bring coal from the mines to the big factories in the area.

Some time later I read that it took two or three more days to clear the road.

اکتوبر، نومبر 2012ء

It is said that the only thing that English people are happy to talk about is the weather.

Whenever they meet someone,

they will say something like

"lovely weather isn't it?" or "do you think it's going to rain today?"

The reason for this is that in England nobody knows whether

it will be sunny, rainy, foggy or snowy from one hour to the next.

In the subcontinent, the weather is not a very interesting thing to talk about.

For example, if you are in Lahore in April it will be hot and sunny,

while in August it will be very hot and rainy.

In November it will be pleasantly cool and clear.

Everyone knows what the weather will be like in a particular season

so there really is no need to talk about it!

مئی، جون 2103ء

Not only in the west but also in other parts of the world,

modern lifestyles are having an increasingly negative effect on our young people.

Children are sitting at home on their own in front of their computers or games machines,

and they only go out to play when they are forced to.

Often both parents have to go out to work to earn enough money to support the family.

They not only have less time to spend with their children,

but also do not have time to prepare healthy food at home.

This means that more and more families are eating fast food.

These foods are very tasty but they are high in fat

which experts say is bad for our health.

Young people whose families are lucky enough to have plenty of money

are also facing an unhealthy future due to lack of exercise and poor diet.

On the other hand there are still far too many unfortunate children in the world

who are dying from not having enough to eat.

اکتوبر، نومبر 2013ء

For people who live in cities parking is one of the most stressful aspects of everyday life.

Illegal parking blocks roads,

causes accidents and makes people very angry.

Sometimes they cannot get into their own homes because someone has left their car in the way.

The problem has got so great in some cities that cars are now banned from some areas.

A recent You Tube video showed one city mayor in Eastern Europe had created a unique solution.

He drove a tank over a car which was illegally parked and crushed it!

When the driver of the car returned he could not believe what had happened to his car.

The mayor just said 'This is what happens if you break the law in my city!'

In fact the video was a fake.

The mayor said, I made this film to show people

that having a car doesn't give people the right to park it anywhere they want.

He has received hundreds of messages from people all over the world

saying that the idea should be introduced in their cities!

مئی، جون:2014

Why do you swim? For the health benefits to your heart and lungs?

For the chance to be with some of your friends at the pool?

Because, in your case, running every day hurts?

Because just being in the water is relaxing? Or is it something else?

If you are looking to get away from the heat of the summer,

then a dip in the water is exactly what you need; it is a good way for you to cool off.

Perhaps you have been doing some other form of exercise,

and now an injury prevents you from putting weight on a knee or ankle.

Swimming can help you exercise almost the entire body – heart, lungs, and muscles – with very little pain.

Spending time with your friends swimming is a great pastime.

Exchanging stories, challenging each other, and sharing in the hard work make swimming with others a rewarding experience.

It is great for general fitness, but unless you swim very fast for hours and hours

it is not a great way to drop excess kilos

اکتوبر،نومبر:2014

Should boys learn to cook?

Yes, in the twenty first century times are changing rapidly

and boys not only need to learn to cook,

but to do all the other household tasks too.

It is not only better for their present but also for their future.

Nowadays many households consist of a small family

and very often both parents are working.

If the mother is away or unwell then the son or husband should be able to handle the cooking,

the cleaning and all the other domestic jobs very easily.

Since, in the modern world, men and women are sharing the responsibility for earning a living,

then it is only fair that both of them play their part at home.

Nowadays people frequently change jobs and are always on the move,

and it is not always convenient to eat food from cafes or to get takeaways.

If he knows how to cook a man will be happy and will remain healthy too.

مئی، جون:2015

If you go to live in a different country you may have to face new and sometimes unexpected difficulties .

Clearly you may have to learn a new language,

and that takes some time to be fluent.

In some countries people drive on the other side of the road

and that means you have to be extra careful when crossing the road.

Going to a new school in a new country can be very worrying too.

There are new rules to understand, new teachers, new daily routines and even new subjects to learn.

Even learning how to put on a tie is a new experience for some students !

When I first went to school in England the biggest lesson I had to learn was how to talk to teachers.

In my country we would never dare to look our teachers in the eye when talking to them

, it is considered very rude.

But when you have to stand in front of a teacher over here the first thing they will say to you is

"Look at me when I'm talking to you."!

اکتوبر،نومبر:2015

It has happened to all of us.

You're walking down the street and the sound of an incoming text message becomes too hard to resist.

As you start to reply

you walk straight into a passer-by doing exactly the same thing.

If you watch YouTube videos of careless people colliding with lamp posts and dustbins,

it is very funny .

However the consequences won't always make you laugh.

According to a professor of medicine in London,

if you walk into a lamp post it can cause you a lot of damage.

You can expect injuries to your face such as a broken nose,

but if you fall over, then you're much more likely to suffer hand injuries and broken wrists.

But the big danger comes if you are hit by a car.

It is reported that 59% of deaths or injuries are caused by people not looking where they are going.

The professor suggests that

people should look at their phones only when it is safe to do so.

مئی، جون:2016

Let's be honest, life can be tough for young people these days.

Wherever you live, it can be hard to find a good job.

One thing that helps is having computer skills,

especially if you know how to write computers' own languages.

In the modern world this has become a new trend,

mainly because it is a very useful and practical skill.

Nowadays, classes have been set up for young people in many countries,

where they can learn to write different programmes.

Experts run these classes teaching young people how to build websites and games.

The only condition is that students are expected to pass on their knowledge and skills to others.

The organiser of these classes said "You learn more when you're learning together with different people.

If you want to get on in this world of computers then you have to be familiar with its language.

Computers have their own language and the best programmers are like poets

who can use it to produce beautiful work.

اکتوبر، نومبر:2016ء

When it comes to solving a problem or making tough decisions

don't stay awake for hours worrying about it

go to bed, get a good night's sleep

and then the answer to your problem often proves to be much more simple than you thought.

A recent report suggests that when your mind is at rest,

making complicated decisions like choosing school subjects is usually much easier.

This is because people can only focus on a limited amount of information at one time.

The experts say that we should spend time thinking about simple

choices like what to have for lunch or what shoes to buy.

This may seem strange but it is a very effective way of thinking.

The first and most important step is to gather all the information you need

and then you can make a good decision.

The best method is to get a good night’s sleep or concentrate on something else.

Then your brain can more easily solve the big problem

مئی، جون:2017

One of the best ways to feel well is to get enough sleep.

However, if you think you haven’t had a good night’s sleep, don’t worry.

It’s perfectly natural to wake up still feeling tired.

It’s always a good idea to drink a glass of water in the morning

because your body has had to go for eight hours without anything to drink.

If you are feeling half-awake when you get out of bed,

you may only be suffering from a lack of water.

Secondly, getting enough sunlight in your morning routine is very important.

It helps your body to find its natural daily rhythm

and wakes both your brain and body for the day.

Go outside and have a short walk in the fresh air and sunshine.

This is more important in places like northern Europe

Where the days are much shorter in the winter.

My friend from Bradford says that he doesn't need to drink much coffee to wake up

But he is completely unbearable

If he doesn't get enough sunlight in the long dark winter months.

اکتوبر، نومبر: 2017

It is said that playing team sports brings people closer together.

In most cases, they are very enjoyable ways of not only keeping fit but of learning how to deal with life's ups and downs.

These lessons include working together as a team and accepting winning and losing without getting too upset.

But you must remember that the main purpose of any sport is simply to have fun and spend time with your friends.

However, some people in the modern world we live in think that it is more important to win at all costs.

Team coaches can get their young teams to play too hard

and sometimes this result in fights on the pitch.

One very experienced coach's opinion is that this may be happening because sport is now seen as a way out of poverty,

And, quite naturally, young people will do almost anything to improve their own and their families' lives

مئی، جون:2018

The domestication of animals was one of the most important stages in human history.

When we think of man's best friend, many people will think of the dog. It's probably better to think of humans as dogs' best friends.

Scientists now think that dogs became close to people because they could get free food and a home.

In return for this the dogs could help protect humans from other wild animals.

However, many people now think that the most useful relationship has been between men and camels.

Camels have been used for thousands of years and they can carry heavier loads than elephants!

They can travel up to fifty kilometers a day in an extremely hot and dry climate.

Despite what most people think, the camel's hump contains fat, not water.

But the most amazing thing is their ability to travel long distances without food and water.

They can also close their ears and noses to stop the sand getting in.

How did humans survive in deserts without them?

اکتوبر،نومبر:2018

Ask an Englishman what is the hardest thing to learn

and he will probably tell you that learning a foreign language is top of the list.

This is because England is a country where most of the populations speak only one language.

This means that they don't get many chances to hear people speaking other languages.

On the other hand, in many parts of the world it is not unusual for people to speak several languages.

Take my old Pakistani friend Ghulam Ali as an example.

His mother tongue is Hindko but because he grew up in Peshawar he also speaks Pashtu.

His parents taught him Urdu and he went to a private school where he learnt English.

He studied Arabic at the mosque when he was a child .

As well as these languages, he has taught himself Persian because he loves the poetry.

It is said that you need a special talent to learn languages, but I think that is wrong.

You need strong willpower and as many chances to use it as possible.

Most important of all, you have to be prepared to make lots of mistakes and be laughed at.